MUSLIM-SPRITUAL DEGENERATION

امراض باطنی

کتاب مبلغ

مصنفہ

ڈاکٹر سید محمد وارث ایم۔ ڈی سول سرجن۔ پنشنر

مصنف کتبہائے انگریزی در علم و فنون ڈاکٹری

صرف سرورق و فہرست

باہتمام حکیم محمد سراج الحق

در عمدۃ المطابع واقع لکھنؤ طبع شد

قیمت فی جلد [illegible]

فہرست مضامین کتاب ہذا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

معذرت

سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۔ یٰوَیْلَنَآ اِنَّا کُنَّا طٰغِیْنَ عَسٰی رَبُّنَآ اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْرًا مِّنْھَآ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ؕ

مصنف ناظرین سے معذرت کا خواستگار ہے کہ اُس نے قبل ازیں کہ اس کتاب کا اصلی یعنے حقیقی مضمون قلمبند ہوتا اپنے ذاتی اور خاندانی حالات سے بدیں وجہ تعارف کرایا کہ مطالعہ کتاب میں ناظرین یا تمکین کو یہ پریشانی پیدا ہونے کا امکان تھا کہ مصنف کون ہے اور اسکو اس کتاب کے لکھنے کی کیوں ضرورت ہوئی۔

مصنف کی پیدائش اور اُسکا خاندان

مصنف کی پیدائش صفی پور میں جو ضلع پٹنہ میں ایک موضع ہے ہوئی۔ جہاں مخدوم سید شاہ صفی صاحب قدس سرہٗ کا مزار ہے۔ آپ کی پیدائش بخارا کی تھی۔ شجرۂ نسب سے ظاہر ہوتا ہے کہ آل حسینی ہیں۔ سلسلہ آپ کا امام موسیٰ رضی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتا ہے۔ جناب قبلہ عالم باعمل تھے۔ اور اپنی زندگی کو تبلیغ اسلام میں صرف کیا۔ آپ بغداد میں مبلغ تھے۔ وہاں سے بزمانہ جہانگیر ہندوستان بہ نیت تبلیغ اسلام تشریف لائے۔ جناب قبلہ نے اپنا قیام ایک جنگل میں کیا جہاں آپکے نام سے یہ گاؤں صفی پور مشہور ہے۔ جناب قبلہ کے پوتے سید شاہ مصطفےٰ صاحب قدس سرہٗ کے سلسلۂ نسل سے خاکسار مصنف کو فخر حاصل ہے۔ خاندان میں برابر اعمال مذہبی و دینیات کا فیض جاری رہا۔ بہت سے تبرکات بزرگانِ دین کے خاندانی مکان میں موجود ہیں۔ اور کچھ زمانہ تک سلسلہ پیری و مریدی کا بھی رہا تھا

تعلیم مصنف نے اپنے صغر سنی مین اسی موضع صفی پور مین ابتدائی تعلیم مذہبی وغیرہ پائی بعد اسکے انگریزی کی تعلیم پٹنہ کالج مین ہوئی اسکے بعد یورپ گیا اور علوم وفنون ڈاکٹری کی ڈگری اڈنبرا یونیورسٹی سے حاصل کی۔ کچھ دنون کے بعد علمی تحقیقات کرکے ایم۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اور اسی علم کے ذریعے سے خدا کا فضل تلاش کرتا رہا۔ تمام عمر اس علم ڈاکٹری کے حصول مین رہا۔ یہانتک کہ مختلف کتابین علوم ڈاکٹری مین تصنیف کین اور مضامین تحقیقاتی شائع کیے جسکی قدر ولایت مین ہوئی۔ مصنف کی خاص تحقیقات سے ہے کہ تپ لرزہ مین ایک قسم کا بخار ہوتا ہے جو کہ موسم بہار مین کثرت سے پایا جاتا ہے اس بخار کا نام مصنف کی کتاب مین ایسٹیول فیور یعنے اوٹمنل فیور ہے۔ اسکا ایک خاص کیڑا ہے جس کو مصنف نے دریافت کیا۔ یہ ایک خاص کیڑا جو کہ مچھر کے ذریعے سے انسان کے خون مین داخل ہوتا ہے۔ وہ مچھر خاص قسم کا ہے جو فصل بہار مین کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اور ان مچھرون کے کاٹنے سے وہ کیڑا انسان کے خون میں داخل ہوتا ہے۔ اور وہ شخص بخار مین مبتلا ہو جاتا ہے۔

دردِ اسلام اس صدی مین بظاہر تمام دنیا کے مسلمانون کا حال قابل افسوس اور دردانگیز ہے۔ مقابلتاً اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ قبل کے زمانے مین مسلمان کیا تھے اور اب کیا ہین۔ اور روز بروز حالت ابتر ہوتی جاتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا کی نعمت کی برکت و فلاح ہمارے سرون سے اُٹھ گئی ہے اور خدا کی بے توجہی بڑھتی جارہی ہے بلکہ مسلمانون کیطرف سے گویا خدا بے پرواہ ہو گیا۔

سبب تصنیف کتاب مذکورہ بالا اظہار نقائص نے میرے دلمین دردِ اسلام پیدا کیا اور جسکے سبب مین مجبور ہوا کہ ایسی کتاب کی تصنیف پر اپنے تمام اوقات کو صرف کردون چنانچہ بفضلِ خدا اس کتاب کی تیاری تکمیل کو پہونچی۔ اور اب سے ایسے شخص ... کا حبیر ۱۰۲۴

کچھ بھی دردِ اسلام باقی ہے فرض ہے کہ اس کتاب کو پڑھے اور دوسرون کو اسکی طرف توجہ دلائے اور ترغیب دلانے کی کوشش کرے اور دینی خیرخواہونکی فہرست مین داخل ہون شخصی کوشش صرف اپنی ذات کیلیے ہوتی ہے لیکن اگر مسلمان عالم متفق ہوکر فرمانبرداری خدائتعالے مین ایستادہ ہون تو توجہ باریتعالے کامیابی کیساتھ انکی طرف رجوع کرتی ہے۔ مسلمانون کی آبادی ہر چہار طرف دنیا کے تختہ پر کافی تعداد مین ہے۔ مگر عملاً مسلمانون کی تعداد بہت کم پائی جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ایمان مین فطور ہے اور اس فطور کے دفع کرنیوالے خواب غفلت مین سوے ہوے ہین اور کسی جانب سے ملک کی اس مصیبت کے دفعیہ کیطرف توجہ نہین ہوتی کہ اس فطور کے خدشون سے ہوشیار کرین۔ اور اب اسکا نتیجہ یہ پیدا ہورہا ہے کہ مادیت کیطرف (میٹریلزم) لوگون کا رجحان ہوتا جاتا ہے۔ مصنف کو ایسی حالت دیکھکر احساس پیدا ہوا اور وہ خدا پر بھروسہ کرکے اس کتاب کی تصنیف مین مشغول ہوا اور خدائتعالے کا احسان ہے کہ اسکی مدد سے یہ کام انجام کو پہونچا

اب عام مسلمان بھائیون سے یہ درخواست ہے کہ یہ وقت غافل رہنے کا نہین ہے کیونکہ مسلمانو عقائد مین برائیان آگئی ہین اور پھیلتی جارہی ہین انکی روک تھام مین کوشش کیجائے۔ اور میٹریلزم پر حملہ کیا جائے۔ یہ کتاب دکھلائیگی کہ مسلمانون کیلیے عام طریقہ سے جسمانی و دماغی قوتون کے نعمت مین زوال کا آنا شروع ہوگیا ہے۔ اسیوجہ سے مالی و دماغی تنزلی ساتھ ساتھ آرہی ہے موجودہ حالت کے زمانہ مین اگر نظرانداز کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ بے دینون یا غیر مسلم کا زمانہ ویسے ہی ہوتا جارہا ہے کہ جیسا زمانۂ قبل مین سچے مسلمانون کا تھا۔ اسی لیے غیر مسلم طبقہ کا غلبہ بہت بڑھتا جارہا ہے انکو بہت ترقی ہے اور آسانی سے انکی کوششون مین کامیابی ہے برعکس مسلمانون کے۔ اور یہ لوگ مسلمانون کو بہت دباتے جاتے ہین۔ چونکہ مسلمان کمزور ہوتے جاتے ہین اور یہ کمزوری بوجہ نافرمانی اپنے پروردگار کے ہے۔ بلکہ یہ کمزوری خلقی طور پر آہستہ آہستہ

بڑھتی جارہی ہے اور غیر مسلم اس سے فائدہ اُٹھاتے جاتے ہین جو بخششین اور مہربانیان خدا کی جانب سے خاص طور پر مسلمین کو عطا کیگئی تھین بسبب نافرمانی کے چھین لی گئین اور خداے تعالے بے پرواہ ہو گیا کیونکہ وہ غَنِیٌّ الْحَمِیْدُ ہے۔

مصنف کا ذاتی خیال ہے کہ مسلمانوںنین بوجہ نافرمانی پروردگار کے نسلون کی دماغی قوت مین بھی تنزلی آتی جارہی ہے۔ کیونکہ خدا المصوّر ہے رحم مادر کے اندر۔

اغراضِ کتاب مصنف عرش بزرگ کی طرف ہاتھ اُٹھا کر اقرار کرتا ہے کہ خالص نیت اس کتاب کے تصنیف کی صرف تبلیغ ہے جس سے حکم خدا ادا ہو۔ یہ حکم سورہ آل عمران رکوع دس مین ہے۔

مطلب قرآن "البتہ تم مین سے چاہیے کہ جماعت کو دعوت دیتا ہے نیک کام کیطرف اور حکم کرتا ہے اچھے کام کرنے کو۔ اور منع کرتا ہے بُرے کام کے کرنے کو وہی لوگ فلاح پانے والے ہین۔

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝

اُس سے بہتر کس کی بات ہے جو کہ دین حق کی بات کو بولے اور نیک کام کرے اور خدا کی فرمانبرداری کیطرف لوگونکو بلاوے اور کہے بیشک ہم مسلمان فرمانبردار بندۂ خدا ہین۔

یہ کتاب دکھلاتی ہے بُرے اعمال کو جنمین مسلمان پھنسے ہوئے ہین یعنے حق کا اظہار کیا جاتا ہے۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ۔ اور خدا کا حکم ہے کہ حق بات کے ظاہر کرنیمین شرمانا نہین چاہیے لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ۔ نہایت دردناک زمانہ اسلام کا بلکہ آہ واویلا کا وقت آگیا ہے۔

اس زمانہ مین اسلامی جذبات یعنے آپس کے اتحاد و اتفاق و اخلاق و مذہبی اعتقاد و تہذیب و معاشرت و اسلامی تمدن مسلما[illegible] جاتا رہاہے بلکہ جان کندنی کیحالت مین ہے

گویا تمام کے مسلمان اور کام کے کافر بنتے جاتے ہین اصول اسلام سے کنارہ کش ہین۔

یہ کتاب خاصکر اُن موجودہ اسلامی نسلون کیلیے جنھین بچپن سے تعلیم غیر مذہبی زبان مین ہوئی ہے باکثرت سے پھیلتی جاتی ہے۔ اور مذہبی تعلیم کیطرف سے بالکل غفلت ہے۔ اور صحبت بھی غیر مذہبی لوگون کی ہے اور انھین وجوہات سے مذہبی ہوا اُکھڑتی جارہی ہے اور اثر خراب پیدا ہورہا ہے اسی لیے مذہبی عقائد مین گھن لگتا جارہا ہے اب وقت آگیا کہ اس متعدی بیماری کی روک تھام کیجاے اور امید کیجاتی ہے کہ شاید یہ کتاب مفید ثابت ہو بالفعل اس کتاب کی زبان اردو عام لکھی جاتی ہے یعنے روزمرہ کی بول چال سے کم استعداد لوگ بھی خاصکر مستورات سمجھین اور ذہن نشین کرین تاکہ عمل کے وقت یاد آوے اس کتاب کی اغراض مین ایک بڑا مطلب مخالفت کرنے کا ہے۔ اُن انگریزی تصانیف سے جنھین غیر اسلامی عقائد بیان کیے گئے ہین مثلاً تذکرہ کیا جاتا ہے کہ ایک مسلمان نے اپنی تصنیف مین تصنع کیا ہے یعنے قرآن مجید الہامی کتاب نہین ہے بلکہ تصنیف کردہ پیغمبر محمد صلعم ہے یہ اظہار لا مذہبی کا ہے خدا نے فرمایا ہے اَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ اُتْلُ مَا اُوْحِيَ مِنَ الْكِتَابِ۔ ایسی کتاب کو نوجوان انگریزی تعلیم یافتہ پڑھتے ہین اور اُنکے عقائد ضرور خراب ہوتے ہین خاصکر جو دین سے ناواقف ہین۔ یہ کتاب اردو زبان مین شائع کیجاتی ہے۔ چونکہ احکامات الٰہی بزبان عربی ہین انکو اسی زبان مین رہنا چاہیے۔ ایسا چھاپا خانہ جسمین انگریزی و عربی دونون شامل ہون اس ملک مین نہین ہے اسکے شائع کرنے کیلیے زیادہ سرمایہ کی ضرورت ہے اسواسطے موجودہ حالت کو مدنظر رکھتے ہوے ملتوی رکھا گیا۔

مصنف خواستگار ہے ان حضرات کی مہربانی کا جن کو عادت عیب جوئی و	درخواست

نکتہ چینی کی ہے۔ یہ بیماری بکثرت ہے اور اس بُرے فعل کے نتیجہ کا احساس نہین ہے بلکہ بلا احساس سرزد ہوتا رہتا ہے بُرے کام کا نتیجہ بُرا پیدا ہوتا ہے دونون کے لیے اس عادت کو خدائے تعالےٰ نے منع فرمایا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۵۔

اے نبی! فہمائش کرو لوگون کو کہ اچھی باتین بولین آپسمین (یعنے غیبت عیب جوئی نکتہ چینی کسی کی بُرائی نہ کرو) بیشک شیطان انسان کے آپسمین لڑائی لڑواتا ہے بیشک شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ؕ

اس زمانہ مین ہر چہار طرف کے مسلمانون مین اس کلام الٓہی کی تصدیق ہوتی ہے مسلمان بھائیو! اُمید کی جاتی ہے کہ یہ کتاب اس نجاست کے دھبہ سے پاک رکھی جائے اس کتاب کا نصب العین قرآن ہے اور قرآن کے متعلق کی حدیثین۔ آپ سے درخواست ہے کہ شریعت کی تبلیغ کو درمیان مسلمانون کے اپنا فرض منصبی سمجھین تاکہ مسلمان راہ راست پر آئین۔

یہ کتاب دکھلاتی ہے بہتیرے رواج جو کہ حق کے ساتھ ملا لیے گئے ہین اور نا منظور کیے گئے ہین۔ یہ کتاب صرف دفعات قانون ربانی کو اور اس زمانہ کی بداعمالی کو جو کہ مروج ہو رہا ہے مطابقت کر کے دکھلاتی ہے جن سے حق کی صداقت مین رخنہ پڑ رہا ہے (یعنے خلاف شریعت) بیشک ہم لوگ مسلمان مظلوم ہو رہے ہین۔ ہر چہار طرف سے غیر مسلم کا غلبہ ہے چونکہ ہم لوگ کمزور ہو گئے ہین شاید خدا کو یہی منظور ہے۔ خدا کی آزمائش ہر زمانہ مین ہوئی ہے۔ ظاہرا مسلمان کمزور نہین معلوم ہوتے ہین۔ مگر بداعمالی کے سبب سے خدائے تعالےٰ نے اپنی آزمائش مین غیر مسلم کو غالب بنا لیا ہے۔ خدا نے

کہا ہے۔ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ آزماتے ہین کافر کے ذریعے سے یعنے غالب بنا کر۔ ناظرین سے التجا ہے کہ ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا پڑھین۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۝ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ (وَالْمُشْرِكِيْنَ) كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝

ضرورت ایسی کتاب کی

زمانہ حال کے ایک مایوس روشن خیال نے کہا کہ قرآن مین ترغیب ہے اور دھمکی ہے۔ یہ اُس زمانہ کے لوگون کیلیے ہے جس زمانہ مین یہ کتاب نازل ہوئی۔ کیونکہ اُسوقت تہذیب و اخلاق انسانی لامعلوم تھے اب قانون ربانی مین ترمیم کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس زمانہ کی تہذیب کے مطابق موافقت نہین ہوتی۔ جس زمانہ مین یہ قانون نازل ہوا اُس زمانہ کے مناسب حال تھا۔ اسی لیے خدا کی مہربانی ظہور مین آئی۔ چونکہ خدا کو منظور تھا کہ اسلام پھیلائے مگر اس زمانہ مین اسلام کا جھنڈا کثرت سے لوگ ہاتھ مین لیے ہوئے ہین۔ مگر کوئی مہربانی خاص مسلمانون کی طرف ظہور مین نہین آتی ہے۔ بلکہ برعکس ہے۔ اسلیے یہ کتاب قانون کی اب پُرانی ہوگئی اور اسمین ترمیم کی ضرورت ہے۔

مصنف کو افسوس ہوا اور معلوم ہوتا ہے ایسا خیال عام اس گروہ کے لوگون مین پھیلتا جارہا ہے۔ یہ لوگ بالکل ظاہری دنیا کی راحت کو دیکھتے ہین۔ اسیوجہ سے اس کتاب کی بنیاد ڈالی گئی تاکہ غلط فہمی کو دور کرے۔ سراسر لوگون کا قصور ہے۔ اور یہ کتاب اُسی نقص اور قصور کو دکھلاتی ہے۔ بیشک یہ لوگ اپنے کو مقابلہ مین دیکھتے ہین اُنکے ساتھ جن کو خدا نے ڈھیل دی ہے۔ دنیاوی کامیابی اور لذات سے۔ یہ لوگ اصل دینے والے کو بھولے ہوئے ہین۔ خداوند تعالےٰ نے سورۂ سبا رکوع ۳ مین

فرمایا ہے "اگر اللہ آدمیون سے اُن کی بداعمالیوں کا بدلہ لینا شروع کرے تو روئے زمین پر کوئی جاندار باقی نہ بچے مگر وقت مقررہ تک مہلت دی ہے۔"

مصنف مسلمان بھائیون کی مہربانی کا خواستگار ہے۔ ایمان کو مضبوط قائم رکھنے کیلیے جتنی زیادہ تصنیفات یعنے مختلف کتابین دینیات کی نظر سے گذرین اُس شخص کیلیے بہتر ہے اور اُسکا ایمان مستحکم طور پر پکھرا رہتا ہے اسلیے یہ کتاب برادران دین کی خدمت مین پیش کی جاتی ہے۔ دست بستہ التجا ہے کہ کوئی کتاب دین کی مثل قصے کے نہ پڑھی جائے بلکہ اسطرح مطالعہ کیا جائے کہ عمل کے وقت یاد آوے یہ میری نصیحت ہے۔

یہ کتاب پاک ہے ہر قسم کے تعصبانہ پیرایون سے اور آزاد رکھا گیا ہے بحث سے کسی اسلامی فرقہ کے خاص عقائد و اعتراضات سے اور یہ صرف اصل اُصول کی بنیاد پر نظر انداز کیا گیا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کتاب انزلناہ مبارک قائم علی کل نفس بما کسبت۔ اللہ دنیا کے کل نفوس کو اُنکے عمل پر قائم رکھے ہوئے ہے۔

خادم النبیین

ڈاکٹر سید محمد وارث۔ ایم ڈی۔ (ایڈنبرا)

بیت الوارث

پٹنہ

باب اوّل

تنزل اسلام

بوجہ امراض باطنی

و

اصلاح امراض

اصول اسلام

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

ابتدا مین دنیا نہ تھی تمام پانی تھا (تحقیقات سائنس سے بھی یہی ظاہر ہے) صرف خدا عرش پر ساتھ لشکر فرشتون کے جلوہ گر تھا۔ خدا نے عرش کو بلندی پر اٹھا لیا اور دنیا کو چھ دن مین قائم کیا یعنے زمین و آسمان۔ آسمان صرف اونچائی کا دھوان ہے جس کے سات طبقے ہین۔ پھر زمین و آسمان کے اندرونی اشیاء کو بنایا۔ سورہ ق ع۳ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ق بیشک بنایا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان مین ہے چھ دن مین بعد اس کے دنیا کو آباد کیا۔

حضرت آدم کا پتلا (اندرونی مشینری) یعنے اعضا کے ساتھ تیار ہوا اس مین زندگی ڈالی گئی فَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ حضرت آدم نے روحانی زندگی حاصل کی۔ خدائے تعالے نے فرشتون کو حکم دیا حضرت آدم کو سجدہ کرو۔ سب فرشتون نے تعمیل حکم کی۔ مگر ایک فرشتہ نے حکم کو نہ مانا جس کو ابلیس کے ساتھ موسوم کیا گیا۔ بوجہ نافرمانی کے وہ راندۂ بارگاہ الٰہی ہوا۔ اس نے اجازت اپنی بقا کی مانگی اور کہا کہ دنیا مین رہنے دے تو مین تیرے بندون کو بہکا کر تیرا نافرمان بناؤن۔ خدائے تعالٰی نے

اجازت دیدی۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا جو بندے پلید ہونگے وہ تیرے بہکانے مین آوین گے۔ لیکن میرے نیک بندون پر تیرے بہکانے کا کچھ اثر نہ ہوگا۔

خدا کا لشکر غیب مین فرشتون کا ہے جو کہ کاتب ہے اور نیک عمل کراتے ہین۔ دوسرا لشکر خدا کا شیطان ہے وہ بد عمل کی طرف ترغیب دیتا ہے۔ شیطان کا پہلا کام بہکانے کا حضرت آدم سے شروع ہوا۔

ناظرین ہاتھ اُٹھاکر دعا مانگو

دُعا | اے خدا! جبکہ اتنا بڑا تیرا پیغمبر جس کے ساتھ تیری خاص رحمت ہے وہ شیطان کے بہکانے مین آگیا۔ تب لاچار وبیکس انسان جس کو کمزور بنایا ہے اور کوئی تیرا نائب رہنمائی کے لیے نہین ہے سوائے انسان کا نفس عقل اور تیرا دقیق ہدایت نامہ جو کہ عام طریقے سے سمجھ مین نہین آتا ہے۔ تب پھر انسان شیطان کے بہکانے مین مین کیونکر نہین آسکتا ہے۔ اور پھر کیونکر تیرا قصور وار نہین ہوسکتا ہے۔ حضرت آدم کے قصور کو معاف کیا اور دنیا کی سرداری دی۔ اے خدا تو منصف ہے تیرے انصاف مین ذرا فرق نہین آتا ہے۔ اسلیے مناجات ہے کہ مسلمانون کیلیے منصفانہ حکم دنیا کی بھلائی کیلیے صادر کر۔ اور شیطانی ترغیب سے بچا۔ تو بڑا مہربان ہے اسلیے امید کی جاتی ہے کہ تو مہربانی کریگا۔ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۔

اے خدا! تیرا خالص یاد کرنے والا بندہ دنیا کے غیر محدود پانی مین ڈوب رہا ہے اور کوئی بچانے والا اس زمانہ مین نہین ہے۔ سوائے تیرے اور تو دیکھ رہا ہے رَکَانَ رَبُّکَ بَصِیْرًا کیا تیرا منشا ہے کہ تیرے خالص یاد کرنے والے کی جماعت ڈوب جائے اور کوئی تیرا نام لیوا زمین پر باقی نہ رہے تو

غفور الرحیم ہے۔ آمین۔

حضرت آدم دنیا مین مقیم کر دیے گئے اور اُنھون نے دنیا کو آباد کیا۔ حضرت آدم کا وجود دنیا ثابت کرتی ہے خدائے تعالیٰ کی زبردست قوت و صاحب اختیار اس ذات غیب کو۔ خدا کے اُن اوصاف کو جو ہین جو کہ آدم کو عطا کیے جنھون نے دنیا کو نسلون سے آباد کیا۔ کوئی دوسری قوت ایسی نہین ہے جو کہ ابتدا کرے انسان کی جسمانی کل یعنے مشینری کو جو کہ اسوقت تک چل رہی ہے۔ لیکن بجز خدا۔ جو فلسفی اسکا منکر ہے اُس کے دماغ کو سائنس کا کیڑا کھا گیا ہے جس سے حق کی بات سمجھ مین نہین آتی۔ اسی کو حق تعالےٰ نے فرمایا ہے سورۂ اعراف رکوع ۱۷ مین۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۚ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ○

بہت جلد ہم اپنی آیتون کے سمجھنے سے باز رکھینگے اُن کو جو کہ ناحق تکبر کرتے ہین دنیا مین۔ اگر خدا کی کل نشانیون کو بھی دیکھین تب بھی اُنپر یقین نہین کرینگے اور اگر دیکھین راہ راستی کی تو اُسے اختیار نہین کرینگے اور اگر راہ گمراہی کی دیکھین تو اُسے پکڑ لینگے۔ یہ پھرا ہوا دل اس سے ہوا کہ اُنھون نے ہماری نشانیون کو نہین مانا اور وہ لاپرواہ اور غافل ہو گئے۔

خدائے تعالے دنیا کی آبادی کی ضرورت کو جانتا تھا۔ یعنے انسان کی طبیعت جو کہ دماغی قوت سے پیدا ہوتی ہے اسکے لیے تربیت کی ضرورت ہے۔ تربیت بغیر رہنمائی کے حاصل نہین ہو سکتی ہے۔ اور اسی ترتیب کی آراستگی کیلیے مذہب کو قائم کیا

تاکہ حق کو پہچانے اور سیدھی راہ پر اپنی رفتار کو رکھے اسی کیلیے مذہب اسلام ہے جوکہ خدا کو پسند ہے اور یہی دین اسلام ازلی ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا خدا نے اپنے بنائے ہوئے دین اسلام کے مطابق پیدا کیا انسان کو۔ سورہ روم رکوع ۴ہے۔

دین اسلام سکھاتا ہے ظاہری و باطنی قوتوں کی نعمت کا استعمال۔ سیدھی راہ اسی راہ پر چلنے سے اعمال و افعال ایسے ہوتے ہین کہ جسوقت سامنا خداوند عالم کا ہوگا تو صالح و درست پایا جائے گا۔

خدائے تعالیٰ نے انسان کے دماغ مین قوت فہم دی ہے جس قوت کے ذریعہ سے جو اشیا آسمان و زمین کے درمیان مین پوشیدہ ہین ظہور مین لایا جاتا ہے یہ قوت ہر فرد و بشر مین جداگانہ اور متفرق طور پر عطا کی گئی ہے ان ہی قوتون کی وجہ سے اسقدر بھلائیان و برائیان و ناحق خونریزیان ہر چہار طرف دنیا کے واقع ہوئین اور ہو رہی ہین۔

مذہب حق کی راہ پکڑنے کیلیے مذہب کا بیج ڈالا۔ یہ حضرت آدم کے بیٹون نے بویا جسوقت مذہب کا درخت اگا اور درخت کا جسم بنا تو مختلف شاخین نکلنی شروع ہوئین۔ جیسے جیسے دنیا کا زمانہ گذرتا گیا ویسے ویسے مذہب کے درخت مین نئی نئی شاخین پیدا ہوتی گئین۔ یہان تک کہ بہت بڑی بڑی شاخین قائم ہوگئین۔ درخت تو سایہ دار ہوگیا مگر اس کی جڑ و پتون مین کیڑے لگتے گئے اور ان کو کھاتے گئے اور گرتے گئے۔ اور جو شاخین باقی ہین وہ بھی کسی زمانہ مین سوکھ جائینگی۔ سایہ غائب ہو جائیگا صرف تنہ درخت رہجائے گا۔ یہ کیڑا جوکہ پتون اور شاخون کو کھاتا

جاتا ہے وہ قوت دماغ ہے یعنے قوت عقلیہ۔ یا میٹریلزم۔ اس میٹریلزم کا زمانہ شروع ہوگیا ہے۔ صاحبان حق پسند کے خیال مین یہی زمانہ دجالی ہوگا اُس زمانہ کے آنے کا شروعات پیش نظر ہین۔ ازلی مذہب کیطرف سے توجہ اُٹھتی جاتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے سورہ انبیار کوع ۲

یہ سب لوگ خدا کی وحدانیت کے ماننے والے گروہ ہی سے ہین۔ اور مین تمہارا رب ہون۔ پس میری عبادت داطاعت کرو۔ اور لوگون نے آپس مین اپنے دین کو کاٹ ڈالا۔ یعنے نئے مذہب پیدا کرلیے ہین۔ تاہم سب لوگون کو ہمارے ہی پاس واپس آنا ہے۔

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ

موجودہ حالت مذہب کی بالکل مطابقت کرتی ہے اس کلام الٰہی سے اصل اصول اسلام غائب ہوتا جاتا ہے اور فروعات مرغوب ہوتا ہے۔ مختصراور مثالاً یہ ہے خدا نے کتنے نبی اور کتابین بھیجین اسواسطے نہین کہ ہر اُمت کو جدا جدا راہ مذہب کی بتا دے بلکہ سب پیغمبرون کی امت ایک ہی راہ سیکھین اور اُسپر قائم رہین۔ جب امت راہ سے بھکی تو دوسرے پیغمبر آئے جب قانون کی کتاب کو بگاڑ دیا تب دوسری کتاب آئی۔ اُسی ایک راہ پر قائم رکھنے کیلیے۔ اُسکی مثال ایسی ہے جیسے صحت ایک ہے بیماریان بکثرت ہین جب ایک مرض مین مبتلا ہوا تب اُسی کے مطابق دوا دیگیی اور پرہیز بتایا گیا جب دوسرا مرض پیدا ہوا تب دوسری دوا و پرہیز بتائی گئی۔ اب کتاب قرآن مرض سے بچاتا اور اچھا کرتا ہے۔

مذہب اسلام

مذہب اسلام سکھاتا ہے ایمان کو۔ مذہب کے درخت کا تنہ و جڑ ایمان ہے۔ وہ سکھاتا ہے وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ۔ اس درخت کے واحد تنہ مین گویا نور ایمان کا موجود ہے جو کہ چمکتا ہے نور ایمان سے اور اس کے الحقین کا سینہ گونجتا ہے اس آواز سے لَا یُشْرِكُ بِعِبَادَةِ رَبِّہٖ اَحَدًا اور وہ اس کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ قُرْاٰنٌ ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنٰہُ اس صدا کے کہنے والے ایک کتاب اور ایک نبی کے پیرو ہین جن کو خدائے تعالےٰ نے خطاب مومنین کا دیا۔ مگر جب اختلافات کے چھوٹے چھوٹے مادیت کی گود اصل درخت کے گود مین نکل آئے ہین اور بوجہ نزاع کے اصل کو دکمزور ین رہی ہے اور کمزوری نشانی زوال کی ہے۔ جتنے اختلافات اور فرقہ بندیان اسلام مین قائم ہوئین وہ سب بعد نبی آخر الزمان کے افسوس کا مقام ہے کہ ہر فرقہ کے رہنما نے نتیجہ پر غور نہین کیا اور اپنی نفسانیت کو دخل دیا۔ یعنے منطقی دلائل کی وجہ سے فرقہ بندی مسلمانون مین قائم ہوگئی۔ اور اسلامی محبت جس کی مدد سے آنحضرت صلعم نے اسلام کو قائم کیا وہ غائب ہوگئی۔ یہی باعث زوال فرق اسلام کا ہے۔

نبی و ہدایت نامہ

رب العالمین نے ایک ہی مذہب تمام جہان کیلیے بنایا ہے كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ظاہر ہے کہ سب لوگ ایک ہی دین و مذہب کے پیچ سے پیدا ہوئے۔ یعنے آدم اور ان کی اولاد بعد اُسکے دین مین اختلاف پیدا کیا اُسکے دفع کرنے کیلیے پیغمبر ساتھ کتاب و قانون کے بھیجے گئے۔

یعنے بوقت پیدائش ہر شخص سے پروردگار وعدہ لیتا ہے اپنی وحدانیت اور وجود کا۔ جبکہ تمام جہان کیلیے ایک ہی مذہب قائم کیا۔ تب ایک نبی اور ایک قانون

ہونا چاہیے بندون کیلیے۔ خدا نے تعالےٰ نے اپنے بندون مین سے ایک بندہ منتخب کرکے
جسکا لقب نبی ہے دنیا مین مقرر کیا ہے اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ
خدا تعالےٰ نے اسی نبی کے ہاتھ سے کتاب قانون عمل کیلیے بندون کو عنایت کی۔ اور اپنا
پیغام اسکے ذریعے سے بندون کو پہونچایا نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔
اے نبی! پیغام دیدے بندون کو ہم بیشک بخشش دینے والے اور رحم کرنیوالے ہین یہ
پیغام کس کیلیے ہے۔ فرمانبردار و مطیع مومنین کیلیے ہے۔ نافرمان کیلیے نہین ہے لیکن
جسوقت فرمانبردار ہو جائیگا تو بھی وہ اس فرمان کا مستحق ہو جائیگا۔ جتنے نبی ظہور مین آئے
بتدریج اپنے زمانہ کے لوگون کو محاسن اسلام سکھاتے گئے اور سکھانے مین ہر نبی نے ہر
قسم کی ایذا و تکلیفات کو صبر سے برداشت کیا جنھون نے نبی کا کہنا مانا وہ گروہ مسلمین مین
داخل ہوئے اور یہی تا قیامت رہیگا۔ مگر اس گروہ مین کمی ہوتی جائے گی جس کے آثار
ظاہر ہو رہے ہین۔

کتاب ہر نبی کو ایک کتاب قانون کی جو کہ ہدایت و رہنمائی راہ راست کے
واسطے ہے دیگئی۔ یہ ہدایت نامہ بذریعہ فرشتہ اور وحی کے ملا تاکہ وہ بندونکو پڑھائین سکھائین
اور اسپر عمل کرائین۔ اور اسکی ہدایت سے سیدھی راہ پر رہنمائی کرین۔ یہ کتاب مختلف نبیون کو
مختلف حجم مین ملی۔ جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا اور دنیا کا پھیلاؤ بڑھتا گیا ویسا ویسا
حجم کتاب کا بھی بڑھتا گیا۔ یعنے کسیکو صرف دس ہی ورق کا ہدایت نامہ ملا پھر اوراق
بڑھتے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ سے صحیفہ شروع ہوا پھر کسیکے بعد دیگرے کتب آئے
آخر مین قرآن سب سے بڑے حجم مین آیا۔ چونکہ دنیاوی اخلاق و تہذیب زیادہ بڑھگئی
تھی اسلیے ہدایتون کی زیادہ ضرورت ہوئی۔

قیامت دنیا دار القیام نہین ہے۔ اس کو ایک دن فنا ہونا ہے۔ دنیا کے اختتام کے بعد آخرت ہے۔ اسی کو قیامت یا روز حساب کہتے ہین جس کے ڈر اور خوف کیلیے خدا نے فرمایا ہے وہ وقت بہت ہولناک وقت ہوگا۔ ہر شخص کو اس دن کا یقین کے ساتھ خوف رکھنا چاہیے۔ وہ دن واقع ہونے والا ضرور ہے۔ جس کو خدا نے اور ہر نبی نے بار بار مختلف طریقون پر اصلیت کو بیان کر کے ڈرایا۔ اس ہولناک دن کیلیے ہر مسلمان کو تیار رہنا اور تیاری کرنا ضروری ہے۔ وہی دن خدا تعالی کے سامنے ہونے کا ہے۔ اور اپنے اعمال دنیاوی کا حساب سمجھانا ہے۔ اور اس کا بدلہ لینا ہے۔ لَكُمْ مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُونَ تمہارے لیے ایک دن مقرر کیا ہوا ہے جب وہ آ پہونچے گا نہ ایک گھڑی کی تاخیر ہوگی اور نہ ایک گھڑی کی تقدیم ہوگی۔

اس کے آنے کا دن (قیامت) اسکی تاریخ کی کسیکو اطلاع نہین دی گئی ہے جیسا انسان کو انتہائی زندگی کی اطلاع نہین ہے۔ یعنے موت لاعلمی مین آتی ہے جو کہ حکمت سے خالی نہین ہے۔ ویسے ہی قیامت بھی اچانک قائم ہوگی۔ قیامت کے دن جتنے بندے دنیا مین پیدا کیے گئے ہین وہ زندہ کیے جائین گے تاکہ ملک الحق کے سامنے ساتھ اعمال نامے کے پیش ہون۔ جو کچھ دنیا مین کیا ہے وہ سب اعمال نامے مین لکھا ہوا ہوگا۔ اور گواہ ہر شخص کا اپنی ذات یعنے اپنے ہی کل اعضا ہون گے۔

بیشک پاک ہے اللہ جو کہ مالک عرش ہے
اس صفت سے جو لوگ بیان کرتے ہین (شرک)

فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا
يَصِفُونَ ۝ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ

خداسے حساب لینے والا کوئی نہین ہے اور وہ | وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ۔
حساب لے گا۔ (سورۂ انبیاء رکوع ۲)

کس چیز کا حساب لے گا۔ جو کہ خدا کا عطیہ ہے۔ خدائے تعالےٰ نے بے انتہا نعمتین دنیا مین عطا کی ہین۔ اور ایک دستورالعمل اور استاد تعلیم کے لیے حوالہ کیا۔ اور اطلاع دیدی اور آگاہ کر دیا بندون کو کہ ایک دن امتحان کا مقرر ہے اور آزادی ان نعمتون کے استعمال کی دیدی۔ خدا کے نعمت یافتہ بندے مختلف درجون پر ہین۔ اُن ہی نعمتون پر امتحان ہوگا۔ کہ کیسا استعمال کیا آیا بہ موجب حکم خدا ہے یا بمطابعت شیطان۔ سورۂ انعام رکوع ۲۰۔

خدائے تعالےٰ نے تم کو دنیا مین خلیفہ بنایا اور تم مین سے ایک کا درجہ دوسرے پر بلند کیا تاکہ دی ہوئی نعمتون کا امتحان کرے (یعنے امراء سے شکر گذاری اور غرباسے صبر و توکل کا امتحان لے۔ اور علماء کی اجتہاد و تحقیق و تبلیغ مین آزمائش کرے۔ جو شخص جس حال مین ہے اسی حال مین مست ہے مگر خدا کسیکی حالت سے غافل نہین ہے) تیرا رب جلد عذاب کریگا ناشکرون اور بےصبرون پر۔ اور تحقیق کہ وہی اللہ مہربان اور بخشش کرنے والا شکر گزارون اور صبر کرنے والون کا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ
خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ
وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ
فَوْقَ بَعْضٍ
دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ
فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ
اِنَّ رَبَّكَ
سَرِيْعُ الْعِقَابِ صلے
وَاِنَّهٗ
لَغَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ

دنیا کی ہستی کا اختتام جلد ہونے والا ہے۔ دماغ کے جولانیت تیزی سے مادیت کی طرف ہوتی جارہی ہے اور وجود خالق کی طرف سے غفلت ہوتی جارہی ہے۔ خدائے تعالےٰ اس کو کیونکر برداشت کرسکتا ہے۔ دنیا کی گذشتہ حالتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ جتنی قومین خدا کے عذاب سے فنا ہوگئین وہ منکر تھین اور جو قومین خدا کو پہچانتی تھین مگر شرک وکفر کرتی تھین۔ ان کو خدا نے عذاب سے فنا نہین کردیا۔ مگر ان کی درستی کردی۔ اور جو موجود ہین بروز حشر نتیجہ کو بھگتین گی۔

قیامت مثل موجودہ دنیا کے نہین ہوگی اس کی مشابہت دماغی قوت یا عقلی دلائل سے دریافت نہین ہوسکتی۔ جہان تک معلومات اس کے بارے مین ہین الہامی کتابون سے اور نبیون کی زبان سے معلوم ہوا ہے کہ قیامت مین نہ آسمان ہوگا اور نہ زمین ہوگی اور نہ پانی ہوگا اور نہ ہوا ہوگی۔ تب پھر کس شکل کا مقام ہوگا۔ اس کی تصویر نہین بنائی جاسکتی۔ انسان کو اس کے وقوع کی اطلاع مختصر طور پر دی گئی ہے اسی پر یقین کرنا ضروری ولازمی ہے۔ اس مین دوزخ وبہشت اصلی رکن ہین۔ دوزخ آتش خانہ ہے اور بہشت عیش خانہ ہے۔ تب پھر کس چیز پر واقع ہے خدائے تعالےٰ نے حکم دیا ہے امورات دین پر غور کرنے کیلیے (یَتَفَکَّرُوْنَ) قبل مین دنیا نہ تھی۔ صرف پانی تھا اور عرش تھا ویسے ہی خیال کیا جاتا ہے کہ بعوض آسمان عرش ہوگا۔ اس پر خدا ہوگا۔ اور زمین کے عوض مین بہشت اور دوزخ ہوگی اور ان کے مدارج ہون گے۔ چونکہ خدا کسی مادی چیز سے نہین بنا ہے اور صرف زبردست قوت ہے وہ قوت

سارے عرش کو گھیرے ہوئے ہے اسی پر سے فیصلہ لوگون کے حشر کا کرے گا۔

سائنس والے لوگ یعنے میٹریلزم کے یقین کرنے والے ہستی قیامت پر شک کرتے ہین۔ اُن لوگون کا خیال ہے کہ اس کی کوئی ہستی نہین ہے۔ دنیا مثل مشینری یعنے کل کے ہمیشہ چلتی رہے گی۔ خدا نے صرف اخلاق کو درست رکھنے کیلیے ایک الہامی دہشت دلائی ہے۔ تاکہ اس کے خوف سے لوگ نیک چلنی پر رہین۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا وعدہ الہامی کتابون مین قیامت کے آنے کا سچا نہین ہے۔ اس لیے قیامت کی اصلیت مین شک ہے سے خدا پناہ دے اس خیال سے ناظرین کو۔ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیۡۤ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ۔ قیامت کے واقع ہونے کی طرف سے لاپرواہی کا خیال لوگون کا تعداد مین زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اس ہولناک وقت کا خوف دل سے غائب ہو رہا ہے۔ یہ موجودہ افعال و حرکات سے ظاہر ہوتا ہے۔ دل مین اس کا خوف ہے یا نہین اس کا علم خدا کو ہے۔ اِنَّہٗ یَعۡلَمُ مَا فِی الصُّدُوۡرِ۔

اب دنیا کی ہستی کا خاتمہ جلد آنے والا ہے۔ نبی آخرالزمان ہو گئے۔ اور کوئی نبی نیا آنے والا نہین ہے۔ خدائے تعالے نے خبر قیامت کے جلد آنے کی دیدی ہے۔ اب انسان کے دماغ کی جولانیت ایسی ہوتی جاتی ہے کہ ہستی خالق یا پروردگار کے اعتقاد کی طرف بھی بے ادبی اس حد کو پہونچ گئی ہے کہ اس زمانہ مین جو کچھ باتین وقوع مین آتی ہین وہ میٹریلزم یعنے

مادیت کی وجہ سے آجاتی ہے۔ مادیت کیا شے ہے۔ بلا غیبی امداد کے جسمانی ودماغی قوت کے قدرت کی نشانی ہے۔ دنیا میں جو کچھ حاصل ہے یا ہوتا ہے اس مادیت کے زور سے ہوتا ہے۔ مغربی اطراف کے لوگوں میں اعتقاد کا دوران ایسا ہی ہو رہا ہے رب العالمین کیونکر پسند کر سکتا ہے۔ چونکہ خدا "حلیم" ہے اس لیے بالفعل ناشکری و نافرمانی و بے ادبی کو برداشت کر رہا ہے۔ ماسوا اس کے جتنے امور وحالات دنیا کے قبل وقوع کے دفتر الٰہی میں درج ہیں ان کا وقت مقرر ہے۔ لَهَا كِتَابٌ مَّعْلُومٌ سب باتیں لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں خدا نے اپنے حبیب نبی کو اطلاع دی اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا یعنی ہم اُن کے لیے روز قیامت کے آنے کے دن گن رہے ہیں۔ بالفعل مہلت دیے ہوئے ہے۔ اطلاع دی کہ قبل وقوع قیامت کے دجّال کا ظہور ہوگا۔ وہ دعوے خدائی کا کرے گا کرامات ومعجزات کو دکھلا کر۔ ایک کرامت یہ ہوگی کہ مردہ کو زندہ کرے گا اور اس کو لوگ خدا ماننے لگیں گے۔ اس میں کوئی تعجب نہیں ہے۔ علم سائنس کی ترقی مثل گھوڑ دوڑ کے ہو رہی ہے۔ اسی سائنس کے زور سے جہلا کو دکھلا کر اپنا پیرو بنائے گا۔ جہالت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ جب کوئی غیر معمولی بات واقع ہوتی ہے تو جہلا اس پر اعتقاد کرنے لگتے ہیں۔ ایک مثال پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے علم سائنس کی ترقی اسقدر بڑھ گئی ہے کہ اس زمانہ کی تحقیقات اور اس کے محقق کا دعوے ہے کہ اسّی ۸۰ برس کی عمر کا انسان پچیس ۲۵ برس سن کا آدمی بن جاتا ہے۔ اگر بندر کے غدود سے علاج کیا جائے تو اور زمانہ زندگی کا بڑھ جائے گا۔ یہ بالکل خدا کے حکم کے برخلاف ہے۔ حکم خدا۔

اور نہین عمر دی جاتی کسیکی بڑی عمر اور نہ کم کی جاتی ہے اس کی عمر جو کہ کتاب مین لکھی ہوئی ہے (یعنے کمی و زیادتی عمر کی کتاب مین لکھی ہوئی ہے) یہ سب باتین خدا پر آسان ہین۔

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔

سورۂ فاطر رکوع ۲

خدا نے موت کے دن مقرر کر دیے ہین۔ مگر محققین کا دعوے ہے کہ جب تک انسانی مشین درستگی مین رہے گی تب تک موت رُکی رہے گی۔ یہ بھی برخلاف حکم خدا ہے اِنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا۔ کوئی شخص مر نہین سکتا مگر خدا کے حکم سے مقررہ لکھے ہوئے وقت پر۔

اعلان وحدانیت و وجودیت خدا

اس اعلان کو اپنے نبیون کے ذریعہ کر دلایا ہے۔ ان کی تعداد کے لکھنے کے لیے بہت بڑی کتاب ہونی چاہیے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اعلان وحدانیت مین بڑے بڑے مشکلات کا سامنا ہوا۔ ابتدا مسلمین کی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانہ سے ہوئی۔ اور خدا نے نام دیا سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ اور نبی آخر الزمان کے زمانہ مین تکمیل ہوئی۔ ان دو نبیون کے درمیانی زمانون مین بہتیرے نبی قانون الٰہی کے ساتھ ظہور مین آئے۔ مختلف طور کی تہذیب و ترقیان واقع ہوتی گئین اور اسی کے ساتھ ساتھ ان درمیانی زمانون مین جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا ویسے ویسے خرابیان و برائیان بھی بہت سے انواع و اقسام کی واقع ہوتی گئین۔ اسی لیے نبی آخر الزمان کا ظہور ہوا۔

دنیا کا بنانے والا ذمہ دار ہے سلامتی کی راہ پر اپنے بندون کو چلانے کا

اس مقصد کے لیے نائب خدا کی ضرورت ہوئی۔ تب ربّ العالمین نے اوصاف حمیدہ کی قوت کے ساتھ رحمۃ للعالمین کو مبعوث کیا۔ اور ان کی مدد تھوڑی تھوڑی کر کے بموجب موقع و محل ہدایات سے کی هٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ یہ ہدایت تمام جہان کے لیے نازل کی گئی ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ اب یہ ہدایت بصورت کتاب قانون کے ہے۔ اس کا حجم و حجز بہت بڑھ گیا ہے بہ نسبت ہدایات قبل کے نبیوں کے چونکہ دنیا کا دائرہ تہذیب و اخلاق ظاہری و باطنی بوجہ جولانیت دماغی قوت کے وسیع ہو گیا ہے اور اس کی روک و تھام کے لیے دفعات قانون جو بتدریج آتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ اس لیے حجم قانون کا بڑھ گیا۔ کتاب پُر ہے سبق اخلاق و تہذیب سے جس کو مکمل طور پر تعلیم دیتی ہے تاکہ انسان اپنے افعال و حرکات میں اسی کی تعلیم سے رہنمائی حاصل کرے۔ اگر اس کتاب کی تعلیم سے منھ پھیرے گا خدا نے کہا ہے فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ۔ دور ہوتی ہے خدا کی رحمت بے ایمان قوم سے۔

پیغمبر خدا نے وصیت کی ہے کہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ خدا کی رسّی کو مضبوط پکڑو سب مل کر۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا اچھے رہو گے دین و دنیا دونوں جگہوں میں۔ یہ رسّی خدائے تعالےٰ کی قرآن مجید ہے۔

جتنے زمانہ تک مسلمانوں نے اس رسّی کو مضبوط پکڑا مسلمان اچھے رہے جب سے چھوڑ دیا دلدل میں گر پڑے اور اسی میں پھنسے ہوئے پڑے ہیں اگر پھر ہمت کر کے اس رسّی کو نہ پکڑیں گے تو نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے

دلدل کے دو بچاؤ سے نکلنا مشکل ہے۔ اگر پست ہمتی کو راہ دی تو نتیجہ معلوم ہے۔ یہ کثیف بودار دلدل غافل بنائے ہوئے ہے اچانک دنیا ختم ہو جائے گی اور پھر کف افسوس ملنا پڑے گا۔

فرائضِ مسلمین مسلمانوں کا بڑا فرض ہے اور ضروری خدمات یہ ہیں کہ انسان کا اخلاق ظاہری و باطنی و تربیت علمی حالت درستگی میں ہو۔ جیسا پیغمبر خدا نے سکھایا ہے۔ یعنے زہد۔ تقوے۔ محبت۔ انصاف۔ احسان۔ رحم۔ عفو۔ عصمت۔ حیا۔ قناعت۔ ایثار۔ اطاعت۔ ایفائے وعدہ۔ سچائی۔ شیرین بانی۔ مدد۔ رفاہ مسلمین۔ برادر پروری۔ وغیرہ وغیرہ۔ قبل کے اسلامی گروہ میں ان کے علمی تعلیم کا رواج رکھا تھا۔

اس مقصد کے حصول کا عام طریقہ یہ تھا کہ وعظ۔ و پند۔ و مکتوبات۔ و رسالہ جات و اعلیٰ درجہ کی کتابیں ملک میں پھیلائی جاتی تھیں۔ اور لوگوں کو اُن کی تعلیم کی طرف ترغیب دلائی جاتی تھی۔ اور اخلاق کے درستگی کی طرف توجہ دلائی جاتی تھی تاکہ بُرائیاں مسلمانوں سے دور رہیں۔ یہ بہتر ذریعہ ہے تبلیغ کا مگر تحقیقات کے ساتھ ہو اور تحقیقات کی جڑ قرآن مجید ہو۔ فضائل اخلاق کا مجموعہ کتاب ربانی میں ہے جس کی پیروی کرنے سے حصول دین و دنیا دونوں ہوتا ہے۔ اسی کے پیرو اہلبیت۔ صحابہ و خلفاء رہے جن کو دین و دنیا دونوں حاصل تھا اُنھیں کے مطابق چلنا چاہیے وہ کیا ہے؟ شریعت ہے۔

شریعت ہی کی کمزوری کے دکھلانے میں یہ کتاب پیش کی جاتی ہے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ حق کو ظاہر کرے اور حق پر قائم رہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحقیقات امراض باطنی

(حضرت موسیٰ کی دعا)

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي

اے خدا میرا سینہ کھول دے! اور میرا کام میرے لیے آسان کر دے

اس کتاب کا مدعا یا د دہانی احکام الٰہی کی اور اس کے سزا و جزا کی ہے جن کو روبرو لا کر ابتدا کی جاتی ہے۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورۂ آل عمران رکوع ۱۲ میں

(۱) كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔	(مسلمانوں) تم بنی نوع انسان میں بہترین اُمّت ہو۔
(۲) تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ	نیکی کی تلقین کرتے ہو۔
(۳) وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	برائیوں سے روکتے ہو۔
(۴) وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ	اور ایمان لاتے ہو ساتھ اللہ کے۔

سوال :۔ کیا اس زمانہ میں جتنی تعداد مسلمانوں کی ہے خدائے تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق اُن میں یہ صفات موجود ہیں؟ خدا نے تین شرطوں کو بجالانے کیلیے ضروری و لازمی مقرر کیا ہے۔ وہ تین شرطیں اس حکم میں موجود ہیں۔ بداعمالی سے ان تینوں احکام کی تعمیل نہیں کی جاتی جو نفاق ہے یہ مرض قلب کی بے توجہی سے پیدا ہوتا ہے خدا نے کہا ہے سورۂ توبہ میں وَاَمَّا الَّذِيْنَ

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ کٰفِرُوْنَ ۝ - جن کے دل میں مرض نفاق کا ہے اُن کے بُرے اعمال بُرائیوں کی طرف زیادتی کرتے ہیں اور وہ منکر مرتے ہیں - کیا لوگ دیکھتے نہیں ہیں دو ایک مرتبہ آزمائش کی مصیبتوں میں ڈالے جاتے ہیں تب بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نصیحت کو نہیں مانتے اور بُری حرکت کو نہیں چھوڑتے ہیں - اس کا یہی نتیجہ ہو رہا ہے جو موجود ہے - صورت بہیں عالت مپرس -

آنحضرت صلعم نے ساتھ ہدایت خدائے تعالے کے ترکیب نماز کی اپنی اُمت کو سکھائی اور واسطے حصول خوشنودی پروردگار اور اپنی اُمت کی بھلائی و بہبودی کا لحاظ رکھکر اس ترکیب نماز کو سکھایا ہے - وہ یہ ہے کہ ہر رکعت نماز کی شروع ہوتی ہے سورہ فاتحہ سے اور وہ کیا ہے ؟ مجموعہ دُعا ہے - یہ بہت بڑی بہبودگی اُمت کے لیے حضور عالی نے کی ہے - گویا نماز دُعا ہے بھلائی کے لیے یعنے صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا مانگی جاتی ہے - یہی طریقہ عبادت خلفاء راشدین وصحابہ کرام اور اہلبیت اور تمام مسلمانوں کا تھا - اور ابتدائے اسلام سے ابھی تک ہے - یہی صرف عبادت تھی اور اسی عبادت سے اگلے زمانے کے لوگ فیضیاب رہتے تھے - اس زمانہ میں اس مشینری کا کونسا پُرزہ بگڑ گیا ہے کہ اس فیض سے محروم کر دیے گئے ہیں - یہ ظاہر ہے کہ ہم ہی لوگوں میں نقص آگیا ہے صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے عوض راہ ضلالت میں گر پڑتے ہیں - اب یہ وقت آگیا ہے کہ اس کے وجوہات کی جستجو کی جائے - ہم لوگوں کو بھولنا نہیں چاہیے فرمان الٰہی کو -

خدا نے فرمایا ہے لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ خدائے تعالےٰ راہ نہین دکھلاتا ہے گنہگارون کو وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ گمراہی مین چھوڑ دیتا ہے صرف بدکارون کو۔ اس فرمان کے مطابق زمانہ کا سامنا ہو رہا ہے۔ جو بالکل برعکس ہے اس دعا کو یعنے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کو برابر زبان سے کہا جاتا ہے مگر عمل اس کے خلاف پایا جاتا ہے۔

اس سورۂ فاتحہ کی برکت سے فیضیاب ہونے کے لیے حکم آلہی جو کہ درج کیا جاتا ہے اور جس کے مطابق ہونے سے دین و دنیا دونون حاصل ہوتے ہین سورۂ نسا، رکوع ۲۴۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمُوْا بِہٖ فَسَیُدْخِلُھُمْ فِیْ رَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَفَضْلٍ وَّیَھْدِیْھِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا

جو شخص ایمان کلی رکھتا ہے ساتھ خدا کے اور مضبوط پکڑتا ہے قرآن کو یعنے اُس پر عمل کرتا ہے تو وہ اُن کو داخل کرتا ہے اپنی رحمت مین اور اپنے فضل مین اور ہدایت کرتا ہے ان لوگون کو اپنی راہ کی طرف۔

ہر نفس کے عمل مین دو صفتین ہوتی ہین۔ ایک ظاہر دوسری باطن ظاہر وہ ہے جو کہ ہاتھ سے پیر سے زبان سے سرزد ہوتی ہے۔ باطن وہ ہے جو کہ نیت دل مین ہو۔ اور اسی کو خدا نے قلب کے ساتھ تعلق دیا ہے۔ بہتر عمل کے لیے یہ دونون اوصاف مشترکہ موجود ہون اور یہی تزکیہ نفس بھی کہا گیا ہے اگر ظاہر عمل باطن کے ساتھ شرکت نہین کرتا تب یہ دغا بازی ہے مشترکہ عمل کے لیے یقین کامل کے ہونے کی ضرورت ہے اور

اسی کو خدائے تعالے چاہتا ہے۔ یہ کتاب دکھلاتی ہے علامات کے اُس نقص کو جس مین فی زمانہ لوگ مبتلا ہین۔ اور خداوند کریم کی رضا حاصل کرنے سے محروم ہورہے ہین۔ خدائے تعالے کسی پر ظلم نہین کرتا۔ (بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ) اپنی غفلت اور قصورون پر غور کیا جائے۔

لاپرواہی احکامات الٰہی

خدائے تعالے نے ایک ہی دین کو انسان کے لیے پسند کیا ہے۔ اور وہ دین اسلام ہے۔ مگر انسان کی آبادی جون جون دنیا مین بڑھتی گئی اور پھیلتی گئی ویسے ہی مختلف قسم کے نفوس پیدا ہوتے گئے۔ لوگ اپنی سمجھ کے مطابق اعتقادی مذہب کا فرقہ قائم کرتے گئے۔

دین اسلام جو کہ ازلی ہے اس کی تکمیل کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوئی مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ یہ ملت اور دین تمہارے جدّامجد ابراہیم کا ہے خدا نے نام رکھا ہے مسلمین (فرمانبردار) تمہارے لیے۔ اور اس دین کی پوری تکمیل آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ہوئی۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج کے دن پورا کیا مین نے واسطے تمہارے دین اور تمام کیا مین نے اوپر تمہارے اپنی نعمت کو اور پسند کیا مین نے تمہارے واسطے دین اسلام کو (نعمت قرآن)

بیشک دین اسلام پاکیزہ تر تمام دینون سے ہے اور ہم لوگ مقبول بندے

اس دین کے اندر داخل ہونے سے ہوئے۔ اور مومنین صدق دل سے شکر گذاری مین جھکے ہوئے ہین۔

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ ط (سورۂ انعام رکوع ۲۰)

تحقیق کہ میری نماز اور ساری عبادت اور حیات اور موت رب العالمین کیلیے ہے جس کا کوئی شریک نہین ہے۔

مسلمان جبکہ فخریہ دین اسلام کے جامہ کو پہنے رہتے ہین تب اس جامہ کو صاف رکھنے کے ذمہ دار بھی ہین۔ لازم ہے کہ اس جامہ کو نجاست سے نجس نہ بنا وین۔ حفاظت کیلیے اُصول اور احکام اسلام پر قائم رہنا چاہیے۔ اور اسکے لوازمات کی نگرانی پوری طور سے کرنی چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ خدا کا نافرمان اپنے کو نہ بنانا چاہیے۔ اسی کو خدا نے فرمایا ہے۔ سورۂ انعام رکوع ۱۴۔

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ۝

چھوڑ دو لوگون ظاہری و باطنی گناہ کو تحقیق کہ جو لوگ گناہ کرتے ہین اُنکو اس کا بدلہ جلد دیا جائیگا۔

اس فرمان سے ظاہر ہے کہ ظاہری گناہ ہے نمازون کو نہ ادا کرنا۔ زنا کرنا۔ شراب پینا۔ حرام کھانا۔ سود کھانا۔ حق تلفی کرنا۔ شرک کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

باطنی گناہ ہے غیبت کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ قطع رحم کرنا۔ بددیانتی کرنا۔ عیب جوئی کرنا۔ نکتہ چینی کرنا۔ خدا کی نافرمانی کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ انھین ظاہری و باطنی گناہون کی تشریح مین یہ کتاب تیار ہوئی ہے حالت موجودہ کو پیش نظر رکھکر مقابلہ کیا جائے کہ احکام الٰہی اور ہدایات رسول مین مسلمانون کے طرز عمل سے

کس قدر تغیر پایا جاتا ہے۔ کسی کو جرأت نہین ہو سکتی فخر کرنے کی کہ موجودہ حالت صحیح و درست ہے۔

ناظرین کے سامنے چند احکام الٰہی ذیل مین پیش کیے جاتے ہین۔

(۱) تم بہترین امت ہو جو کہ کھڑے کیے گئے ہو لوگون کے واسطے۔

(۱) کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ (سورۂ آل عمران رکوع ع۱۲)

(۲) تم ہی غالب ہو اگر تم مومن ہو۔

(۲) اَنتُمُ الاَعلَونَ اِن کُنتُم مُؤمِنِینَ۔ (سورۂ آل عمران رکوع ع۱۴)

(۳) اللہ ولی ہے اور دوست ہے مسلمانون کا۔

(۳) اَللّٰہُ وَلِیُّ المُؤمِنِینَ۔ (سورۂ آل عمران رکوع ع۷)

(۴) خدا ہرگز نہ بناوے گا کافرون کو ایمان والون پر غالب۔

(۴) لَن یَّجعَلَ اللّٰہُ لِلکٰفِرِینَ عَلَی المُؤمِنِینَ سَبِیلًا (سورۂ نساء رکوع ع۲۰)

ان سب احکامون سے ظاہر ہے کہ خدائے تعالےٰ کی خاص توجہ دین اسلام کے پیروی کرنے والون کیلیے ہے۔ ضرور انہین لوگون کیلیے ہے اس زمانہ کے مسلمانون کے لیے نہین۔

سورۂ نور رکوع ع۷ مین ایمان والون سے اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جس نے ایمان رکھا اور عمل صالح کیا تو انکو ملک مین ضرور معظم بنائیگا جیسا کہ اگلون کو بنایا۔

قرآن مجید کے احکام غلط نہین ہین۔ بلکہ مستحکم احکام ہین اور ایسے احکام کسی سے نہین بن سکتے۔ لیکن اس زمانہ کے مسلمان مسلمان ہی باقی نہین رہے۔ بوجہ نافرمانی اپنے پروردگار کے اسی سبب سے عنایتین اور بخششین خدائے تعالےٰ کی غائب ہوگئین۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جس کو خدا نعمت دیتا ہے اس سے پھر

نہین چھینتا۔لیکن بسبب ان کے بداعمالی کے موجودہ نعمتین خود بخود غائب ہوجاتی ہین۔ان ہی عنایتون اور بخششون کی بدولت گذشتہ زمانہ کے لوگ فلاح اور رحمت سے زندگی گذارتے تھے۔چونکہ ان لوگون کا ایمان تصدیق بالقلب تھا اور اعمال بھی اُسی کے مطابق تھے۔فی زمانہ مسلمانون مین یہ دو اوصاف یعنے تصدیق بالقلب واعمال بالحق نہین رہے۔اور خدا کے احکام سے لاپرواہ ہوگئے۔اسی لیے خدا بھی آج کل کے نام کے مسلمانون کی طرف سے لاپرواہ ہوگیا۔ان احکام الٰہی پر غور کیا جائے۔

(۱) اور لوگون مین سے بعض کہتے ہین کہ ہم خدا پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہین حالانکہ وہ لوگ ایماندار نہین ہین۔

(۱) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

(سورۂ بقرہ رکوع ۲)

(۲) جنھون نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا لیا ہے اور عیش و آرام دنیا نے اُن کو مغرور اور خودسر کر دیا ہے۔

(۲) اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

(سورۂ اعراف رکوع ۶)

(۳) یہ اس واسطے کہ اُنھون نے پیروی کی اس کام کی جس نے اللہ کو غضبناک کر دیا یعنے جو اللہ کا ناپسندیدہ کام ہے۔اور کراہیت کی اللہ کی رضا حاصل کرنے کی پس ان کے نیک عمل بالکل اکارت گئے یعنے نیست و نابود ہوگئے۔

(۳) بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَا اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ

(سورۂ محمد رکوع ۳)

(۴) وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ع

(سورۂ اعراف رکوع ۱۷)

(۴) جنھون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا اور لاپرواہی
کی آخرت سے ان کے اعمال باطل گئے اور
ویسا ہی بدلہ دیا جائیگا جیسا عمل دنیا مین کرتے تھے۔

لوگون کے دلون مین خیال پیدا ہوگا کہ یہ سب احکام منکرون کیلیے ہین۔ ہم لوگ نماز پڑھتے ہین۔ روزہ رکھتے ہین۔ ظاہراً فقہی احکامات مثلاً نکاح وغیرہ کرتے ہین جواب یہ ہے کہ بدعات اور برائیون مین ملبوس ہین۔ اور عبادات کی تصدیق بالقلب نہین ہے۔ صرف رسمیہ ہوتا ہے۔ چونکہ آباواجداد سے چلا آتا ہے اور نافرمانی خدائے تعالے کی کس قدر ہوتی ہے اور منہیات سے بالکل پرہیز نہین ہے بدعت کی حالت ویسی ہی ہے جیسا قبل زمانہ نبوت آنحضرت صلعم کے عرب مین تھی۔ (اس کو باب دوم مین دیکھا جائے) مورت کی پرستش تو نہین ہوتی ہے مگر مورت کے عوض مین قبور بزرگان دین کی اسی طور سے پرستش ہو رہی ہین۔ پیر پرستی کی کوئی حد ہی نہین۔ مریدون کا خیال ہے کہ بخشائش کی سفارش کرینگے برادران کی حق تلفی کس قدر ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ سے مقدمہ بازی کی کثرت ہوگئی۔ اور مقدمات صرف جھوٹ ولغویات کی بناوٹ سے چلائے جاتے ہین۔ عبادت جو کرتے ہین اس مین تصدیق قلبی نہین ہے۔ دل بالکل غافل ہوتا ہے دھیان ادھر ادھر بٹا ہوا ہوتا ہے۔ خالص عبادت جو صرف خدا کے لیے ہونی چاہیے وہ کبھی نہین ہوتی۔ اس زمانہ کے مسلمانون کے دلون مین خوف زمانہ کا یا لوگون کا ہوتا ہے۔ خدا کا ڈر بالکل غائب ہے۔ خدا نے فرمایا ہے سورہ توبہ مین۔

تم لوگون سے ڈرتے ہو اور یہ حق خدا ہی کا ہے کہ تم اُسی سے ڈرو اگر تم مین ایمان ہے۔

اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

اگر مسلمانون کا ایمان قلبی اور عملی دونون مطابق ہوتا تو خدا مسلمانون کو ایسی حالت مین نہ ہونے دیتا خدا نے مسلمانون کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اسکا وعدہ بہت سچا ہوتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ بوجہ ایمان کے سچے نہونے کے مسلمان مشکلات مین پڑے ہوئے ہین۔ اور خدا کی مدد نہین پہونچتی ہے۔ حالانکہ خدا کا وعدہ مدد کرنے کا ہے۔ سورہ روم مین فرمایا ہے۔

ایمان والون کی مدد کرنی ہمپر لازم ہے۔

كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

بس صاف ظاہر ہے کہ ہم لوگون نے اسلام کو بدل دیا ہے۔ اسلام اصلی حالت مین نہین رہا۔ اور نہ وہ مسلمان ہین بلکہ ایک نیا بگڑا ہوا اسلام مذہب کے نام سے قائم ہوگیا ہے۔ جس کے مطابق ہم لوگ چل رہے ہین۔ اگر اصلی اسلام پر ہوتے تو ہم لوگون کی دنیاوی مشکلات آسان ہوتین اور قربت خداوندی بھی حاصل ہوتی جس سے بخشائش کی امید ہوتی۔ مسلمانون نے دین بھی کھویا اور دنیا بھی حاصل نہ کی جن اشخاص کو دنیا حاصل ہے انکے بارہ مین خدا نے فرمایا ہے۔ سورہ انعام رکوع ۵۔

پس جب وہ بھول گئے جو کچھ کہ نصیحت کی گئی تھی اُن کو پس کھول دیے ہم نے اوپر انکے دروازے ہر چیز کے یہانتک کہ جب خوش ہوئے ساتھ اُس چیز کے کہ دیے گئے تھے پکڑا ہمنے اُنکو یکبارگی پس ناگہان وہ نا امید تھے (یعنے دولت اور عیش عشرت کی لذت مین ایسے

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا
بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ
اَبْوَابَ كُلِّ
شَيْءٍ ط حَتّٰى
اِذَا فَرِحُوْا

پھنس جائین گے کہ اپنے دینے والے کو بالکل بھول جائین گے، تب پھر اچانک اسطرح پکڑ لیے جائینگے اور وہ بے آس ہو کر رہ جائین گے ۔

بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝

گذشتہ زمانون مین خدا نے نافرمان قومون کو اسی طور سے بموجب حکم جو کہ اوپر درج ہو چکا ہے پکڑا ہے سختی سے اب وہی زمانہ قریب ہے اس زمانہ کے مسلمانون کے لیے بھی جس طرح کہ ابتدا مین بہت قومین بنین اور بگڑین ۔ اسی طرح بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ اُمت محمدیہ کا یہی حشر ہونے والا ہے ۔ افسوس ہے کہ ہم لوگون کے سردار آنحضرت صلعم نے کس قدر محنت و مشقت تکلیف و اذیت اُٹھا کر اسلام قائم کیا جنکے دل مین محبت اپنی امت کی اسقدر تھی کہ جس کے بارہ مین خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورۂ توبہ رکوع ۱۶ ۔

البتہ تحقیق آیا ہے تمہارے پاس تم ہی مین سے رسول شاق ہے اوپر اُسکے یہ کہ تم دُکھ اور درد مین پڑو اور تمہاری بہبودگی کا وہ حریص ہے اور مومنون کیلیے شفیق اور مہربان ہے ۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

اس فرمانِ الٰہی سے ظاہر ہے کہ نبی کی مہربانی و شفقت گویا خدائے تعالےٰ کی سی ہے ۔ اس کو خدائے تعالےٰ نے کھول کر کہہ دیا ہے ۔ مگر مسلمان ایسے لاپرواہ ہو گئے کہ قرآن مجید کو چھوڑے ہوئے ہین ۔ اور اس کے مطابق عملی کاروائی نہین کرتے خدائے تعالےٰ نے سورۂ حدید رکوع ۲ مین فرمایا ہے ۔ دیکھو ترجمہ)

کیا مومنون کے لیے وہ وقت نہین آیا ہے کہ اللہ کے ذکر سے اور قرآن کی تلاوت سے جوکہ برحق اُتری ہے اُن کے دل ڈرین اور غفلت ولاپرواہی سے باز آئین اور مثل اُن لوگون کے (یہود ونصاریٰ کے) نہ ہوجائین۔ ان پر پہلے کتاب اُتری اور زیادہ مدت گزرنے کے بعد اُن کے دل سخت ہوگئے اور ان مین نافرمانی آگئی۔ (ایسا ہی ہو رہا ہے)

اب امت محمدی کے لیے ویسا ہی زمانہ آگیا ہے جیسا خدا تعالےٰ نے یہود ونصاریٰ کی بابت فرمایا ہے۔ اس سے نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اسلام کی زندگی کا کوئی بھروسا نہین ہے۔ سکرات کی حالت مین ہے۔ بدپرہیزیون سے بیماری بڑھتی جارہی ہے۔ اگر پرہیز کیا جاوے تو زندگی کی امید ہوسکتی ہے۔ ہر شئے کے لیے فطرتی طور سے تین درجے مقرر ہین۔ بچپن۔ شباب۔ ضعیفی۔ اسی طرح اسلام کے بھی تین زمانے ہوئے۔ زمانہ اول بچپن کا زمانہ جوکہ آنحضرت صلعم وخلفاء کا زمانہ تھا۔ درجہ دویم شباب کا زمانہ جوکہ اہلبیت کے زمانہ سے شروع ہوا اور بارہ سو برس کی عمر تک پہونچا۔ اس شباب کے زمانہ مین جیسا عروج کسی قوم کے لیے ہونا چاہیے ویسا ہوا۔ مسلمانون نے زمانۂ عروج مین ذریعہ عروج کو بھولنا شروع کیا۔ خدا کے ناشکرگذار ہوگئے۔ رفتہ رفتہ ناشکری کا اثر بھی بڑھتا گیا۔ اور ناشکری بھی بڑھتی گئی۔ تب کمزوری آنے لگی۔ یہان تک کہ ضعیفی آگئی۔ اور تیسرے درجہ مین پہونچ گئے اور ضعیفی کی کمزوری محسوس ہونے لگی اور اس قدر آگئی کہ ایمان کی بیماری بالکل مسلط ہوگئی اور بالکل لاچار ومفلوج ہوکر بیٹھ گئے

اس کے ساتھ ساتھ بدپرہیزی بھی بڑھتی گئی ۔ اور بڑھتی جا رہی ہے ۔ اب اس کا نتیجہ موت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے ۔ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ ۔ ہر قوم کے لیے خاتمہ ہے ۔

فی زمانہ مسلمانون کا یہ رنگ ہو گیا ہے کہ خدا اور رسول کا فرمان اُن کے لیے ناقابل عمل ہو گیا ہے ۔ اور اُن کے عوض بین فروعات (شریعت کے خلاف) کا اعتقاد زیادہ ہو گیا ہے ۔ لوگ بھی ایسے قائم ہو گئے ہین کہ اپنے دنیاوی فائدہ کے ذریعہ کو بنانے کے لیے خلاف شرعی فروعات کو زیادہ رنگین بنا کر رکھا ہے اور اسی مین زیادہ ترقی ہوتی جاتی ہے ۔ قابل اعتراض کتابین جو صرف نامی بزرگان دین کے نامون سے بنائی ہین لوگون کو زیادہ گمراہ کر رہی ہین ۔ خدا کے اختیار مین سب کچھ ہے مسلمین کے لیے جو برکتین خدائے تعالے نے مقرر کر رکھی تھین وہ آہستہ آہستہ غائب ہوتی گئین اور ہو گئین ۔ اور خدا نے بھی ڈھیل دے دی ہے کہ زیادہ ترمبتلا ہو کر رہ جائین خدائے تعالے سورہ انفال رکوع ۷ مین فرماتا ہے ۔

خدائے تعالے کسی قوم کو نعمت دے کر نہین چھینتا ہے اور نہ اُس مین ردو بدل کرتا ہے جبتک وہ قوم خود اپنی صلاحیت کو نہ بدل ڈالے	ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ

مسلمانون نے نعمتون اور نعمت دہندہ کی قدر نہ کی اور اپنی صلاحیت کو غائب کر دیا اور خدا کے ہدایات کی طرف خیال و توجہ نہ کیا (باب ۵ وم مین صلاحیت کو دکھلایا گیا ہے مقابلہ کر کے عیسائیون سے جو کہ بالکل اتفاقات مین

پایا جاتا ہے کہ مسلمانون مین صلاحیت نہ رہی اس کا نتیجہ تنزلی ہے)
خدا نے اطلاع دے دی ہے سورہ توبہ رکوع ۱۴ مین -

(۱) اور خدا ایسا نہین کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت دے کر گمراہ کرے یہان تک کہ بیان کرے واسطے اُس کے وہ چیز کہ جس سے اُس کو بچنا لازمی ہے -

(۱) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ ط

پھر سورۂ زمر رکوع ۱ مین فرماتا ہے -

(۲) اگر نافرمانی کروگے لوگو تو پھر خدا لاپرواہ ہے تمھاری لاپرواہی سے -

(۲) إِنْ تَكْفُرُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ -

مسلمانون کی حالت کے مطابق ہے - آج کل کے برائے نام مسلمان ان آیتون کے پورے پورے مصداق ہین - سورۂ توبہ کی بھی یہ آیت جو کہ مطابقت کرتی ہے آج کل کے مسلمانون سے وہ پیش نظر ہے - رکوع ۹ -

اللہ کو بھول گئے پھر خدا اُن کو بھول گیا منافق وہی ہے جو کہ بُرائی کی وجہ سے دائرہ ایمان سے باہر نکلا ہوا ہے یعنی نافرمانِ خدا -

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ط إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

کہا جائے گا کہ خدا کو ہرگز نہین بھولے ہین - ہر وقت خدا کا نام وردِ زبان ہے لیکن ایسا خدا کا پکارنا کس مصرف کا ہے - اسلام کے قبل بھی عرب خدا کو پکارا کرتے تھے اور اس کی وحدانیت کے بھی منکر نہ تھے - مگر اس کے

ساتھ ساتھ شرک بھی کرتے جاتے تھے۔ جتنی برائیون سے خدا نے منع کیا تھا ان سب کو کرتے تھے۔ آج کل کے مسلمانون مین بھی وہی طرز ہو رہا ہے۔ اسی لیے یہ حکم الٰہی مطابقت کرتا ہے۔ اور خدا بھی لاپرواہ ہو گیا۔ بموجب اس حکم کے وہ یہ ہے۔

اسی طرح گمراہی مین اللہ چھوڑ دیتا ہے اس کو جو کہ زیادتی کرنے والا ہے اور مرتد بارگاہ الٰہی ہے۔	كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ

اس فرمان سے ظاہر ہے کہ بوجہ بیماری ایمان کے مسلمانون کو اللہ نے گمراہی مین چھوڑ دیا ہے۔ اگر دل مین اسلام کا درد باقی ہے تو ہر مسلمان کو اپنی نبض ٹٹولنا چاہیے۔ کہ آیا نبض مین تندرستی کی علامت باقی ہے یا نہین اور نبض مین جو خرابی ہے اس کا پتہ لگانا چاہیے۔ مسلمان باطنی امراض مین مبتلا ہین۔ ساری مشینری بگڑی ہوئی ہے اس لیے درستگی پر متوجہ ہونا چاہیے۔ اللہ تو لوگون پر فضل رکھتا ہے مگر لوگ نہین سمجھتے۔ اللہ تعالے نے باربار فہمائش کی ہے اور سمجھایا ہے اس ارشاد باری پر خیال کیا جائے وہ یہ ہے۔

تحقیق کہ جس کسی نے گناہ یا برائی کی جہالت سے یا ناواقفیت سے پھر توبہ کی اور بعد اس کے اصلاح کی تب اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔	مِنْكُمْ سُوْٓءً ۢ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

کیسی مہربانی مالک الحق کی ہے کہ واسطے بندون کے اپنے دروازۂ مہربانی کو

ہر وقت کھلا رکھتا ہے زبانی توبہ کے الفاظ روزانہ ہزار بار تسبیح اور مالے پر جپا جائے اور اصلاح کی طرف توجہ نہ ہو تو اس قسم کی توبہ بالکل بیکار ہے۔ ہر مشغولیت مین خدا کا خوف دل مین رکھنا چاہیے اسی سے خدا راضی ہوتا ہے۔ خدا نے فرمایا ہے۔

بیشک خدا اُن لوگون کے ساتھ ہے جو کہ خدا سے ڈرتے ہین اور وہی لوگ نیک بندون مین ہین۔	اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ (سورۂ نحل)

خدا کا بہت بڑا احسان ہے کہ مسلمانون کو جو آسمانی کتاب دی ہے اس مین پہلی آسمانی کتابون کی طرح تبدیلی واقع نہین ہوئی ہے البتہ اسکے فہم اور مطلب کو بدل کر بعض لوگ ایسے دنیا دار ہو گئے ہین کہ اپنے فائدہ کا لحاظ رکھکر عوام الناس کو سمجھاتے ہین۔ اور چونکہ نائب خدا سمجھانے کے لیے نہین ہین اس بنا پر مذہب اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ یہی بہت بڑی اسلام کے زوال کی صورت پیدا ہوئی تی زمانہ مسلمان ایمان کو رسم بنا کر دین کو لہو و لعب سمجھتے ہین۔ دین سے لاپرواہی اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ جہان پر ذکر الٰہی کا تذکرہ ہوتا ہے وہان پر ٹھہرنا مشکل ہو جاتا ہے بعض لوگ بجائے عمل کے احکام الٰہی پر نکتہ چینیان کرنے لگے ہین اور نیکی کی راہ کو چھوڑ کر بُرائی کی راہ کو اختیار کیے ہوئے ہین۔ برادرانہ و بزرگانہ اخلاق اور اسلامی اوصاف اور باطنی عبادات بالکل غائب ہو گئین حق العباد کا خیال اس طرح جاتا رہا کہ اُس کو باطل سمجھنے لگے لوگون کے دل و دماغ و نفس و خواہشات و عیش و عشرت کی طرف زیادہ راغب ہو گئے اور ان کے غلام بنے ہوئے ہین۔ اُنہین کے سرمایہ کے حصول مین اپنے پروردگار کے احکامات

سے لاپرواہ ہوگئے اور خدا کی رضامندی سے ان سرمایہ کے تلاش کی فکر نہ رہی خدا تعالے اپنی بابرکت کتاب اور اس کے اندر کے احکامات پر عمل کرنے سے راضی ہوتا ہے۔ اگر انسانی قانون کی پابندی نہ کی جائے تو سزا کا حشر ہے۔ اسی طور سے قانون الٰہی کی پابندی نہ کرنے سے وہی نتیجہ ہوگا یعنے سزا سے ازلی۔ یہ کل علامات باطنی بیماری کی ہے۔

وجوہات زوال اسلام

ہر بیماری کے لیے وجوہات ضروری ولازمی ہین۔ اس ایمان کی بیماری کے بھی وجوہ واسباب ہین کل وجوہات کے بیان مین بہت طول ہے مگر چند وجوہ جوکہ ظاہر ہین ہین ان کا بیان مختصر طور پر کیا جاتا ہے۔ جوکہ زیادہ تر ذمہ دار اسلامی ایمان کے تغیر ڈالنے مین ہین۔ وہ وہی طبقہ کے لوگ ہین جن کا اثر عوام الناس مین ہے یعنے علما ومشائخین۔ اہل دل اور غیر معتبر کتابین یہی لوگ زیادہ تر ملزم ہین۔ ان کے اعمال وافعال نے عام مسلمانون کے باطنی ایمان کو ماؤف کر ڈالا۔ انھین کی وجہ سے مرض نے جڑ پکڑی اور پھر متعدی بنادیا۔ متعدی بیماری ہوا کے پھیلاؤ سے ہوتی ہے یا ایک دوسرے کے ملنے سے۔ اس خاص مرض مین تبادلہ خیال سے ہے۔ ایسی ہی ہوا اس زمانہ مین چل رہی ہے مشائخین وعلما کی موجودہ کارگزاریان اور ملک افغانستان کے واقعات پیش نظر ہین۔

دو حدیثین اس سلسلہ مین جوکہ پیشین گوئی آنحضرت کی ہین۔

معتبر حدیث کی کتاب سے دیکھکر درج کی جاتی ہین۔ لوگ ان حدیثون کو معتبر سمجھتے ہین۔

زبدۃ الواعظین

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ لوگون مین اسلام نہ رہیگا صرف نام رہ جائیگا اور دین نہ رہیگا فقط نشان رہ جائیگی۔ قرآن نہ رہیگا فقط درسی ہو جائیگا لوگ مساجد کی تعمیر کرینگے مگر مسجدون کی بے رونقی ہوگی۔ اللہ کے ذکر کے سوائے دوسرا ذکر کرینگے۔ اس زمانہ کے لوگون مین سب سے زائد برے علماء ہونگے انھین سے فتنہ برپا ہوگا۔

امر حق جل شانہ

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا (یہ حدیث چونکہ بہت بڑی ہے اسلیے صرف مطلب کا انتخاب کرکے درج کیا جاتا ہے) لوگ مال غنیمت کو موروثی سمجھینگے۔ اور مال امانت کو مال غنیمت جانینگے اور زکوۃ کو ادا نہ کرینگے حصول دنیا کے لیے علم دین پڑھینگے اس پر عمل نہ کرینگے مساجد مین شور و غل مچائینگے یعنی واہیات خرافات گپ بازی کرینگے اللہ کے نیک بندون کی عظمت اور ان کی قدر نہ کرینگے اور اللہ کے عذاب سے نہ ڈرینگے۔ (مثلاً چندہ وغیرہ کار خیر کے لیے)

اس چودھوین زمانہ ان حدیثون سے موافقت کرتا ہے۔ علماء کا بہت بڑا درجہ ہے۔ انھین کے لیے عظمت کرنے کا حکم ہے۔ اس زمانہ مین مشائخین کی زیادہ قدر و منزلت ہے۔

علماء علماء کا بڑا درجہ ہے اس لیے کہ رہنما راہ حق کے ہین۔ اُن مین تین طبقے کے اوصاف والے علماء ہین۔

پہلا طبقہ اُن کا ہے جنھون نے علم دین کو ریاضت و ذہانت و قوت دماغ کے ساتھ اور تحقیقات کے ساتھ حاصل کیا ہے۔ اور تمام زندگی گذاری راہ حق پر اور ساتھ حق کے عمل کرتے رہے ہے۔ یہی لوگ احکام الٰہی اور ہدایات رسول کے صحیح طور پر ماہر ہین۔ اور بڑی فضیلت اور برتری حاصل کیے ہوئے ہین۔ فی الواقع محققین کے شمار مین ہین۔ اور خدا کی مہربانی اُن پر ایسی ہوئی کہ اس نعمت کو حاصل کیا جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے سورۂ عنکبوت رکوع ۷ مین وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ جنھون نے محنت کی ہمارے واسطے ہم ہدایت کرتے ہین ان کو اپنے راہ کی طرف پس تحقیق کہ اللہ نیک عمل کرنے والون کے ساتھ ہے۔

ایسے بندگان خدا در گور ہو گئے۔ اور جو موجود ہین وہ اپنے کو پوشیدہ رکھے ہوئے ہین۔ شاید حکم رسول کو بجا لاتے ہین۔ یعنے زمانۂ فسادات مین اپنے کو گوشہ نشین رکھنا چاہیے۔ ان لوگون پر بھی الزام وارد ہے کہ اپنی نعمت کا شکریہ خدا کا پورے طور سے ادا نہین کیا۔ یعنی اپنی نعمت کا فیض بندگان خدا کو عطا نہین کیا۔ ان لوگون نے مسلم بادشاہان و اہل دول کو ترغیب واسطے بجا لانے احکامات الٰہی کی طرف نہین دلائی دوسرا طبقہ علماء کا وہ ہے جو اس زمانہ مین کثرت سے پھیلے ہوئے ہین اور اپنے فرض منصبی کو بذریعہ فتوے و مسائل کے ادا کرتے ہین۔ ان کا علم غیر محقق و درسی کتابون سے ہے۔ اس کے بعد

تحقیقات کی طرف کوئی ریاض نہین کیا قابل اعتراض کتابون کا علم رکھکر عوام الناس کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ ان کا مطلب خاص حصول دنیا ہے اور حصول دنیا اس زمانہ مین غیرحق باتون سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے فتوے مذہب کے پیرایہ مین ذاتی نفع کا خیال رکھکر سُنایا کرتے ہین۔ خطابات حصول کی فکر ان کے دامنگیر ہوتی ہے۔ تقریرین کرتے ہین۔ ان مین بہت زیادہ حدیثین جوکہ درسی کتابون سے حاصل کی ہین ان کو مبالغہ کے ساتھ سُنایا کرتے ہین۔ قانون ربانی کے دفعات کا کوئی تذکرہ نہین کیا جاتا۔ آیا دفعات قانون سے ناواقف ہین یا ان کی سمجھ سے باہر ہے اس لیے اُن کے دماغ مین نہ سمایا ہوا ہے۔

بعض اس گروہ مین ایسے ہین جوکہ تحقیقات کی طرف خیال رکھتے ہین اور کرتے ہین۔ مگر ان سے کوئی فیض عام مسلمانون کو حاصل نہین ہوتا۔ اُن سے صراطِ مُستقیم عام مسلمانون کو نہین ملتا۔ عوام الناس حق کی راہ سے گمراہ ہوتے جاتے ہین۔ ان کو لازم تھا کہ احکام الٰہی کو تمام عوام الناس کو خوف خدا جان کر سُناتے رہتے۔ اور مبالغہ سے پرہیز کرتے۔ سب سے بڑھکر اُن پر الزام وارد ہے کہ ان لوگون نے عام مسلمانون کو سبق دیا ہے کہ قرآن پڑھو ثواب ہوگا۔ لوگ بلا سمجھے قرآن کی تلاوت کرتے ہین مگر اس پر بھی گمراہی بڑھتی جارہی ہے۔ (اسی کو خدا نے کہا ہے جوکہ گذشتہ اوراق مین درج ہے)۔

تیسرا طبقہ وہ علماء کا ہے جن کے بارہ مین مثل مشہور ہے "نیم ملّا

خطرہ ایمان ہے۔ یہ طبقہ جہلا میں بہت مرغوب ہے۔ یہ ملا کا طبقہ ہے۔ جنہوں نے سارٹیفکیٹ حاصل کر لیے اور مولانا بن گئے واسطے حصول دنیا کے۔ ان کو علم دین کا حق حاصل نہیں۔ صرف کتابیں غیر معتبر یا مشکوک اور مخدوش ایمان کی پڑھ کر واقفیت حاصل کر لی۔ ایسے ہی لوگوں نے اس قسم کی کتابیں واسطے حصول زر تصنیف کر دی ہیں۔ وہ عام طور سے بازار میں ملتی ہیں۔ ایسی کتابوں میں روایات حکایات وخواب بزرگان دین اور کرامات و معجزات بزرگان دین کے جو کہ بالکل بناوٹ اور مضمون آرائی ہیں جن کے نام سے نامزد کیا ہے ان سے امید نہیں کی جاتی کہ خلاف شریعت کتاب ان کی ذات سے تصنیف کی جائے جو کہ دینی وقعات قانون سے باہر ہوں اور بالکل غیر محقق ہوں۔ عوام الناس کی توجہ اسی طرف ہو گئی ہے۔ یہ ملا بھی خوف خدا سے لاپرواہ ہو کر عوام الناس کو سکھلاتے ہیں۔ ان ہی لوگوں کے طبقہ سے فسادات ناواقف مسلمانوں میں ہوتے رہتے ہیں یہ نیم ملا کسی جگہ بڑے عالم باعمل بنے ہوئے ہیں اور کسی جگہ پیر کامل بنے ہوئے ہیں اور ان کے مریدان ارد گرد رہتے ہیں اور اپنے معجزات و کرامات کو دعا و تعویذ کے زور سے دکھلاتے ہیں کسی جگہ یہ نیم ملا عامل کامل بنے ہوئے ہیں یہ لوگ مصنوعی عمل کے ذریعہ سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔

افسوس ہے جو حضرات دین حق کا علم رکھتے ہیں ان کو بالکل توجہ نہیں ہے کہ اپنے علم حق سے اس دھوکے و فریب اور فسادات کو روکنے کی طرف اپنے علم حق کا استعمال کریں۔ اسی لیے روز بروز اسلام کی سیدھی راہ بگڑتی جاتی ہے۔

خدا تعالےٰ نے حفاظت اسلام کے بقا کا ذمہ نہیں لیا ہے۔ صرف قرآن کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ یہی سیدھی راہ کو بتاتا ہے۔ ان ملاؤں کی حقیقت حال کے لکھنے کے لیے بہت سے اوراق کو سیاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی لیے ختم کر دیا جاتا ہے چند مثالوں پر۔ خدائے تعالےٰ کا فرمان پیش نظر ہے سورۂ مائدہ رکوع ۹۔

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ
الرَّبّٰنِيُّوْنَ
وَالْاَحْبَارُ عَنْ
قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ
وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ

کیوں علما و مشائخین جھوٹ بولنے اور لقمہ حرام (جیسے رشوت۔ سود۔ خیانت۔ چوری۔ دغا فریب۔ جو خلاف شریعت کی آمدنی) کھانے کو منع نہیں کرتے ہیں۔ یعنے لوگوں کو روکتے نہیں ہیں۔

دین اسلام بہت سہل دین ہے۔ دین کی راہ حق فی زمانہ کتابوں پر منحصر ہو گیا ہے ان کتابوں کو دین اسلام کے محققین دار الصحت میں رکھ کر صحت کرنے کی ضرورت ہو گئی ہے اور جو کتابیں دین کے ساتھ ملا دی گئی ہیں ان کو محققین ناجائز بنا دیں۔ دار الصحت کے محققین کا فرض ہے کہ قرآن اور وہ حدیثیں جو کہ قرآن کے ساتھ ملتی ہیں ان کے مطابق صحت کریں اور بقیہ فروعات کی کتابوں کو غیر معتبر اور غیر حق بنا دیں اگر ایسا کیا جائے تب ہی اسلام کا بقا ہے ورنہ حق کا خاتمہ ہے۔[۱]

علما کا طرز عمل اس زمانہ میں طرز عمل علما کا تو ایسا ہے[۲] بالکل دنیادار ہیں۔ اُمرا کی صحبت۔ ان کی خوشامد اور اس کے دیگر عمل سی طور کا

۱؎ اگر مسلمان مسلمانوں کا بائیکاٹ کر دیں یعنے جو مسلمان رشوت لیتے ہیں یا سود کھاتے ہیں ان سے میل جول ترک کر دیں تو یہ بدرسم مسلمانوں کی بہت جلد دور ہو سکتی ہے۔

ہوتا رہتا ہے۔ دنیا بغیر مکاری اور لغو اور غیر حق فعل کے حاصل نہین ہوتی ہے۔ اسی کو خدا نے منع کیا ہے لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔ مکاری کا اظہار نہین کرنا چاہیے۔ جب لغو یا بیہودہ بات کا سامنا ہو تو اس کے کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس زمانہ مین علما کی قدر اور پکار امور شرعی مین ہوتی ہے جو کہ رواجًا مسلمانان برتتے ہین۔ جیسا عقد۔ جنازہ۔ مجالس میلاد وغیرہ وغیرہ۔ انھین امور مین ان کی ضرورت باقی رہ گئی ہے۔ ان تینون امور سے اِن کا دنیاوی فائدہ حاصل ہے۔

عقد۔ واسطے نکاح پڑھانے کے مولانا صاحب بیچ محفل ناچ وگانے کے تشریف لاتے ہین اور نکاح پڑھاتے ہین اور احکام شرعی کی طرف خیال نہین ہوتا یعنے نکاح کا مہر غیر معمول اور حیثیت سے زیادہ ہوتا ہے۔ خدا کا حکم ہے کہ مہر کو ادا کر دو۔ اس لیے مہر اسی قدر ہونا چاہیے کہ جس قدر ادا کر دینے کی قدرت ہے خدا کا حکم سورۂ طلاق مین ہے جس مین تمام احکامات زن وشو کے ہین۔ اسمین ایک حکم درج کیا جاتا ہے۔

جس قدر قدرت آمدنی کی اُس کو ہے اُسی قدر عورت کو دینا چاہیے۔	وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ۔

اس حکم الٰہی سے ظاہر ہے کہ مہر کا ہونا بہ حیثیت طاقت کے ہونا چاہیے۔

ہدایت رسول

(حدیث)

میری اُمّت مین زمانہ آنے والا ہے کہ	سَيَاتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ

حاکم ظالم ہون گے اور عالم لالچی ہون گے اور اُن کی عبادت لوگون کے دکھانے کے لیے ہوگی۔ (آج کل کا زمانہ ۔مصنف)

یَلُوْنَ اُمَرَاؤُهُمْ عَلَى الْجَوْرِ وَعُلَمَاؤُهُمْ عَلَى الطَّمْعِ وَعِبَادُهُمْ عَلَى الرِّيَاءِ ۔

مولانا صاحبان جس درسی حدیث کا حوالہ دیا کرتے ہین اُسی حدیث سے یہ عمل رسول بیان کیا جاتا ہے ۔ایک شخص آنحضرت صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مین نکاح کرنا چاہتا ہون اس عورت کے ساتھ مگر میرے پاس نہ مال ہے نہ کوئی چیز ہے مہر دینے کو۔حضور نے دریافت کیا کہ تمھارے پاس کپڑا ہے اس نے کہا ایک تہبند ہے جو کہ باندھے ہوئے ہون اگر دے دون تو نماز نہین پڑھ سکتا تب حضور نے دریافت کیا کہ قرآن پڑھنا جانتا ہے اس نے جواب دیا ہان ۔ حضور نے فرمایا کہ تو اس عورت کو قرآن پڑھایا کرنا یہی مہر قائم ہوا اور اسی پر نکاح پڑھایا گیا۔

مولانا صاحبان کو لازم ہے کہ اتنے بڑے مہر پر نکاح کا پڑھانا شریعت کے برخلاف ہے۔ مگر وہ لوگ یہ فہمائش نہ کرین گے کہ ان کے زر کا نقصان ہوگا اور قدر جاتی رہے گی۔اس لیے نہین سمجھاتے ۔

جنازہ علما عام طور سے سب کے جنازہ کی نماز پڑھا کرتے ہین۔ آنحضرت صلعم دو اشخاص کے جنازہ کی نماز نہین پڑھتے تھے ۔ایک منافق کی۔ دوسرے قرضدار کی۔ (منافق وہ جو کہ اپنے کو زبان سے مسلمان کہتا ہے مگر اس کا عمل اسلام کے اصول پر نہین ہے) قبل نماز پڑھنے کے دریافت کرتے تھے کہ یہ قرضدار تھا اور قرضہ ادا کیا گیا۔ اگر اطلاع دے دی کہ یہ بہت غریب تھا

اور قرض کو ادا نہیں کر سکا۔ تب حضور بیت المال سے اُس کا قرض ادا کر دیتے تھے۔ تب جنازہ کی نماز پڑھتے تھے۔

میلاد میں پڑھنے یا محرم میں بیان کرنے والے پیشہ ور مولانا قائم ہو گئے ہیں۔ خدا کا حکم ہے۔

کہہ اے نبی! کوئی مزدوری حق کے پیغام پہونچانے کی نہیں لی جاتی۔ ایسا اس زمانہ میں بہتیرے علماء بغیر نذر کے لیے ہوئے اس طرف آنے کا ارادہ نہیں کرتے۔ یہ علما نے ہندوؤں سے سیکھا ہے۔ پنڈت کو کتھا پڑھنے کا مجوزہ ملتا ہے۔ عیدین کی نماز کی امامت کے لیے بہت خواہشمند ہوتے ہیں حتے کہ جھگڑے کی نوبت پہونچ جاتی ہے۔

بعض مشہور مساجد کے امام ہونے کے لیے مقدمہ بازی کی نوبت تک پہونچ گئی اور امامت کو ذریعہ مقدمہ حاصل کیا۔

مساجد کی حرمت اس زمانہ میں ایسی ہو گئی ہے کہ صرف غربا کی حاضری ہوتی ہے اور صاحب اعزاز کی حاضری بالکل معدوم ہو گئی ہے۔ صرف ان لوگوں کا مجمع عیدین میں ہوتا ہے۔ مگر وہاں بھی نماز سے قبل اپنے گروہ میں دنیاوی مشاغل سے خالی نہیں رہتے ہیں۔ آداب و عظمت مسجد کا جو کہ گھر ہے خدا کا (سورۂ نور میں دیکھا جائے) وہ بالکل غائب ہو گیا ہے۔ لوگ وہاں بیٹھ کر مذاق۔ تفریح و مقدمہ بازی اور خانگی گفتگو وغیرہ وغیرہ کی ہوتی رہتی ہے علماء عاقبت زار ہیں امامت کے لیے مگر اپنے فرض منصبی کی ادائگی سے لاپرواہ ہیں۔ حرمت مسجد اور اس کے آداب سے آگاہ کریں

شاید لوگوں کو خیال پیدا ہو جائے۔ مسجد کے متعلق ارشاد باری ہے وہ درج کیا جاتا ہے۔ (سورۂ جن، رکوع ۲)

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۙ

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس مت پکارو ساتھ اللہ کے کسی کو۔ صرف خدا ہی کا اکیلا ذکر ہونا چاہیے۔

ایک نیا رواج پکڑا ہے چونکہ غیر اسلامی کا دائرہ بڑھتا جا رہا ہے اسی لیے دین کے ذرائع کی منزلت چلی جا رہی ہے۔ اس زمانہ میں قرآن مجید کی حرمت اور وقعت بھی زائل ہوتی جاتی ہے اور افسوس ہے کہ قرآن پاک کی آیتیں گراموفون میں بجائی جاتی ہیں۔ مثل گانے کے سنی جاتی ہیں۔ اس کو علما نے جائز رکھا ہے۔ جواب دیتے ہیں کہ بہت اچھا ہے۔ اس کے ذریعے سے لوگ کلام پاک سنتے ہیں ماشاء اللہ ان کی سمجھ۔ اب آسمان گرنے والا ہے اور زمین پھٹنے والی ہے۔ اسی لیے ایسی باتیں دین میں شریک کی جا رہی ہیں۔

ناظرین کیا ایسے علما صراط المستقیم کی رہنمائی کے لائق ہیں؟ جبکہ بے علم لوگوں کی طرح یہ طبقہ بھی ویسے ہی ملوث ہو رہے ہیں۔ گویا رسم و رواج کی طرح دین کے احکام بھی ادا کرتے ہیں۔ علم اور عمل دونوں ایک طرح کا نہیں ہے بالکل رہا ہے۔ یہ بیجا ہوگا اگر ان کے عمل نیک کا بیان نہ کیا جائے۔ بعض علما حکم خداوندی بجا لاتے ہیں ساتھ تقریر کے۔ مگر وعظ ان کا کیا ہوتا ہے۔ بجائے احکام الٰہی کے سمجھانے اور فہمائش کرنے و نیز واسطے عمل کے وہ بھرمار حدیثوں اور مبالغوں سے پر تقریر ہوتی ہے۔ اصلیت کو چھوڑتے ہیں

اور فروعات پر زور دیتے ہین اور وہ حدیثین جن کی صداقت کی سند مطلق نہین ہے آیا انھون نے بنایا۔ یا ان کے قبل کے استادون کی جدت ہے۔ بہت سی کتابین ایسی پائی جاتی ہین جنمین حدیثون کی جدت ہوتی ہے۔ جبکہ قرآن مجید کے فہم کو لوگ بدل ڈالتے ہین تب حدیثون کا بدلنا تو بہت آسان ہے۔ قرآن مجید کا استعمال صرف دعا۔ تعویذ و عملیات کیلیے رکھا ہے۔ خدائے تعالے نے جس کے لیے بندون کو عطا کیا اس سے بندگان خدا لاعلم ہو رہے ہین۔ اور جہالت سے نافرمانی خدا کے مرتکب ہوئے۔ ایک مولانا کے وعظ کی اطلاع ہے کہ اُنھون نے فرمایا بزمانہ عشرہ محرم ایک حدیث کا حوالہ دیکر کہ جو شخص قبر کی شکل بنا کر قدر و اعزاز کرے وہ ملعون ہے۔ مولانا کا مطلب تعزیہ داری سے ہے۔ جس حدیث کا حوالہ دیا گیا کیا اس حدیث کے مولانا ذمہ دار ہین؟ جبکہ حدیث کی کتابین نئی چھپتی ہین تو ایک نئی حدیث اس مین جوڑی ہوئی ہوتی ہے۔ یا حدیث کے الفاظ اور مطلب بدلے ہوئے ہوتے ہین اس لیے اصلیت کا کوئی ثبوت نہین ہے۔ حدیثین وہی معتبر ہین جن کو تعلق پالنگاؤ کلام پاک سے ہے۔ بہت سی حدیثین منافقین نے بھی بنا دی ہین۔ وہ حدیثین کتابون مین بھی درج ہو گئی ہین۔ جو حدیثین پوری تحقیقات سے لکھی گئی ہین۔ جو کہ پرانی کتابون مین پائی جاتی ہین وہی اعتبار کے قابل ہین۔ اس زمانہ کے نئے چھاپہ خانہ کی حدیثون کا کوئی اعتبار نہین ہے۔ واضح رہے کہ حدیثون کی زبان آنحضرت صلعم کی زبان مین نہین ہے۔ وہ مصنف کی زبان مین ہوتی ہے۔ اس لیے مضمون آرائی ضرور ہو گی۔

قبر کے بارہ مین جو مولانا نے فرمایا درحقیقت قبر کی شرعًا کوئی شکل نہین ہے جوکہ اسوقت اس ملک مین بنائی جاتی ہے۔ وہ انسانی ایجاد ہے۔ شرعی حکم قبر کے واسطے ہے کہ یادگار قائم کیا جائے۔ یہ حکم سورہ کہف مین اصحاب کہف کے بارہ مین رکوع ۳ مین اس قدر درج ہے "خواب گاہ اصحاب کہف کے مقام پر بطور یادگار ایک عمارت قائم کرنا چاہیے" اس آیت کو آگے جب قبر کا بیان ہوگا تب درج کیا جائے گا۔ اس آیت مین غور کیا جائے کہ خدائے تعالیٰ نے انسان کی عقل کو شکل یادگار عمارت کی بنانے کا اختیار دیا ہے۔ مختلف قرون مین اسلامی جگہون مین مختلف شکل کی قبرین بنائی گئین۔ مگر کسی طور سے شکل انسان مین نہین بنائی گئی۔ ملک کی سیر کرنے سے دیکھا گیا ہے کہ مکانون کی چھت بھی موجودہ قبر کے طرز پر بنائی گئی ہے۔

تعزیہ مین جو قبر کی صورت بنائی جاتی ہے یہ فعل نمائشی یادگار زمانہ کے لیے ہے۔ تاکہ اس کے کرنے سے واقعہ کربلا کا اقتدار اور منزلت جماعت کے دماغ مین پیدا ہو۔ یہ فعل خلاف شرع نہین ہو سکتا نہ بدعت مین داخل ہو سکتا ہے کیونکہ دین کے ساتھ نہین ملایا گیا ہے۔ یہ ایک وقتی فعل ہے بعد ختم کے اس کو علیحدہ کر دیتے ہین۔ اگر مستقل بہ نیت پرستش کے رکھتے تو ضرور بدعت مین داخل ہوتا اور بت پرستی مین شمار ہوتا۔

بعض علما قرآن مجید کی آیتون کو اپنے وعظ مین سمجھانے کی کوشش کرتے ہین مگر لوگون کے قلب مین اس قدر سیاہی یا زنگ بیٹھ گیا کہ ایسے مقام پر بیٹھنا جبر ہوتا ہے۔ اور سننے کی پرواہ نہین کرتے۔ گویا ان کا دل ذکر الٰہی سے

پھرا ہوا ہے۔ اسی کو خدا نے فرمایا ہے۔ (سورہ زمر رکوع ۳)

جس کسی کا سینہ اسلام کیلیے کھول دیا ہے وہ اپنے رب سے نور ہدایت پاتا ہے۔ پھر بڑا عذاب ہے سخت دلون کے لیے جن کا دل خدا کی یاد سے پھر گیا ہے۔ یہی لوگ بالکل گمراہی مین ہین۔

اَفَمَن شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

افسوس ہے کہ علما نہین دیکھتے کہ احکام الٰہی کی طرف سے لوگ ایسے سخت دل ہو گئے ہین جو کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے۔ اسپر بھی مولانا صاحبان صرف حدیثون کو پشت پناہ بناتے ہین۔ اور اصل کو چھوڑتے ہین۔ علمانے دین کو اس مذبذب عالت مین بنا دیا۔ اب دنیا کو خراب کرنے کے اوپر پڑے ہین۔ جمعیۃ العلما قائم کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دست اندازی کرنا سیاسی امورات مین یہ قابل غور ہے۔ اگر یہ علما ماہر دین ہین تو ان کو لازم ہے دین کی درستگی کرین اور ملکی امورات سے تعلق نہ رکھین۔ بہت بڑا سوال ہے کہ یہ علما محافظ دین ہین یا صرف اپنی ناموری چاہتے ہین۔

تقریر مولانا۔ ایک مولانا کا (ذاتی تجربہ بیان کیا جاتا ہے)

حکومت برطانیہ کو بزمانہ گذشتہ جنگ کیلیئے آدمی اور روپیہ کی ضرورت ہوئی اس کے لیے تمام جگھون مین عام لوگون کا جلسہ منعقد کیا جاتا تھا۔ اور تقریرین لوگون کو جوش دلانے کی کیجاتی تھین۔ ایک مولانا صاحب خاصکر اس تقریب سے لیے طلب کیے گئے تھے۔ مولانا صاحب نے اپنی تقریر مین قرآن کی آیت پڑھی

وہ یہ ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ اس آیت کے الفاظ سے مِنْکُمْ کے لفظ کو چھوڑ دیتے تھے اور اپنی تقریرمین سمجھاتے تھے کہ تم مسلمانون پر فرض ہے مدد کرنا اپنے حاکم کی۔ خدا نے کہا ہے کہ طاعت کرو خدا ور رسول کی اور بادشاہ ملک کی۔

اگر ان مولانا صاحب کو خوف خدا ہوتا تو مطابق اس فرمان الٰہی کے لازم ہوگیا تھا سمجھانا کہ ترکی مسلمان بھائیون کی مدد کرنے کے بجائے اس کے مولانا صاحب نے غیر مسلم بادشاہ کے مدد کرنے کی سفارش کی اور اصل حکم خدا کو درپردہ رکھا۔

لڑائی کے زمانہ مین حکومت کا حکم تھا کہ اپنی عبادت گاہون مین فتح برٹانیہ کے لیے دعا مانگی جائے۔ بموجب حکم۔ ہندون نے اپنے مندرون مین جمع کرکے دعا کی مسلمان مساجد مین جمع ہوکر بعد نماز واسطے فتح غیر مسلم بادشاہ کی اور مسلم بادشاہ کے دعا مانگی گئی تھی۔ امام صاحب نے ساتھ جماعت کے فتح کی دعا غیر مسلم بادشاہ کیلیے مانگی۔ اس کا مطلب یہ کہ مسلم بادشاہ کو شکست ہو۔ اس زمانہ مین سیکڑون مولانا نے ایسا کیا۔ یہود ایسا ہی کرتے تھے کہ لفظ کو توریت کے چھوڑ دیتے تھے۔ یا بدل دیتے تھے۔ بہتیرے فتوے بھی بنایا کرتے تھے۔ اسی طور سے مسلم مولانا کر رہے ہین۔ فتوے بناتے ہین غیر معتبر حدیثون کا حوالہ دیکر۔ قرآن کی آیتون کا جس کی مثال ابھی پیش کی گئی ہے۔ یہ سب خرابیان عام مسلمانون کی لاعلمی ہے۔

اہل دول کی حالت جو کہ آخر صدیون سے ظاہر ہو رہی اسپر نظر انداز

کی جاتی ہے۔ اہل دول بھی وجوہات زوال اسلام مین بہت بڑے رکن ہوسے
ہین۔ اس ملک مین مسلمانون کو دولت حکومت برطانیہ کے زمانہ مین حاصل ہوئی
زمینین خریدکین۔ بہتیرے مسلمان عہدہ دار ہوگئے اور رشوتین لیتے تھے اور
اس سے جائدادین خرید کرتے تھے۔ وہ دولت شرعی طریقہ کی حصول نہین تھین۔
اسپر زیادتی یہ تھی کہ زکوۃ نہین دیتے تھے۔ (اسی لیے جس طور سے حاصل ہوئی
اسی طور سے غائب ہوگئی) اور شکریہ بموجب حکم خدا بجا نہین لاتے تھے
سودخوری اور بیجا اخراجات کرتے تھے۔ ناشکری خدا اور بداعمالی کی وجہ سے
آہستہ آہستہ تباہی شروع ہوئی۔ اور ان کی صحبت کی وجہ سے معمولی مسلمان
بھی تباہ ہوے۔ اس تباہی مین علما و پیر صاحبان الزام سے بری
نہین ہو سکتے۔

نعمتون کے شکر بجالانے کا سبق اہل دول کو نہین سکھایا۔ ناواقفیت
کی وجہ سے ناشکری اور نافرمانی خدا بڑھتی گئی۔ اہل دول زبان سے خدا کا شکر
ضرور نکالتے ہون گے۔ مگر شکر خدا یہ نہین ہے کہ جو آج کل انگریزی تہذیب مین
ہے۔ یعنے ہر بات مین زبان سے شکر کا لفظ نکالنا۔ (تھینک یُو)۔
خدائے تعالےٰ زبانی لفظ کا شکریہ نہین چاہتا ہے۔ بلکہ دل سے نعمتون کا شکر
ادا ہو۔ اور استعمال نعمت کا بموجب ہدایت خدا کے ہو۔ یعنے اپنے کو اور اپنے
دینی برادران کو سیدھی راہ پر چلنے کیلیے جو کچھ مالی صرف کی ضرورت ہو اُسکو اپنے
مال سے کرے۔ تاکہ فرمانبرداری خدا کی پوری ہو اور منہیات سے بچتا رہے۔ عیش و
عشرت مین صرف بیجا نہ کرے۔ نافرمانی خدا اس زمانہ مین بطور حق

تلفی کے بلا خوف و خدشہ ہو رہی ہے۔ گویا خدا سے ڈھیٹ پن کی جاتی ہے۔
پھر کیون خدا ایسی قوم پر غصہ نہ ہو۔ خدا نے فرمایا ہے واسطے نافرمان اہل
دول کے۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲۔

اور جب ہم ارادہ کرتے ہین ہلاک (تباہ) کر دینے
کو کسی جگہ کے تب لوگون مین سے دولتمند
(آسودہ گروہ) کو حکم کرتے ہین تابعداری کرنے
کو اوپر حکم خدا کے پھر جب بجا نہین لاتا ہے۔
(نافرمانی) تب پھر لازم ہوتا ہے اُنپر عذاب
کرنے کا۔ یعنے جڑ سے اُکھاڑ کر پھینکدینے کا۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ
اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً
اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا
فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ
عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا
تَدْمِيْرًا

اس ملک کی موجودہ حالت اہل دول کی موجود ہے (صورت یہ ہین
حالت مہرس) کتنے شہر مسلمان دولتمندون سے آباد تھے۔ اب
ان کے مکانات ویرانے پڑے ہوئے ہین۔ اس تباہی کی ابتدا محمد شاہ
رنگیلے سے شروع ہوئی۔ اور پھر واجد علی شاہ لکھنؤ سے ایسا ہی ہوا۔
درجہ بدرجہ دولتمندون کی تباہی ہوتی گئی۔ جیساکہ حالت امتِ عاد۔
وثمود۔ وہود و فرعون وغیرہ وغیرہ کی ہوئی۔ بجنسہ وہی حالت اس ملک
ہندوستان مین موجود ہے۔ ان قومون پر عذاب اچانک سے آیا اس امت
محمدی پر عذاب آہستہ آہستہ آرہا ہے۔ چونکہ زبانی کلمہ گو ہین اسی لیے
خدا کا رحم ہے کہ شاید اپنی درستی کرلین۔ غور کیا جاوے کہ
دولتمندون کی نافرمانی سے کیا ہوتا ہے۔ سارا ملک تباہ ہوتا ہے۔

مشائخین و عامل مالک خانقاہ یا گدی نشین پیر۔ ایسی چیز یہود و نصرانی مین بھی اور اب بھی بعض جگہون مین موجود ہے۔ جس کو انگریزی مین (مونا سٹری) کہتے ہین۔ ہر اسلامی جگہ مین موجود ہے۔ ترکون نے ابھی اس محکمہ کو توڑ دیا۔ یہ بطور پیشہ ہو گیا تھا۔ اور ذریعہ معاش کا بنا یا ہے۔ صورت آمدنی دین فروشی سے ہو رہی ہے۔ یہ لوگ پیرو ہین بزرگان دین صاحب تصوف کے۔ بزرگان دین گذر گئے۔ مگر اپنا نام چھوڑ گئے۔ لیکن ان کا نام بگڑ رہا ہے ان نامون کے بدولت۔ اس قدر رخنا ہا بن گئی ہین۔ علم دین کی جہالت بڑھتی گئی اور یہ گدی نشین پیر اس کا فائدہ اٹھانے لگے۔ اپنی پرستش کرانی شروع کر دی سلسلۂ پیری و مریدی قائم کر دیا۔ عوام الناس مرید ہوتے ہین اور پیر صاحب فخریہ بولتے ہین کہ اس قدر تعداد مریدان کی ہے۔ جتنی ہی زیادہ تعداد ہو اتنا فخر ہوتا ہے۔ جاہل سمجھتے ہین کہ مرید ہونے سے اور پیر کی خدمت کرنے سے بہشت مین داخل ہو جائین گے۔

آج کل کے بہتیرے مشائخ نے گدی بذریعہ مقدمہ بازی کے حاصل کی ہے۔ مجھ کو بھی ایک گدی نشین کے لیے گواہی دینے کا اتفاق ہوا تھا۔ یہ گدی نشین حضرت قبل گدی نشینی کے کھلم کھلا بیچا دنیا داری کا کام کرتے تھے۔ اور اس کے بعد مرید کرنا شروع کر دیا۔ مریدین سمجھتے ہین کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک

بخشائش کرا دیں گے۔ ان خانقاہوں میں سالانہ عرس کی تقریب پر بڑے بڑے جلوس نمائشی ہوتے ہیں۔ حال قال کی محفل گرم ہوتی ہے۔ جتنے لوگ شریک ہوتے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں حال قال سے کہ عشق الٰہی کا اظہار ہے۔ خدا جانتا ہے کہ یہ کس قسم کا عشق ہے۔ ظاہرہ بالکل مکاری کی شکل ہے۔ دھوکا عوام الناس کو دیکر حصول دنیا کیا جاتا ہے۔ عشق خدا اعمال کا ملہ ہے حال قال سے کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ جب یہ عمل۔ عمل الصالحات میں داخل نہیں ہوسکتا۔ تو فعل عبث ہے۔ جس کسی کو عشق خدا حاصل ہو۔ سبحان اللہ وہ شخص مقربین خدا میں ہے۔ اسی کو خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورہ زمر رکوع ۳ میں جس کا مطلب درج کیا جاتا ہے۔

"جس کسی کا سینہ اسلام کے لیے اللہ نے کھول دیا ہے۔ پھر وہ شخص اپنے رب کی روشنی میں ہے۔ پھر بڑا عذاب ہے جن کے دل سخت اللہ کی یاد سے ہوگئے ہیں۔ پھر وہ صریحاً گمراہی میں ہیں۔ اللہ نے نہایت اچھا کلام (قرآن) اُتارا ہے۔ یکساں اور دھرائی ہوئی جن کو علم ہے۔ وہی لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اُن ہی لوگوں کے رونگٹے احکامات کو سُنکر کھڑے ہوجاتے ہیں اور پھر اُن کے جسم میں لغزش آنے لگتی ہے۔ اور ان کا دل اللہ کی یاد کی طرف نرم ہوکر راغب ہوجاتا ہے۔ یہ قرآن کی ہدایت ہے جسے چاہتا ہے وہ اسی کے ذریعہ سے ہدایت پاتا ہے"

اس احکام سے ظاہر ہے کہ قرآن کے جاننے والے کو عشق خدا حاصل ہوتا ہے کیا حال قال کے فعل سے عشق خدا حاصل ہوتا ہے؟ اب دریافت طلب ہے

دعا مانگی اپنے چچا ابو طالب کے لیے صحت کے واسطے۔

اس غیر استعمال قرآن کا نتیجہ یہ ہوا کہ ناکامیابی کی وجہ سے بدعقیدگی قرآن مجید کی طرف سے پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ مگر چونکہ قرآن کی عظمت و بزرگی دلون مین قائم ہے اسلیے اسکو بھی ایک شے پرستش کی بنا دی ہے۔

اس مقام پہ بیجا نہ ہوگا اگر ایک واقعہ کا تذکرہ کیا جائے۔ ایک پیر کے رشتہ دار واسطے تحصیل آمدنی شہرون مین گھوم رہے تھے۔ پیر صاحب کے مریدین جنکے یہان انکی بھائی ہوتی تھی۔ مجھ سے بھی وہ ملاقات کے لیے آگئے۔ ان کے ساتھ ایک شخص اور بھی تھے انھون نے پیر صاحب کے اوصاف کو بیان کیا۔ پیر صاحب کے پیشین گوئی کا واقعہ بیان کیا کہ جو کچھ پیر صاحب کسی کیلیے کہتے تھے وہی ٹھیک ہوتا تھا۔ پیر صاحب کے رشتہ دار نے کہا کہ لوح محفوظ ان کے سامنے ہوتا تھا۔ اسلیے باتین سچ ہوتی تھین۔ یہ نمونہ ہے "پیران نمی پرند و مریدان می پرانند" کا

بوجہ جہالت دین علم کے لوگون کا اعتقاد ایسی باتون پر بہت ہے۔ اور پیر پرست لوگ اسکا فائدہ اٹھاتے رہتے ہین۔ بوجہ جہالت کے خیال مین نہین آتا ہے کہ کسی نبی کو یہ قوت لوح محفوظ کے دیکھنے کی نہین تھی۔ اس لیے کوئی شخص غیب کو نہین بتا سکتا ہے۔ سوائے خدائے تعالے کے۔ تو بزرگان دین کو کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔

ایک شخص آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنی غیب کی بات کو دریافت کیا۔ حضور والا نے فرمایا کہ اگر یہ قوت مجھ کو حاصل ہوتی تو مین اپنے آئندہ برے بھلے کو جانتا۔ اگر یہ قوت خدائے تعالے نے عطا کرتا تو اتنا بڑا واقعہ

کربلا کا نہ ہونے پاتا صحبت مین اتفاق سُننے کا ہوتا ہے کہ پیرون کا اشتہار دیتے ہین کہ فلان پیر کے مریدون کی تعداد لاکھون کی ہے۔

عامل انھین پیرون کے طبقہ سے ہوتے ہین۔ جو کہ پیشوا عامل کہے جاتے ہین۔ ان کا پیشہ عمل و دعا۔ و تعویذ۔ فلیتہ کے زور سے معجزات کو دکھلاتے ہین اور غیبی فائدے پہونچواتے ہین۔ انکے چند اعمال بیان کیے جاتے ہین۔

تعویذون کے ذریعہ سے مدعا پورا کراتے ہین۔ تعویذ دیتے ہین کہ پانی مین گھول کر پیا جائے تاکہ حصول مدعا ہو۔ تعویذ کبوتر کے گردن مین باندھ کر کبوتر اڑاتے ہین تاکہ خدا کے پاس پیغام پہونچا ئے۔ چراغ مین نقش بنا کر اور نقش کا فلیتہ جلایا جاتا ہے تاکہ اس کی روشنی سے فرشتہ کا ورود ہو دے۔ پیر صاحب ہانڈی مین دعا کا نقش بنا کر دیتے ہین کہ اس مین پانی رکھ کر پیا جاوے۔ تاکہ بیماری تپ دق کی اچھی ہو جائے۔ حالانکہ ان ہی پیر صاحب کی لڑکی اسی بیماری مین مبتلا تھی اور مر گئی۔ لیکن اس کو پیر صاحب اچھا نہ کر سکے۔

گنڈا کمر مین عورت کو باندھنے کے لئے دیتے ہین تاکہ اس کے ذریعہ سے اولاد پیدا ہو۔ یا مرد کا رجحان اس کی طرف زیادہ ہو۔ دریا مین عرضی و درخواست بہائی جاتی ہے۔ دریا مین کھڑے ہو کر عمل پڑھا جاتا ہے۔ اسی طور سے ہندو بھی ایسا کرتے ہین۔ علےٰ ہذا القیاس اسی قسم کے بہتیرے رسم و رواج اعتقاداً جاری ہین۔ انھین باتون سے جہلا بہت خوش ہوتے ہین۔ بہتیری کتابین اس قسم کی بازار مین ملتی ہین۔ اس کے مطابق لوگ اعتقاداً عمل کرتے

ہین۔مگران کو کوئی فائدہ حاصل نہین ہوتا۔خدائے تعالےٰ مومن پر بہت مہربان ہے۔مومن کے لیے اوصاف حمیدہ قانون ربانی مین دیے ہوئے ہین۔وہ اوصاف بہت آسان ہین۔اسی اوصاف کو آنحضرت صلعم نے برت کر دکھا دیا۔تاکہ امت اُسی کی پیرو رہے۔ماسوا ان کے جتنی باتین ہین سب دین کے ساتھ ملا دی گئی ہین۔اس لیے مصنوعی ہے۔احکامات کے اندر نہین آتے ہین۔یہ حال قال کس طرح سے دین مین داخل ہو سکتا ہے۔یہ ہرگز عمل صالح نہین ہے۔تب صرف لہو و لعب ہے جس کو دین کے ساتھ شریک کر دیا ہے۔اور دین کی غارت گری کے موجد ہو رہے ہین صرف حیات دنیا حاصل کرنے کے لیے۔گذشتہ صدیون مین دوسرے ممالک دنیا مین اسی طور سے موناسٹری (خانقاہ) کا زور تھا۔قبل نبوت کے عرب مین بھی تھا۔آنحضرت صلعم نے ان ہی باتون کو نیست و نابود کیا۔اور ان سے دیکھ کر اہل کتاب نے بھی اُکھاڑ دیا۔اگرچہ بعض مقام مین رُومن کتھلک فرقہ مین موجود ہے مگر زور نہین ہے۔

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ انگریزی تعلیم کی وجہ سے تعلیم یافتہ گروہ کو اس کی طرف اعتقاد نہین ہے۔امید کی جاتی ہے کہ آئندہ نسلون کے زمانہ مین یہ بدعت خود بخود دفن ہو جائے گی۔

دین اسلام بہت سہل مذہب ہے۔اسی مذہب کی کتاب حصول دین و دنیا دونون کو سکھاتی ہے۔اور حکم کرتی ہے دونون راہون پر سیدھا چلنے کو ہی راہ کہتے ہین یہ صرف قانون ربانی و ہدایات رسول سے حاصل ہوتی ہے۔

اسی راہ پر ہونے سے خدا اور رسول خوش ہوتے ہین۔

تعویذ اس مین بہت بڑی غلط فہمی ہو رہی ہے۔ لوگون کا خیال ہے کہ تعویذ مین کلام اللہ ہے۔ اس مین بڑی طاقت ہے۔ مگر خدا کے کلام کو بھولتے ہین۔ خدا کا حکم ہے کہ میرے سامنے عاجزی کرو۔ تضرّع کرو۔ اپنی درخواست کرو دعا مین۔ کیا اس تعویذ کے ذریعے سے حکم کی تعمیل ہوتی ہے؟ مان اپنے بچہ کو دودھ نہین دیتی ہے جب تک بچہ چیخ کر روتا نہین ہے۔ اسی طور سے خدا بھی اپنے بندگان سے یہی چاہتا ہے۔ تعویذ سے یہ بات نہین حاصل ہوتی ہے۔ نبی کریم نے کبھی نہین تعویذ عطا کیا۔ وہ زبان سے دعا کے الفاظ پڑھتے پڑھتے۔ یا الفاظ کو پڑھ کر بچے کے اوپر پھونک دیتے تھے۔ اگر تعویذ کو ضروری سمجھتے تو ضرور عطا کرتے۔

دعا کی قبولیت اس سرخی کے اندر آئندہ کے اوراق مین تفصیل ہے مگر یہان پر بھی سمجھنے کے لیے بیان کیا جاتا ہے۔

خدائے تعالےٰ نے بہت سی دعائین کلام مجید مین عنایت کی ہین جنکے لیے خدا کا دلی شکر ہے۔ ان دعاؤن کو خدائے تعالےٰ نے مثالین دے کر اپنے بندون کو عنایت کیا ہے اور بڑے بڑے وعدے کیے ہین اور وعدے بالکل سچے ہین اور سچ بنا کر تیرہ سو برس تک دکھلا دیا۔ بہتیرے بزرگان دین نے اپنا تجربہ کردہ فوائد کو ہر سورہ اور بہتیری آیتون کے لیے لکھ دیا ہے بیشک کلام پاک بہت بڑی قوت کی چیز ہے۔ خدا نے کہا ہے۔ هٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا۔ یہ کتاب قرآن

بڑی برکت ہے اس کے مطابق چلو اور ڈرو شاید رحم ہو۔ حصول دنیا اور دین دونوں کے لیے۔ لیکن کن کے لیے؟ فاسقوں اور گمراہوں کیلیے نہیں ہے۔ اس زمانہ میں لوگ اعتقاداً دنیاوی بھلائی کے لیے استعمال کرتے ہیں مگر مایوس ہو جاتے ہیں۔ کلام پاک کا قصور نہیں ہے۔ مگر موجودہ مسلمانوں کے باطن کا قصور ہے۔ جبکہ دل و دماغ متاثر ہو رہا ہے۔ برائیوں سے اور بدپرہیزی منہیات سے اور نافرمانیوں سے اور ایمان گندگی سے بھرا ہوا ہے۔ پھر کیونکر خدائے تعالے ایسے شخص کی دعا قبول کرے گا۔ اور وہ مستحق ہو سکتے ہیں۔

نافرمانی احکام گویا نفاق ہے مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ۔ تب دینے والا خواستگار کی طرف کیونکر متوجہ ہو سکتا ہے اور خدا لاپرواہ ہے۔ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ۔ بیشک دعا کلمہ گو کی ضائع نہیں ہوتی وہ جمع ہوتی رہتی ہے۔ جبتک اس دعا گو کا دل و دماغ توبہ و اعمال سے اصلاح پر آجاتا ہے وہ زکی اور طاہر ہو جاتا ہے تب وہ دعا مفید ہوتی ہے۔

مقبولیت دعا کے لیے خدائے تعالے بھی اپنے دنیاوی نظم کو دیکھکر دعا قبول کرتا ہے۔ مگر خدائے تعالے اسی دعا کو قبول کرتا ہے جو کہ اسکے موافقت میں ہو خدائے تعالے کو واقفیت ہے کہ جس نعمت کے لیے انسان دعا مانگا کرتا ہے اگر دیا جاوے تو اسکا برا استعمال کریگا یہی مصلحت خدا ہو دعا کی غیر مقبولیت کے بارہ میں۔ یہ بھی واضح رہے کہ خدا اسی کی دعا قبول کرتا ہے جو کہ وہ پوری اطاعت میں خدا و رسول کے زندگی کو بسر کرتا ہے۔ مثلاً

بیان کیا جاتا ہے کہ والدین اپنی اولاد نالائق کو کبھی پسند نہین کرتے ہین۔
اسی لیے اپنے عطیہ کو بند کر دیتے ہین۔ ایسا ہی خیال کیا جاوے کہ جو شخص فسق و
فجور مین مبتلا ہے اور خدا کو ناخوش کیے ہوئے ہے تو خدا کیونکر اسکی دعا قبول
کر سکتا ہے۔ کلام پاک کی دعاؤن کی برکت ویسی ہی ہوگئی ہے۔ جیسے حضرت
موسےٰ علیہ السلام کے تبرکات کا بکس۔ جس بکس کی برکت سے بنی اسرائیل بہت
فائدہ اُٹھاتے تھے۔ جبکہ بنی اسرائیل مین ہر قسم کی بُرائیان آگئین تب اس
بکس کی برکت غائب ہوگئی۔ اس بکس کو فرشتے اکندہ مقام سے اُٹھا کر
لے گئے۔ بجنسہ یہی حالت اس وقت مسلمانون کی ہو رہی ہے۔ دعائین
پڑھنے والے کو فائدہ نہین پہونچتا ہے۔ یا جس کے لیے دعا مانگی جاتی ہے
وہ اس کے لائق نہین ہے۔

مقام افسوس ہے کہ جس قدر علم و واقفیت اس زمانہ مین ہے وہ اگلے
زمانہ مین نہ تھی۔ مگر لوگون کا خیال باطنی ایمان سے پُر تھا۔ اُن مین کسی طرح کی
ریاکاری نہ تھی۔ خوفِ خدا ہر حالت مین پیدا ہوتا رہتا تھا۔ اور اسی وجہ سے
خدا خوش تھا۔ اور لوگ دعاؤن سے فائدہ اُٹھاتے رہتے تھے۔

قبل از اسلام قریش بھی خدا کو مانتے تھے۔ حج کرتے تھے۔ طواف کرتے
تھے۔ کعبہ کی پرستش کرتے تھے۔ بُت بھی کعبہ مین رکھے ہوئے تھے۔ ان کی بھی
پرستش کرتے تھے۔ ان ہی بتون سے اپنی بخشائش اور بھلائی کی سفارش
کراتے تھے۔ اب اس زمانہ مین بعوض بُت کے قبر بزرگان دین کی بنا دی گئی ہے
واسطے سفارش کے۔ اور پیر بنائے جاتے ہین واسطے بخشائش کے

اسی کو خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورہ زُمَر رکوع ۵ مین۔

کیا اللہ کے سوا پکڑتے ہو شفاعت (بخشائش) کے لیے۔ کہہ اے نبی! کیا وہ کچھ اختیار رکھتے ہین کسی شے کا اور نہ وہ عقل رکھتے ہین۔ کہہ اے نبی! ساری شفاعت (بخشائش) اللہ کے اختیار مین ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُفَعَآءَ ط قُلْ اَوَلَوْ کَانُوْا لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا ط

مشایخین کا بڑا اثر اور قدر ہے۔ اگر یہ مشایخین اپنا فرض منصبی سمجھتے تو کلام پاک کے احکام کا سبق دیتے رہتے اور بُرائیون سے پرہیز کراتے رہتے۔ تب بہت بڑی تبلیغ اسلام کی اور اسکی درستگی کی ہوتی۔ اور خدا کے سامنے بڑا درجہ حاصل کرتے۔ مگر ایسے کہان ہین۔ دنیا کی لذتون مین پھنسے ہوے ہین۔ جسقدر بُرائیان عام لوگون مین مرید شدہ سے ہوتی ہین غیر مرید شدہ سے نہین ہوئی ہین۔ بوجہ خیال خام کے کہ پیر بخشائش کرا دین گے۔ بھلا جو کہ زیادہ تقلید کرنے والے ہین اُن ہی سے بُرائیان پھیل رہی ہین۔

مسلمان بھائیو! اپنے پیر پہ کھڑے ہو۔ پیر کا سہارا اس زمانہ مین کچھ کام نہ آئے گا۔ خدا کی اطاعت کرو اور اُ سی سے مانگو۔ اس حکم الٰہی کو جو کہ سورہ ہود مین ہے خوب یاد رکھو۔

اللہ ہی کو علم ہے آسمان و زمین کے غیب کی باتون کا اور کُل کام اللہ ہی کیطرف

وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ

رجوع ہوتا ہے۔ پھر خدا ہی کی عبادت کرو۔ اور اسی پر بھروسہ کرو۔ اور اللہ بے خبر نہین ہے جو کہ تم کرتے ہو۔	فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۠

زوال ایمان کا آغاز

اصلی ایمان کیلیے تصدیق بالقلب کی ضرورت ہے۔ یعنے یقین کامل ہونا چاہیے۔ اس کی ہستی کیلیے یقین ایسا ہو کہ اس مین ضرر۔ و نقصان تکلیف و ایذا پہونچے پھر بھی اپنے یقین سے نہ ہٹے۔ یا کسی قسم کا تعلق یا نفع بر خلاف یقین کے سامنے آئے اُس کی طرف راغب نہو۔ یہی ایمان تصدیق بالقلب ہے۔ یہی اگلے زمانے کے لوگون کا ایمان تھا۔ خدا تعالے اسی کو دیکھتا ہے۔ یہی اسلامی ایمان جو اس زمانہ کے مسلمانون سے غائب ہو گیا ہے۔ غیبی خدا کا خوف جاتا رہا۔ کلام پاک جو ہماری زبان مین نہین ہے اسکے احکام سے ناواقفیت ہے۔ اور جو جانتے ہین ان کی کوشش نہین ہے واقف کرانے کی۔ اس لیئے بے توجہی احکام کے ساتھ ہوتی گئی۔

برائیون کیطرف بلا رکاوٹ راغب ہوتے گئے۔ لذات دنیا کے زیادہ خواہشمند ہو گئے۔ نعماء الٰہی کا بُرا استعمال کرنے لگے۔ بُرائیان کرتے چلے گئے۔ اس قدر کہ بُرائیون کو بُرائیان نہین سمجھنے لگے

جتنی برائیاں انسان کرتا ہے اتنا ہی دھبا سیاہی کا قلب پر جمتا ہے۔ یہاں تک کہ گناہ کرتے کرتے خدا کی نافرمانی عیب نہیں معلوم ہوتی۔ خدا نے فرمایا ہے۔ (سورۂ مریم رکوع ۲)

زنگ لگا ہوا ہے ان کے دلوں پر اپنے فعل کی وجہ سے۔ کہہ دو لوگوں کو جو کہ گمراہی میں ہیں۔ پھر مدد کرتا ہے خدا اسی گمراہی میں پڑے رہنے میں انھیں۔	اِنَّ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۝ (مریم ع۲)

یہی زنگ عام زبان میں "سیاہی" ہے جو کہ قلب پر جمتے جمتے قلب کو سیاہ اور سخت بنا دیتی ہے۔ اسی کو خدائے تعالے فرماتا ہے کہ "دل سخت ہو گیا ہے"۔ خدا تعالیٰ اسی برائی کیطرف مدد کرتا ہے۔ خدا تعالے نے آگاہ کر دیا۔

(۱) لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقُوْنَ۔ — (۱) نہیں ہدایت کرتا ہے فاسقوں کی۔
(۲) لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمُوْنَ۔ — (۲) نہیں ہدایت کرتا ہے ظالموں کی۔
(۳) لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْكَافِرُوْنَ۔ — (۳) نہیں ہدایت کرتا ہے کافروں کی۔

ان فرمانوں کے مطلب پر خوب غور کرنا چاہیے۔ یعنی قوم بدکار یا نافرمان یا کافر کو ہدایت نہیں دیتا ہے یعنی راہ نہیں دکھاتا ہے۔ خدا نے فرمایا ہے (سورۂ توبہ)

پس حلال بناتے ہیں اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو اپنے برے اعمال ان کو	فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ

جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ قوم منکر کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا ہے۔ | وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ۔

سورۂ بقر میں ارشاد ہے۔

خدا تعالےٰ کتنوں کو گمراہی میں چھوڑتا ہے اور کتنوں کو راہ راست پر لاتا ہے۔ لیکن خدا ان کو چھوڑتا ہے گمراہی پر جو کہ بدکار ہیں۔ | یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ط وَمَا یُضِلُّ بِہٖ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ۙ

اس زمانہ میں یہی حالت ہے مسلمانوں کی اور اللہ کو سب کی واقفیت ہے اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔

افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان ضرور سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں۔ مگر اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتے یہاں تک کہ رنج۔ غم۔ مصیبتوں۔ ناکامیوں میں مبتلا ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ اور خدا سے دعا مانگتے ہیں۔ مگر قبول نہیں ہوتی جبکہ قلب پر سختی زنگ کی جمی ہوئی ہے اس پر بھی اس زنگ کو ہٹانے کی کوشش نہیں کرتا۔ پھر کیونکر امید کی جا سکتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ایسے لوگوں کی طرف توجہ کرے۔ یہ غیر ممکن ہے کہ ہاتھ اٹھا کر خدا کے سامنے سائل ہوں اور محروم رہیں۔ خدا حکم کرتا ہے اپنے بندے کو وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ۔ بس بہرحال سوال کرنے والے کو ست روکو یا جھڑکو نہ مایوس کرو۔

بیشک ہم لوگوں کا قصور ہے۔ خدا نے حکم دیا ہے دعا مانگو ہم قبول

کرینگے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے جو کہ خدا حکم دے اور اسکو پورا نہ کرے (سورۂ صف) مین خدا نے کہا ہے۔

اے ایمان والو وہ بات کیون کہو جس کو کرتے نہین ہو۔ اللہ کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے۔ جو تم کہو اور اسکو نہ کرو۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۔

پھر خدا تعالے نے کہا ہے اسکو بھی غور کرنا چاہیے۔ أَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ۔ تم وعدہ پورا کرو ہم اپنا وعدہ پورا کرین۔ صاف ظاہر ہے کہ ہم لوگ برائیون کی وجہ سے اور باطنی بیماری کی وجہ سے بدکرداریون مین گر دسلے ہوئے ہین۔ اصل چیز ایمان کیلیے تصدیق القلب ہے اور وہ ثابت ہے اس آیت سے بالکل ظاہر ہے (سورۂ مائدہ رکوع ۵)

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غمزدہ مت ہو انکے عمل سے جو کہ دوڑتے ہین کفر کیطرف وہ لوگ منھ سے کہتے ہین ایمان رکھتے ہین مگر دل سے ایمان نہین رکھتے اسلیئے دل مین ایمان نہین ہے۔

يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۔

ان سب وجوہات کو ملاکر دیکھا جائے کہ تمام مسلمان امراض باطنی مین مبتلا ہین۔

امراض باطنی

باطن کیا چیز ہے؟ اسکے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ باطن کو تعلق

خیالات سے ہے۔ جوکہ اصلی رکن انسان کا ہے۔ خیالات ظاہری اور اندرونی ہوتے ہیں۔ یہان پر خیالات اندرونی سے مطلب ہے۔ ظاہری خیالات جوکہ زبان سے گفتگو ہوتی ہے۔ اندرونی خیالات جوکہ اندر دماغ مین ہین۔ ظاہری اور باطنی خیالات کے متفق ہونے سے اس کو مکاری کہتے ہین۔ دنیاوی مسائل مین بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے ایسے شخصون کو خطاب منافقین کا دیا ہے۔ دیکھا ہے کہ اندرونی مطلب دنیاوی خواہشات کا ہے جو فعل کرتا ہے اسکا مقصد حصول اپنے خواہشات کا ہے اور یہی فعل خدا کے ساتھ بھی ہو رہا ہے۔ اس فرمان الٰہی پر غور کیا جائے۔ اَلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ لوگ سمجھتے ہین جن کے دل مین بیماری نفاق کی ہے کہ خدا ظاہر نہ کرے گا عداوت کو

(سورۂ نساء رکوع ۹)

(۱) کیا نہین دیکھا تو نے اُن لوگون کو
جن کو دعوے تو یہ ہے کہ تیرے اوپر
جو کتاب اُتری ہے اور جو پہلے کتاب
اُتری تھی ان سب پر ایمان ہے۔
چاہتے ہین اپنے مطلب کے لیے شیطان
کیطرف رجوع ہوتا۔ حالانکہ حکم قرآن
مین ہے اس سے دور رہنے کا اور شیطان
چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اور

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ
یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ
مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ
اَنْ یَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى
الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا
اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ ط
وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ

ہٹا کر ہٹاتے اسلام کی سیدھی راہ سے۔

(۲) جب انسان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ یعنی جو قرآن مین حکم ہے اور رسول جو فرماتے ہین اُسکے مطابق کرو۔ تو دیکھ یہ منافق کیسا بھاگتے ہین۔ ان کا دل نہین چاہتا ہے کہ اسکے مطابق کرین۔

اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝

بیشک مسلمان ظاہری عبادت کرتے۔ اور خدا کا نام ضرور لیتے ہین اور لیتے رہتے ہین۔ مگر یہ دل کی صدا نہین ہے۔ بلکہ صرف یہ زبان کی آواز ہے عبادت الٰہی درحقیقت ایمان ہے اور اعمال صالح کا نام ہے اور وہ باطنی توجہ سے ہوتی ہے جبکہ باطن امراض نجاست سے آلودہ ہے۔ تب ایسی عبادت بیکار ہے۔ خدا تعالےٰ ایسی عبادت کی پرواہ نہین کرتا ہے عبادت کیلیے عمل صالح منہیات سے پرہیز۔ احکام الٰہی کی پابندی۔ ان ہی باتون مین بیماری آگئی ہے۔

افسوس اور دردناک مقام ہے کہ ایمان مرض الموت مین جان کندنی کی حالت مین آگیا ہے۔ اور ہم لوگ کا نفس ملک الموت کا کام کر رہا ہے صحت حاصل کرنے کی کوئی فکر اور خواہش نہین۔ اپنے عارضہ کو پالتے جاتے ہے

ہین۔ تندرستی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی قدر دل مین نہین پیدا ہو رہی ہے۔ علاج ہاتھ مین موجود ہے۔ اگر پرہیز کے ساتھ علاج کیا جائے تو تندرستی ضرور حاصل ہوگی۔ تندرست رہنے سے خدا کے وعدون کے مستحق ہوتے ہین۔ اور ان ہی وعدون سے اگلے زمانہ کے لوگ جس کو تواریخ بیان کر رہی ہے فیضیاب رہتے تھے۔ خدا کا وعدہ مسلمانون کی امداد اور بھلائی کا کثرت سے ہے۔ چند فرمان الٰہی کو بغرض یاددہانی درج کیا جاتا ہے۔ جس کو خدائے تعالےٰ نے خاص بنایا ہے واسطے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے لیے خدا نے فرمایا ہے۔

ہم اچھی جگہ دین گے تم کو دنیا مین اور بیشک آخرت مین بہت بڑا بدلہ ملے گا۔	نُبَوِّئَ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ لَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۔

---

(۱) اللہ کا وعدہ ہے ایمان دارون کیلیے اور عمل صالح کرنے والون کیلیے بخشش اور بہت بدلہ خدا کے پاس ہے۔	(۱) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مَغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا ۝

---

(۲) ایمان والون سے قبول کرتا ہے نیک عمل کو اور ان کے اوپر اپنا فضل زیادہ کرتا ہے۔	(۲) يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۔

---

(۳) بدلہ دیتا ہے اللہ اچھے کام کا اور زیادہ کرتا ہے اپنے فضل سے۔

(۳) یَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۔

---

(۴) بڑی خوشی مومنوں کیلیے ہے کہ اللہ کا فضل بہت زیادہ ہے اُن کے لیے۔

(۴) وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا ۔

---

(۵) وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہوں اور خدا کا خوف رکھتے ہوں ان کیلیے بہت بھلائی ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ خدا کے حکم میں رد و بدل نہیں ہے۔ یہی بہت بڑا مراد کو پہونچنے کا ہے۔

(۵) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

---

(۶) بعد نصیحت کے زبور میں بیان کر دیا حکم دے دیا ہے بیشک نیک بندے یعنی عمل صالح کرنے والے زمین کے مالک ہونگے یعنی سلطنت کرینگے۔

(۶) لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ٥ (سورہ انبیاء)

---

(۷) خدا پر فرض ہے مومنوں کا مدد کرنا۔

(۷) كَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ

(۸) اللہ کی مدد بہت بڑی مدد ہے تمھارے لیے۔	(۸) وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝
(۹) ہمارے لیے مدد کرتا ہے رسول کا اور اُن لوگوں کا جو کہ ایمان رکھتے ہیں اس دنیا کی زندگی میں اور اس کی شہادت دیتے ہیں۔	(۹) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝
(۱۰) وہ لوگ جو کہ اچھا کام کرتے ہیں دنیا میں بھلائی ہے اُن کے لیے۔	(۱۰) لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۝
(۱۱) وعدہ خدا کا نہایت ٹھیک اور سچ ہے۔	(۱۱) وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ط
(۱۲) تحقیق کہ خدا کا وعدہ نہیں بدلتا ہے۔	(۱۲) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝
(۱۳) وعدہ کیا ہے اللہ نے کہ وعدہ خلافی نہیں کرے گا۔ اور لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ہیں۔ اسی وعدہ کو سمجھتے ہیں وہ	(۱۳) وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ

لوگ جو کہ دنیا کی زندگی مین دیکھتے ہین اور وہی لوگ اپنی آخرت سے غافل ہین ۔

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

(۱۴) تم بالکل بھول جاتے ہو جو کہ تم قرآن مین پڑھتے ہو ۔

(۱۴) تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط

(۱۵) جبکہ آئی تمھارے پاس مجھسے ہدایت تب ان کیلیے کوئی ڈر نہین ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے ۔ جن لوگون نے انکار کیا اور جھٹلایا ہمارے احکامات کو پس وہ لوگ دوزخی ہین ۔

(۱۵) فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج

(۱۶) چاہتا ہے دنیا کی زندگانی کی زینت اور نہ اطاعت کر اُن کی جنکے قلب کو ہمنے غافل کیا اپنی یاد سے اور وہ تابعداری کرتے ہین اپنے جی کے خوشی کی ان کا سب کام خراب ہے ۔

(۱۶) تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝

(۱۷) پھر جو کوئی اُمید رکھے ملاقات کی اپنے رب سے پھر کام نیک کرے مطابق قرآن اور رسول کے۔	(۱۷) فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا ۔

استنے دفعات قانون صرف یاددہانی کے لیے درج کیے گئے ہیں۔ مگر مسلمان زیادہ تعداد میں ان دفعات سے لاپرواہ ہو رہے ہیں۔ بوجہ بیماری باطنی کے۔ اب علامات بیماری پر بحث کیجاتی ہے۔ واسطے آسانی فہم کے۔ اسلامی ایمان کا فلسفہ چونکہ تعلق رکھتا ہے اصول حکمت کے ساتھ اسکا بیان کیا جاتا ہے۔

بیان علم حکمت

مذہبی فلسفہ کے ساتھ

مصنف علم حکمت سے پوری طور پر ماہر ہے۔ اور حکمت کو جو تعلق مذہب کے ساتھ ہے اس کو علیحدہ بیان کر دینا بہتر ہے۔ کہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ خدا ئے تعالے نے پُتلا انسان کا بنایا اسمیں اُسکو اعضائے اندرونی و بیرونی سے آراستہ کیا اور ہر عضو کا اپنا اپنا فعل واسطے پُتلے کی روانی کے مقرر کر دیا تاکہ ہر پُرزہ (ہر عضو) پتلے کا خود بخود چلتا رہے۔ فلسفہ مذہب کو جو عضو سے تعلق ہے وہ بیان کیا جاتا ہے۔

۱۰۹۸

ایک سر، دوسرا سینہ -

سر سر میں بھیجا یا دماغ یا مغز ہے - اور سینہ میں قلب یا دل ہے -
سر گردن کے اوپر کے حصہ کو کہتے ہیں جس میں اتنی چیزیں ہیں - کھوپڑی -
آنکھ - کان - ناک - منھ - کھوپڑی سب کے اوپر ہے - بیرونی طور پر ہر
شخص کا مختلف شکل میں ہوتا ہے - اس کے اقسام میں ہر شکل کی کھوپڑی
کا درجہ ذہانت شکل کے مطابق ہوتا ہے - کھوپڑی کی شکلیں بہت سی ہیں -
ان شکلوں کے نام کا ترجمہ کرنا مشکل ہے - اسلیے پورے طور سے یہاں بیان
نہیں ہو سکتا - بہرحال بہت لوگ خاصکر نئی روشنی کے تعلیم یافتوں کو دلچسپی
ہوگی - اسلیے کوشش کرتا ہوں کہ کچھ تحریر کردوں -

کھوپڑی کی شکلیں (۱) گول ہر چہار طرف سے - (۲) آگے سے اور
پیچھے سے چپٹا - (۳) لانبا گول - (۴) گیند کی شکل - (۵) آگے سے
کھوپڑی اٹھی ہوئی - (۶) پشت پیچھے سے دبی ہوئی - (۷) پیچھے سے
گول اٹھی ہوئی - آگے سے پست - (۸) دونوں طرف سے دبی ہوئی
اور بیچ میں اٹھی - ہر چہار طرف سے کھوپڑی بڑی اور سڈول - یہ بہترین
کھوپڑی ہے - جتنے بڑے لوگ گذر گئے یا موجود ہیں ان کی کھوپڑی
اسی طور کی ہے - ذاتی معائنہ سے ظاہر ہو جائیگا - اتنی شکلیں بیان کر دی
گئی ہیں - ان کا کسی بچے میں معائنہ کیا جائے تو انکی ذہانت اور فطانت کی
حالت معلوم ہو جائے گی -

غرض لکھنے کی یہ ہے کہ جتنی شکلیں بیان ہوئیں انکے درجہ ذہانت کا انکے

مطابق ہوتا ہے۔ ہر شخص کی ذہانت یکساں نہیں ہے۔ موافق شکل کے ہوتی ہے
جیسی شکل ویسی ہی ذہانت ہوتی ہے۔

دماغ دماغ کھوپڑی کے اندر منقسم ہے وہ چار حصوں میں تقسیم علیحدہ علیحدہ ہے۔
ایک سامنے کا حصہ "پیشانی" دوسرا حصہ "کنپٹی" کی طرف چوتھا حصہ پچھلی کھوپڑی
میں ہے بقیہ کے بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر حصہ کا فعل علیحدہ علیحدہ ہے
جو کہ اپنی اپنی کارگذاری اپنے پر خود بخود کرتے رہتے ہیں۔ سامنے کا حصہ
یعنی "پیشانی" مقدم ہے یہی حاکم ہے بقیہ حصہ محکوم ہیں کنپٹی کے طرف کے
حصہ میں مرکز ہے۔ ہر اعمال اور افعال مثلاً چلنا پھرنا سے چلا جاتا ہے۔ مگر سامنے
کے حصہ سے حکم صادر ہوتا ہے۔ اور کنپٹی کے حصہ میں اس کا مرکز ہے وہ
محکوم ہے۔ وہ پیروں کو چلاتا ہے۔ پانچویں چیز وہ ہے کہ اس دماغ کے
پچھلے حصہ میں ایک لانبا گودا جو کہ ریڑھ کی ہڈی کے اندر منقسم ہے۔ ان سبھوں کا
تعلق بذریعہ تاروں کے جال کے ہے۔ اور سبھوں کا فعل خبر پہونچانے کا ہے
ایک دوسرے کو خبر پہونچایا کرتے ہیں واسطے برآمد اپنی کارگذاری کے
جیسا پھٹکیوں سے بنا ہوا ہے۔ جو کہ ننھی ہے صرف خوردبین (مائیکروس
کوپ) سے دیکھتے ہیں۔ بغیر اس کے نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ پھٹکیاں
بشکل نقطہ ہیں۔ ہر چہار طرف ان کے نوکیں نکلی ہوئی ہیں۔ انھیں نوکوں کے
ذریعہ سے لگاؤ جسم کے تاروں کا ہے جو کہ خبریں دیتی رہتی ہیں نہایت
مختصر دماغ کے خاص حصہ کو بیان کیا ہے۔ اس میں زیادہ رگیں ہیں جن کا
بیان نہیں کیا گیا۔ اور دوسری چیزیں دماغ کے اندر رگیں ہیں یہ خون کی

رگین ہین جس کے ذریعہ سے غذا دماغ کو ملتی ہے۔ دوسری رگین احساس کی ہین جو کہ تمام جسم اندرونی اور بیرونی اعضا مین مثل بجلی کے تارون کے تقسیم ہین اور ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہین اپنا اپنا فعل کرتی رہتی ہین۔ یہ احساس کی رگین ہین تھوڑی سی پچھلے حصہ دماغ سے نکلی ہین۔ ایک رگ احساس کی جس کا نام (ویگس) ہے اس کا ترجمہ اُردو مین مجھ کو نہین ملا۔ اس لیے انگریزی زبان مین لکھ دیا ہے۔ یہ پچھلے حصہ سے نکلتی ہے۔ اسکی بہت سی شاخین ہین۔ بہ نسبت تمام بدن کے رگون مین یہ رگ بہت بڑی اور بہت مقدم ہے۔ اپنے فعل مین اس کی شاخین قلب۔ پھیپھڑا۔ نرخرہ معدہ۔ زبان مین پہونچی ہوئی ہے۔

سینہ سینہ کے بائین طرف قلب یا دل ہے شکل اس کی مثل کلی یا غنچہ کے ہے اس مین چار خانہ ہین۔ انسان غذا کھاتا ہے اور خون بنتا ہے وہ خون کسی دوسرے ذریعہ سے قلب مین آتا ہے۔ یہ خون کا خزانہ ہے جہان خون خالص اور خون غیر خالص پہونچتا ہے اس کی ایسی ہی حالت ہے جیسے کل کا پانی۔ ایک مقام مین خراب پانی آتا ہے اور صاف ہو کر دوسری جگہ جاتا ہے وہ پینے کے لیے بذریعہ نل کے تقسیم ہوتا ہے ویسے ہی قلب کو سمجھ لیا جائے جیسے پانی زندگی کے لیے ضروری ہے گویا زندگی کا دار و مدار قلب پر ہے اور قلب سے خون کی رگین نکلی ہوئی ہین تمام جسم مین غذا دینے کو۔ نبض خون کی رگ جو کہ ہر وقت اُچھلتی رہتی ہے بوجب حرکت قلب کے۔ اب مختصر طور پر علم طبیعات بیان کیا جاتا ہے۔

افعال عضو

ہر جاندار کے بقائے وجود کے لیے دماغ بہت بڑا عضو ہے۔ لفظ "دماغ" جو کہ عام فہم ہے سر کے سامنے کے حصہ میں ہے۔ یعنی پیشانی کے کھوپڑی کے اندر مقیم ہے۔ جس کو زبان علم تشریح کے (سیری برم) کہتے ہیں۔ وہی حصہ کل اعضا پر بادشاہ یا حاکم ہے اور باقی اعضا محکوم ہیں۔ اس کا فعل خیالات کو اُگانا یا پیدا کرنا ہے۔ جسقدر فلسفیانہ اُمور انسان کے ہوتے ہیں اسی دماغ سے ہوتے ہیں۔ درجہ خیالات کا بموجب قوت دماغ کے ہوتا ہے۔ مثلاً توجہ یا دھیان۔ خواہشات۔ تیزی وغیرہ کا وجود اسی درجہ کی رو سے ہے اور ذہانت بموجب حجم اور مقدار بھیجے کے ہوتی ہے۔ اگر کھوپڑی کے اندر بھیجے کی بناوٹ میں سختی یا جماؤ بہترین ہیں تو ذہانت اور خیالات بھی بہترین ہوتے ہیں۔ کھوپڑی کی ذہانت پر غور کیا جائے۔

بھیڑی

بھیڑی کے سر کے اندر بھیجا یا مغز بہت نرم اور ڈھیلا ہوتا ہے۔ اسکی بناوٹ بہت کمزور ہوتی ہے۔ اسی لیے یہ جانور کل جانوروں میں بے وقوف جانور ہے۔ یعنی درجہ ذہانت اس میں نہیں ہے۔ اس کی کنپٹی کے مغز کی طرف لانبا۔ سفید۔ زندہ کیڑا ہوتا ہے۔ اسی لیے یہ جانور اپنے سر کو ایک طرف جھکائے رکھتا ہے۔ اس جانور کی بے وقوفی کی حالت ایسی ہے کہ اگر ایک بھیڑی کنوئیں میں گر پڑے تو سب یکے بعد دیگرے کنوئیں گر پڑیں گی۔ یہ مثل بھیڑیا دھسان کی مشہور ہے۔ یعنی اظہار بے وقوفی۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ یہ خود ذاتی سمجھ نہیں رکھتی ہے یعنی دماغ میں قوت نہیں ہے کہ بھلے اور برے کی شناخت کر سکے۔ صرف دیکھ کر عمل ہوتا ہے۔

اس تمثیل سے دماغ کے قوت کی اصلیت کا اندازہ ہر شخص پر ظاہر ہو جاتا ہے

یعنے بھیجے کی بناوٹ وجاؤ وسختی پر عقل - ہوشیاری - تیزی یا سستی وغیرہ دیکھی جاتی ہے - ہر شخص کے ذہانت مین اختلاف رہتا ہے - کوئی شخص بہت ذہین ہے کوئی معتدل ہے - کوئی کند ذہن ہے کوئی بہت سست ہے - جس شکل کا سر ہوتا ہے ویسا ہی ذہن ہوتا ہے - تجربہ سے ظاہر ہے کہ کچھ نہ کچھ دماغ مین کسی کے نقص ضرور رہتا ہے - اور قوت سمجھ کی مطابق ذہن کے ہوتی ہے - بمطابق ذہانت کے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور خیالات بالکل پوشیدہ ہوتے ہیں جس کو باطن کہتے ہیں - ان کے مطابق عمل مین لایا جاتا ہے اور استحکام خیالات کا عمل سے ظاہر ہوتا ہے -

اعتقاد یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی شے کی طرف رجحان سے یا علمی تجربہ سے یعنی عقلاً وفہماً دیدہ و دانستہ کسی فعل کے ظہور مین آنے سے خیال کو منجمد کرتا ہے یہ خلقی شے نہیں ہے - بلکہ اسکی پیدائش بنانے سے ہوتی ہے -

نفس

یہ صرف ذاتی خیالات ہین - بد ہوں یا نیک جس طرف بہ جہاں خیالات کا کیا جاوے یا جھکایا جاوے اسی طرف جھکتا ہے - اس کے خیالات میں بڑی قوت ہے - اسی کو نفسیات کہتے ہیں - (سائی کالوجی)

قلب

کی تشریح و فعل جو کہ حکمت میں کام آتی ہے قبل کے صفحہ میں بیان کردیگئی ہے - زندگی و موت و تندرستی قلب کے فعل پر منحصر ہے - اسکا فعل ماسوائے اسکے اور بھی ہے - جس کا ترجمہ انگریزی زبان سے ہمدردی یا محبت کیا جاتا ہے - دوسرے عضو سے بالکل ملا ہوا ہے جبکہ دکھ یا تکلیف کسی عضو کو پہونچتی ہے تو قلب کو ضرور اثر پہونچتا ہے - یہ اثر رگوں کے ذریعہ سے پیدا ہوتا ہے -

دوسرا فعل بیرونی خیالات سے تعلقات رکھتا ہے۔ جو کہ دماغ سے پیدا ہوتا ہے۔
یعنے خوشی و رنج و غم و محبت و اعتقاد یہ سب قلب تعلق سے رکھتے ہیں۔

یہ رگ جو قلب میں بیان کیگئی جس کا نام (ویگس) ہے۔ تار ہے درمیان قلب و دماغ کے اسی تار کے ذریعے سے دماغ اور قلب کا فعل ایک ہو جاتا ہے۔ مثلاً خوشی و رنج و غم میں قلب کی حرکت میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ انسان معلوم کرتا ہے اُس کے اثر کو اپنے قلب کی جانب مگر یہ فعل حقیقت میں دماغ کا ہے۔ خداوند کریم نے تمام اپنے کلام پاک میں لفظ قلب کا استعمال کیا ہے۔ دماغ کو کہیں نہیں فرمایا ہے مگر طبی علم سے اصل چیز دماغ ہے۔

دماغ ہی اصل بادشاہ ہے تمام جسم کے اعضا کا دماغ ہی حکم صادر کرتا رہتا ہے۔ بذریعہ احساس کی رگوں کے جس سے فعل ہوتا رہتا ہے۔ جس کسی کا پیدائشی دماغ کا کوئی حصہ کمزور رہتا ہے ویسا ہی عمل اُس کا ہوتا ہے۔ اگر سامنے پیشانی کا حصہ مغز کمزور و نرم رہتا ہے جیسا کہ بچوں کے سر میں دیکھا گیا ہے۔ یا پیدائشی کمزور دماغ کا آدمی جس کو فاترالعقل کہتے ہیں خیال و عقل ایسے کمزور دماغ والے کا ایسا ہوتا ہے کہ جس طرف رجحان دلایا جاوے اس کام کو بجنسہ کرتا رہیگا۔

پھر دوہرایا جاتا ہے کہ اصل چیز دماغ ہے۔ اس کا فعل خیال ہے جس سے دینی اور دنیاوی عمل ہوتے ہیں۔

ہستی قلب

جسوقت حکم خدا سے ماں باپ کا نطفہ رحم مادر میں ملتا ہے تب پھٹکی خون بن جاتی ہے اور اُس خون کی پھٹکی میں تین مخفی اشیا شامل ہوتی ہیں۔ ایک زندگی دوسری ارواح تیسری ایمان۔ اس خون کی پھٹکی سے سب سے

پہلے قلب انسان کی مشینری میں بنتا ہے خون مادر کی غذا سے - غرضکہ قلب آسودہ ہے تین چیزوں سے زندگی - روح - ایمان -

جنکی دنیاوی زندگی ہوتی ہے وہ پیدا ہوتے ہیں اور قبل پیدائش کے جنم پتر یعنے دفتر قسمت بن جاتا ہے وہ لوح محفوظ میں درج ہو جاتا ہے - دنیاوی زندگی کی مدت مقرر شدہ ہوتی ہے اس مدت کو انسان گذارتا ہے بعد مرنے کے روح اپنے مقام کو چلی جاتی ہے وہاں قیام رہتا ہے آخرت کے ہونے تک - ایمان ہر انسان کی زندگی کے ساتھ ہوتا ہے - اسی ایمان پر امتحان یا آزمایش دنیاوی زندگی میں ہوتی رہتی ہے - بہت آسان ہے منہ سے کہہ دینا ہم ایمان والے ہیں - اسی کی پروردگار جانچ کرتا ہے آیا سچا ہے یا جھوٹا ایمان ہے - آزمایش کے طریقے مختلف ہیں - خدا صبر و شکر کو دیکھتا ہے یہ دونوں باتیں دل سے حاصل ہوتی ہیں جیسا دنیا کا عمل ہوگا ویسا درجہ آخرت میں پاویگا - مرد مومن کی آزمایش خدائے تعالےٰ بہت سختی سے کرتا ہے بہ نسبت مشرک و کافر کے - یہ سختی مومن کیلیے اسلیے کہ راہ راستی پر ہوں اعمال دنیاوی میں -

حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمایش ہر قرآن پڑھنے والے کو معلوم ہے کہ کسقدر دولتمند و اہل و عیال کے ساتھ تھے - ایک بارگی جان سے مال سے اہل و عیال سے ایسے ہوگئے کہ شہر سے شہر والوں نے نکال دیا صرف بی بی ساتھ تھیں وہ بھی تھوڑے دنوں کے بعد چھوڑ گئیں - بی بی کیلیے قسم کھائی مارنے کیلیے پھر ایک بارگی اُنکی قسمت نے ایسا پلٹا کھایا کہ اُنکے مال و دولت و اولاد تعلقات ازدواج ایسے ہوے جو کہ قبل میں نہ تھے - خدا نے جھاڑو پاتنکے دیے کہ اپنی جورو کو

مارو تاکہ قسم اُتر جاوے۔ یہ مثال خدا نے قرآن میں بیان فرمائی اسلیے کہ بندہ جانے امتحان قلب اور صبر کو کہ کیونکر رحمانی امتحان میں اپنے رحمانی خدمات کو بجالاوے۔ اَمْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی اللہ امتحان کرتا ہے قلب کا کہ ایمان کی پرہیزگاری ہے یا نہیں۔

مرکز مغز مقام ہے مختلف مرکزوں کا۔ جتنے عضو کے فعل ہوتے ہیں انھیں مرکزوں سے حکم ہوتا رہتا ہے۔ یہ مرکزوں کی جگہیں علیحدہ علیحدہ مغز کے اوپر کے حصہ میں ہیں۔

مرکز خیال کا جو کہ آگے کے حصہ دماغ میں ہے وہاں سے خیال کا اُبھار ہوتا ہے۔ مغز میں قوت اُبال کی یعنے جوش دلانے کی ہے۔ اور دوسرا فعل انقباض کا یعنے روک تھام۔ جیسے انجن میں پانی جوش کرتا ہے اسکے زور سے انجن دوڑنے لگتا ہے اس کے چلانے اور روکنے اور آہستہ کرنے کی کنجی چلانے والے کے اختیار میں ہوتی ہے تاکہ اسکو حد میں رکھے۔ دماغ میں یہ قوت خیال کو دیگئی ہے وہی اعتدال میں رکھتا ہے۔ یہی دونوں مرکز یعنے اُبال و انقباض ہر امر میں اپنا عمل کرتا رہتا ہے۔ مثلاً قلب کو چلانے کیلیے اُبال کا مرکز کام کرتا ہے۔ اس سے قلب کی حرکت بہت تیز ہوجاتی ہے۔ مگر انقباض کا مرکز اپنا فعل کرتا ہے۔ دونوں ملکر قلب کی حرکت کو اعتدال میں رکھتے ہیں۔

خیالات کے بھی درجے ہیں۔ مثلاً بچہ کا خیال جیسے جیسے بڑھتا جاتا ہے ویسے ہی ویسے اسکے خیال میں بھی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اسی طور سے خواندہ و ناخواندہ و تعلیم یافتہ و غیر تعلیم یافتہ کے خیالات میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے جتنی زیادہ

واقفیت حاصل ہوتی ہے اتنا ہی زیادہ دائرہ خیالات کا پھیلتا جاتا ہے۔

قلب

قلب خدائے تعالےٰ نے جا بجا اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ قلب پر (غلاف) پڑ گیا۔ قلب سخت اور پتھر ہو گیا۔ قلب پر زنگ آ گیا۔ یہ سمجھا جاوے کہ قلب پر غلاف کیونکر پڑ سکیگا۔ قلب میں سختی کیونکر آوے گی۔ قلب میں زنگ یا سیاہی کیونکر آوے گی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قلب اصطلاحًا استعمال کیا گیا ہے۔ اصل شئے خیال ہے۔ ہر ملک کی زبان میں خیال کو لفظ قلب سے ظاہر کیا ہے۔ اسی طور سے خدائے تعالےٰ نے بھی سمجھانے کے لیے اصطلاحًا استعمال کیا ہے۔ اسی خدا نے قلب کو بنایا ہے اور دماغ کو بھی بنایا ہے۔ وہ تو ہر اک کے فعل سے واقف ہے۔ مگر چونکہ عوام الناس کو سمجھانا ہے۔ اسلیے عام طور سے خیال کیلیے لفظ دل کا استعمال کیا۔

مخفی اشیاء

انسان کی زندگی میں مخفی اشیا کے لیے حکم ہے یقین کرنے کا یُؤمِنُونَ بِالْغَیْبِ ایک ظاہرہ شے ہے دوسری خفیہ۔ ظاہری شئے ساری دنیا کی موجودگی ہے جو کہ نظر کے سامنے ہے اور علم طبیعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیونکر دنیا کی مشین خود بخود چلتی رہتی ہے۔ ایک بہت بڑی قوت جو کہ آنکھ کے سامنے موجود نہیں ہے وہ اس مشین کو چلا رہی ہے یہ وہ قوت ہے کہ جس کی ہستی کو خود خدائے تعالےٰ نے بہت کافی طور سے کلام پاک میں ثابت کر دیا ہے۔ اور کسی کی مجال نہین ہے کہ زبان کھول سکے۔ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ یَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَیْبِ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ... اَحَدًا ۵

فرشتہ کا وجود - عقلی دلائل سے ثابت نہیں ہوتا اور نہ علم حکمت سے ثابت ہوتا ہے۔ خدائے تعالے کا حکم ہے کہ یقین کرو اس کے حکم کو بجا لانا حتمی ولازمی ہے بلا شبہ وبلا شک وہ فرماتا ہے - مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ط انسان کی فطرت دریافت طلب ہے کفر و شرک کا وجود گو قبل از آدم علیہ السلام سے ہے پھر یہ معلوم ہے کہ کوئی شکل خاص نہیں ہے - اور ہر شکل میں بحکم خدا ظہور میں آجاتے ہیں - اس سے صاف ظاہر ہوا کہ یہ ایک قوت خدائے تعالیٰ کی خاص ہے - جیسا کہ ہوتا ہے ویسا ہی ظہور فرشتہ کا ہوتا ہے - فرشتہ گویا ایلچی خدا کا ہے - یہ کہا گیا ہے کہ دنیا میں فرشتہ واسطے انتظامات کے مقرر کیا گیا ہے جو کہ ہر پانچسو برس میں تبادلہ ہوتا رہتا ہے - اس کی اصلیت کو خدا جانتا ہے عقل کام نہیں کرتی ہے - مگر ضرور مان لینا چاہیئے - پانچسو برس میں دنیا میں تغیر بہت ہوتا ہے -

وحی

یہ ایک خیال خاص ہے جو کہ صرف نبیوں کو ہوتا ہے - معمولی انسان اس سے محروم کیے گئے ہیں - یہ ایک خیال روحانی ہے جو کہ دماغ میں خدائے تعالیٰ اپنے حکم سے ابھارتا ہے وہی حکم خدائے تعالے کا نبیوں کے دماغ میں پیدا ہوتا ہے

یہاں پر سوال یہ ہوتا ہے کہ عام خیال میں اور روحانی خیال میں جو کہ حکم سے خدا کے ہوتا ہے کیا فرق ہے - جسوقت وحی کی آمد ہوتی تھی اس وقت ایک قسم کا احساس سارے جسم میں نبی کے پیدا ہوتا تھا اس سے فرق معلوم ہو جاتا تھا - وہ احساس ایک قسم کی سنسناہٹ یعنے خفیف خنکی جیسے کسی رگ سے ملا کر اگر بجلی لگائی جاوے تو اسی قسم کا احساس پیدا ہوتا ہے - اسی کو خدائے تعالے نے فرمایا ہے - جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اُنکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - یعنی سنسناہٹ

بدن میں پیدا ہوتی ہے۔ جبوقت خدا کا ذکر ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ خدا تعالےٰ آگاہی کا احساس پیدا کر دیتا تھا۔ تاکہ خبردار ہوں۔

شیطان اس کی موجودگی بھی بینائی میں نہیں ہے مگر خدا تعالےٰ نے سورہ اعراف رکوع ۲ میں فرمایا ہے۔

ہم نے تمھیں پیدا کیا۔ پھر تمہاری صورت بنائی۔ پھر فرشتوں کو آدم کے سجدہ کا حکم دیا۔ سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ ابلیس نے سجدہ نہیں کیا۔	لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط

اللہ نے اس سے پوچھا۔ میرے حکم کے بعد تجھے کس نے سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ وہ بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسکو خاک سے بنایا ہے۔ اللہ نے کہا۔ بہشت سے نکل۔ (اس پورے رکوع کے پڑھنے سے شیطان کی پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی)۔

یہی شیطان ہے کہ انسان کے خیالات کو برائی کی طرف رجوع کراتا ہے۔ سورہ اعراف رکوع ۳۔

پس وسوسہ یعنی خیال دلایا شیطان نے۔	فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ ط

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان کی رسائی دماغ میں نہیں ہے مگر اس کے فعل کے ساتھ ہے یعنی خیال میں ہے۔

تحقیق کہ شیطان تم دونوں کا کھلا ہوا دشمن ہے۔	اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ط

خیالات برے یا بھلے دماغ سے نکلتے ہیں۔ شیطانی خیال بھی دماغ ہی سے صادر ہوتے ہیں۔ خیال کیلیے مرکز دماغ میں ابھارنے کا اور انقباض کا موجود ہے

بُرے یا بھلے کا تفرقہ خیال کے مرکزوں سے تعلق رکھتا ہے۔ جب بُرائی کی طرف دماغ کا رُجھان ہوتا ہے۔ اسی لیے بُرائی کا خیال پیدا ہوتا ہے اور بُرا فعل واقع ہوتا ہے۔ اسی کو خدائے تعالےٰ نے کہا ہے سورۂ اعراف میں۔

فساد میں نہ ڈالے تم کو شیطان اور مکر نہ کرے تم سے جیسا کہ تمھارے ماں باپ کو نکلوایا تھا۔

لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ۔

خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص شیطان سے دوستی رکھتا ہے اُسپر شیطان کو بالکل سوار کر دیتے ہیں اور وہ اپنی راہ پر چلاتا ہے۔" جو شخص بُرائی کی طرف راغب ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بھی ایک قوت خدا ہے جس کو انسان کے خیالات کے ساتھ کر دیا ہے۔ جیساکہ فرشتہ قوت خدا ہے واسطے بجا لانے احکام الٰہی کے ویسے ہی شیطان بھی قوت ہے بُرے لوگوں کے لیے جوکہ بُرائی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ بُرا اور بھلا فعل کا کرنا انسان کا اختیاری امر ہے۔ اگر خیال کی روک تھام کرے تو بُرائی سے رُک سکتا ہے۔ مگر جس وقت خدا دیکھتا ہے کہ اس کا رجھان بالکل بُرائی ہی کی طرف ہے ڈھیل دیتا ہے تاکہ خوب بُرائی کرے۔ یعنی اُسکے خیال کو بالکل اُسی طرف راغب کر دیتا ہے۔ اگر اسکے دل میں خوف خدا ہو تو بُرائی کو بُری نظر سے دیکھے۔ تو اس وقت خدا بُرائی کے کرنے سے روکتا ہے۔

مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام و حضرت زلیخا کا قصہ ہے کہ زنا نہ ہونے پایا۔ شیطان کا اثر اُن کے خیال میں نہ ہونے پایا۔ چونکہ وہ اس فعل کو بُرا سمجھ کر راغب نہ ہوے اور شیطان کے دھوکے میں نہیں آئے۔ شیطان کی موجودگی ایسی ہی ہے جیسے فرشتوں کا وجود۔ قبل میں صرف سب فرشتے ہی تھے۔ مگر ابلیس کی بیہودگی سے

شیطان کا گروہ قائم ہوا۔ ابلیس اور خدا تعالیٰ کے درمیان گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان کا بھی مخفی وجود ہے۔ مگر راندہ درگاہ ہے۔ لعنت ہے شیطان پر۔

شیطان نے باجازت خدا اپنی غیبی ہستی کو قائم رکھا ہے۔ تا قیامت رہے گا اور بہکاتا رہے گا۔

اے پروردگار تو نے ہم کو بہکایا ہم بھی آدمیوں کو دنیا میں آراستگی دکھلا کر گنہگار بنا کر بنی آدم کو تیرے سامنے لاوینگے۔	رَبِّ بِمَا اَغْوَيْتَنِي لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ

نہایت سچ ہے کہ یہ زمانہ بالکل ایسا ہی ہے۔ بالکل شیطان کی عملداری ہے۔

روح بعد مرنے انسان کے روحیں عالم برزخ میں ہوتی ہیں یعنے مخفی یا لاعلمی میں انسان کے ہوتی ہیں جس کی اطلاع خدا نے دی ہے۔ علیین جسکے لغوی معنے بلندی کے ہیں۔ اور سجین جسکے لغوی معنے قیدخانہ کے ہیں جو کہ نیچے ہے۔ روحیں کافروں اور گنہگاروں کی سجین میں رکھی جاتی ہیں۔ یہ ایک پتھر ہے جو کہ اوپر دوزخ کے ہے۔ یہ نیچے ساتویں طبقہ زمین کے ہے۔ مومن کی روحوں کو فرشتے لے جاتے ہیں علیین کو جو کہ اوپر ساتویں آسمان کے ہے وہاں تاقیامت رہتی ہیں۔

روح کی حقیقت دریافت کرنے کیلیے پروردگار کا حکم امتناعی ہے۔ بلکہ اپنے رسول کو فرمایا کہ سوال نہ کرو۔ یہ خاص علم دانستگی قادر مطلق کی ہے۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ میں ہے۔

پوچھتے ہیں احوال تجھ سے روح کا۔ کہو روح حکم رب کا ہے (احوال خدا جانتا ہے) اور کوئی اس کے	يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ

واقف نہیں ہے۔ اور نہیں دی تم کو عقل سمجھ کی مگر تھوڑی ضرورت کے مطابق۔	وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا

مصنف کہتا ہے خدا کا حکم غور اور فکر کرنے کا ہے (یَتَفَکَّرُوْنَ) یہ ایک پوشیدہ نکتہ شناخت کا ہر جاندار جانور کے ساتھ تا زندگی کر دیا گیا ہے یہ حکم خدا ہے۔ مادی چیز نہیں ہے کہ نظر کے سامنے لائی جاوے یا دریافت کی جا سکے۔ جب جاندار دنیا میں آتا ہے تو اس کی زندگی کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور بعد موت اس سے نکل جاتی ہے اور خاص مقام پر مقیم ہوتی ہے۔ اس خاص مقام کا نام برزخ ہے۔ سورہ مومنون رکوع ۶

لوگوں کے مرنے کے بعد ایک عالم برزخ ہے جہیں تا قیامت رہنا ہوگا	وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔

مختلف روحوں کی شناخت کے لیے ایک خاص نکتہ شناخت ہونا چاہیے۔ اس نکتہ شناخت کا مقام بعد موت تا قیامت آباد رہنے کے لیے ایک مقام مخفی بنایا ہے جس کا نام خدائے تعالےٰ نے "برزخ" رکھا ہے (دنیا و آخرت کا درمیانی مقام یعنے انسان کی نظر سے آڑ۔ یا پردہ اور بحالت زندگی اسی نکتہ شناخت کے ذریعے ہدایات راہ راست کی انسان پاتا ہے بلاشک یہ ایک قوت انسان کے ساتھ کی گئی ہے۔ اس کا مقام انسان کے جسم میں کہاں ہے۔ چونکہ یہ مخفی قوت الٰہی ہے اس لیے ظہور میں لائی نہیں جا سکتی ہے۔ عقلاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان کی زندگی قلب سے ہوتی ہے اور زندگی کے ساتھ کیا گیا ہے یہ ایک خفیہ شے کہاں پر مقیم ہے قلب میں لامعلوم ہے چونکہ مادی نہیں ہے۔ تب صرف ایک قوت ہے نکتہ شناخت کا

چونکہ خدا کے علم اور حکم میں ہے۔ سورہ زمر رکوع ۵ اردو ترجمہ۔ آیت قرآنی۔
خدا تعالیٰ وقت موت کے روحوں کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور زندوں کی
روح کو بھی نیند کی حالت میں بلا لیتا ہے۔ پھر حکم موت جن پر صادر کر چکا ہے انہیں تو
روک رکھتا ہے اور جن کا وقت مقررہ موت کا نہیں آیا ہے اُن کی روحیں واپس
کر دیتا ہے" (گویا روزانہ ایسا ہوتا رہتا ہے) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صرف
قوت خدا ہے۔

فعل روح جبکہ خدا تعالیٰ نے زندگی کے ساتھ کر دیا ہے تو اس کا فعل بھی
ضرور ہے۔ اس نکتہ شناخت میں کیا اس کا کام ہے جو نفس خدا کا مطیع
اور فرمانبردار ہے۔ اسی روح کے ذریعہ سے نور ہدایت پاتا ہے۔ اور جو کہ نافرمان
ہے اس کے نکتہ شناخت میں تاریکی رہتی ہے۔ ہدایت پانے والوں کے
نکتہ شناخت میں چمک ہوتی ہے اور درجہ چمک کے مطابق رجحان یا توجہ کے ہوتا ہے
چمک رفتہ رفتہ بڑھتی رہتی ہے۔ جب تک دنیا میں ایسے شخص کا قیام ہے
اور درجہ چمک کا بڑھتا رہتا ہے۔ یعنے خدا کی راہنمائی ہوتی رہتی ہے۔ بعد موت کے
یہ نکتہ شناخت اپنے مقام برزخ میں جاتا ہے۔ وہاں بھی درجہ بمطابق چمک کے
قیام گاہ ہے۔ برزخی عالم میں ایک علیحدہ آبادی روحوں کی ہے جو کہ انسان کی
نظر سے مخفی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے وہاں بھی مدارج بموجب اعمال دنیا کے قائم
ہے۔ نیک بندوں کی جگہ بہترین جگہ روح کے قیام کی ہوگی بحالت زندگی
انسان کے یہ نکتہ شناخت یا روح جسم کے پنجرے میں مقیم ہے جس وقت جاندار کو
موت آتی ہے کہا گیا ہے اس وقت روح قبض کی جاتی ہے اور موت آجاتی ہے

تب جسم اور روح دونوں علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ روح اپنی جگہ کو چلی جاتی ہے یعنے برزخ میں۔ اور جسم خالی ہوجاتا ہے۔ تب پھر انسان بروز قیامت جسم کے ساتھ زندہ کیا جاویگا۔ انسان کے جسم میں روح کو واپس کر دیتا ہے وہی روح اپنے پنجرہ میں بیٹھتی ہے۔

تب یہ ضروری امر ہوا کہ دوسری زندگی میں لانے کے لیے شناخت کی ضرورت ہے۔ یہ نظم الٰہی ہے بذریعہ نکتہ شناخت کے ہوگا۔ کہ وہی شخص بجسبہ زندہ ہوگا یعنے ہر شخص کی روح اپنے اپنے جسم یا پنجرے کو پہچان کر اجداث سے نکالیگا گویا روح کا یہی فعل ہوگا یعنے نشانی شناخت کا۔ سورہ یٰسین رکوع ۴۔

فَاِذَا هُمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ۔ | پھر جب قبروں سے باہر نکلکر اپنے خدا کی طرف دوڑیں گے۔

اس کے ثبوت میں بیان کیا جاتا ہے کہ طریقہ اجداث مختلف ہیں۔ یعنے مردہ دفن ہوتا ہے اس دنیا میں مختلف طور ہیں وہی اسکا اجداث ہے یعنے قبر طریقہ دفن (۱) قبر زمین کی بنا کر دفن کرنا (۲) آگ میں جلا دینا (۳) پانی میں دفن کر دینا۔ (۴) جانوروں مثلاً چڑیوں وغیرہ کو کھلا دینا (۵) جو جنگ کی حالت میں مرتے ہیں وہاں کوئی خاص اجداث نہیں ہے ایک ڈھیر بنا کر پھینک دیتے ہیں (۶) یورپ میں مردہ کو بیچتے ہیں۔ ان کل مختلف طریقے کے دفن کردہ مردہ زندہ کیے جائینگے

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ | دفن کیے ہوے مقام سے نکلیں گے

مختلف مذہبوں میں مختلف طریقے دفن کے ہیں غرضکہ اجداث اس مردہ کے لیے وہی ہے جہاں پر وہ مردہ سڑتا اور گلتا ہے۔ تب اسی مقام پر سے وہ مردہ

بروز قیامت زندہ ہوکر نکلے گا۔

پھر دوسرا اگر بیان کیا جاتا ہے کہ روح ایک نشانی خدائے تعالیٰ کی واسطے تعمیل حکم کے جوکہ انسان کے جسم کے ساتھ لگا رکھا ہے۔ اور اُسی کے ذریعے سے انسان کو زندہ کریگا یعنے روح اپنے احداث کو پہچان کر جسم میں داخل ہوگا اور نئی زندگی ہوگی۔ سورہ حج رکوع ۱

اِنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ ۔ | بیشک خدا اُٹھا ویگا انکو جوکہ قبروں میں ہیں

خیال کیا جاوے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا پتلا بنا تب پھر خدائے تعالے نے اُس پتلے میں روح پھونکی اور زندگی آئی۔ روح اور زندگی دونوں ساتھ ہیں۔ روح ایک شے خاص جوکہ خدا کے حکم کے اندر ہے۔ وہ علم میں خدا کے ہے۔ پھر غور کیا جاوے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے درخواست کی تھی خداوند کریم سے کہ دوبارہ انسان کو کیونکر زندہ کرے گا۔ خواہشمند دیکھنے کا ہوں۔ خدائے تعالے نے حکم دیا کہ چار چڑیاں لاؤ۔ ان چار چڑیوں کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھ لو اور کل جسم کا قیمہ بنا کر علیحدہ علیحدہ چار جگہ پر رکھ دو۔ ایسا
ہی کیا گیا۔ چاروں چڑیوں کا علیحدہ علیحدہ جسم بنا اور وہ چاروں چڑیاں اپنے ۳
سر میں ملکر اُڑ گئیں خدا کے حکم سے۔ یہ معلوم کیا جاوے کہ کس کے ذریعہ سے جسم مل اپنے سر کے ساتھ ملے۔ اسی روح کے ذریعہ سے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ کو زندہ کرتے تھے۔ وہ خدا سے دعا مانگتے تھے اور خدائے تعالے روح کو حکم دیتا تھا۔ روح جسم میں چلی آتی تھی اور وہ مردہ زندہ ہوجاتا تھا۔

اوپر کے مندرجہ فرمان الٰہی سے ظاہر ہوا کہ نیند کی حالت میں روح کو خدائے تعالیٰ بلا لیتا ہے۔ اگر وہ مردہ ہو گیا تو اس کے روح کا قیام وہیں ہو جاتا ہے۔ اگر زندہ رہا تو واپس آجاتی ہے اسی طور سے روزانہ آمد و رفت روح کی ہوتی رہتی ہے، مگر خدا نے یہ نہ فرمایا کہ مردہ کی روح اجداث سے آمد و رفت کرتی ہے۔ جا بجا روح کے بارے میں آگے چل کے تذکرہ ہو گا یہاں پر موقوف کیا جاتا ہے۔ المختصر کل جاندار کے جسم کا ہر ذرہ اپنے اعمال سے ایک واحد قوت پیدا کرتی ہے اور وہ قوت حکم خدا کے ماتحت ہے اور وہی قوت بعد موت کے مقام خاص میں اپنے اپنے خاص درجوں میں مجتمع کی جاتی ہیں۔

قسمت خدائے تعالیٰ نے ہر انسان کی روزی کا پہونچانا اپنے ذمہ لیا ہے۔
مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا

اور فرمان الٰہی ہے کہ تقسیم رزق بھی دنیا میں کر دیا ہے کسی کو زیادہ کسی کو کم وہ اپنی کوشش سے حاصل ہوتا ہے۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا ط

ہم نے اُن کی روزی حیات دنیا میں درمیان انکے تقسیم کر دی ہے۔ اور ایک کو بڑھ کر دوسرے کا درجہ بلند کیا ہے کہ انہیں سے ایک دوسرے کو مطیع بنا لے یعنے ایک دوسرے کا محتاج ہے۔

ہم لوگوں کا کام ہے اپنی روزی کو تلاش کریں۔ اسی طور سے جیسے خدا تعالےٰ نے انسان کے جنس سے جوڑا پیدا کر دیا ہے ہر انسان کا کام ہے کہ اپنے جوڑے کو تلاش کرے۔ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ روزی بھی تلاش کرنے سے ملتی ہے۔ اب

باقی رہا کم و بیش یعنے مقدار روزی۔ حدیثوں سے ظاہر ہوا ہے کہ روزی ہر وقت ایک ہی مقدار میں نہیں ہوتی ہے کسی زمانہ میں کم روزی کسی زمانہ میں زیادہ یعنے مختلف زمانہ میں مختلف مقدار روزی کی ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں تنگ روزی کی وجہ اسلامی فرقہ کے اعمال کی ہے۔

تقدیر یہ خدائے تعالےٰ کا اندازہ ہے۔

مِنۡ نُّطۡفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۔ | ایک بوند یعنے نطفہ سے پیدا کیا پھر اندازہ مقرر کر دیا۔

یہ اندازہ قبل پیدائش انسان کے یعنے رحم مادر میں مقرر ہوجاتا ہے۔ رحم مادر میں دو نطفہ ملکر خون کی پھٹکی بنتی ہے۔ فرشتہ خدائے تعالےٰ سے دریافت کرتا ہے کہ کیا کیا جاوے یعنے نر یا مادہ بنایا جاوے۔ جیسا خدائے تعالےٰ چاہتا ہے ویسا حکم دیتا ہے۔ ویسے ہی حکم بجالایا جاتا ہے۔ جب پورا جسم بن جاتا ہے چھ سات مہینہ رحم مادر میں۔ پھر فرشتہ دریافت کرتا ہے کیا حکم ہے اسکے آگے۔ خدا کا حکم اندازہ بنانے کا صادر ہوتا ہے۔ پھر اندازہ بنکر لوح محفوظ میں درج ہوجاتا ہے۔ یہ اندازہ وہ ہے جوکہ انسان کی زندگی میں بکار آمد ہوتا ہے۔ یعنے بچہ زندہ پیدا ہوگا یا مردہ اگر زندہ پیدا ہوگا تو کتنی زندگی ہوگی۔ جتنی زندگی اس کی ہوگی ویسی ہی اسکے حرکات و سکنات و افعال و رنج و غم و خوشی اور روزی وغیرہ کا اندازہ مقرر ہوجاتا ہے۔ اور اس شخص کی روزی جوکہ تقسیم کی ہوئی دنیا میں ہے اُس کے تلاش سے دنیا میں ملتی ہے۔

قریب چھ سات مہینے رحم مادر میں بچہ کا سر اور اندر کا بھیجا تیار ہوجاتا ہے قریب نویں مہینے سر کے اندر بھیجا کا سانچہ بن جاتا ہے اور رقیق حالت میں ہوتا ہے۔

رفتہ رفتہ منجمد ہوتا ہے۔ تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ جیسا سر وبھیجا ہوتا ہے ویسی ہی اُسکی تقدیر ہوتی ہے اسلیے کہ تقدیر کا تعلق سر کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ روح کا تعلق قلب کے ساتھ ہے۔ تجربہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جتنا بڑا سر اور جس شکل کا سر ہوگا ویسے ہی اسکے افعال اور سکنات ہوتے ہیں اور ویسا ہی کمال علم یا فن مین ہوتا ہے۔ بلکہ روزی کی مقدار بھی اسی سر کے ساتھ دیکھی گئی ہے یعنے جیسی سر کی وسعت ویسی قسمت یہی راز قسمت کا ہے۔ ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ۔ جیسی چاہتا ہے ویسی شکل بناتا ہے۔ یہی مشین ہے تقدیر کی جو اُسکے مطابق رہنمائی ہو رہی ہے۔ اور خود بخود آتی رہتی ہے۔ اس حکم خدا پر غور کیا جاوے۔

(سورہ مرسلات) "لوگو کیا ہم نے تمہین ذلیل پانی (منی) سے پیدا نہیں کیا۔ پھر ہم نے اُسے ایک محفوظ جگہ (یعنے رحم مادر) مین ایک وقت مقرر تک نہ رکھا۔ پھر ہم نے اُسکا ایک اندازہ ٹھہرایا۔ ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھہرانے والے ہین"۔ | (فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ)

علامات امراض باطنی

مسلمان ظاہری و باطنی بیماریون مین ضرور مبتلا ہین۔ ظاہری علامات پر غور کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ جو کہ صریحًا عدول حکمی ہے۔ مثلاً حرام کو حلال کرنا۔ نماز دن کو نہ ادا کرنا۔ اسی طور سے جتنے گناہ کبیرہ ہیں اُن سے پرہیز نہ کرنا وہ فرقہ خارج اسلام ہے۔ نماز کے بارے مین فرمان الٰہی موجود ہے اطلاعًا درج کیا جاتا ہے اُنکے لیے جو کہ اپنے کو زبانی مسلمان کہتے ہین۔ مسلمان ہونے کی شناخت کیا ہے۔ کافر بھی زبان سے مسلمان کہتا ہے۔ خدا نے فرمایا ہے۔ سورہ مریم رکوع ۴۔

اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ | چھوڑا نماز کو اور تابعداری کی خواہش کی پھر جلد

فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝

دیکھینگے بدلہ اپنے کام کا ۔

جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کو کھڑے بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے

رہو ۔ پھر جب اطمینان ہو جائے تو معمول کے مطابق

نماز پڑھو ۔ بیشک نماز مومنوں پر بقید وقت فرض ہے ۔

(سورۂ نساء رکوع ۱۵)

خدا نے فرمایا ہے اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جنسے تم منع کیے گئے ہو بچتے رہینگے تو ہم تمھارے چھوٹے قصور کو محو کر دینگے ۔ اور مقام عزت مین تمکو داخل کرینگے یہ احکام الٰہی صاف ظاہر ہے بحث کرنے کی ضرورت نہین ہے ۔ یہ فیصلہ حتمی ہے ۔

یہ رسالہ صرف مسلمانون کے باطنی امراض پر بحث کرتا ہے جو کہ دائرہ اسلام مین ظاہرہ ہین مگر اپنے ایمان کی بیماری کیوجہ سے برائیون کی طرف سے لاپرواہ ہوگئے ہین بوجہ خرابی ایمان باطنی کے سچائی ایمان کی غائب ہوگئی ہے ۔ اسی لیے خدا کی رحمت کا دروازہ بند ہوگیا ہے ۔

انسان کے ہر طبقہ کیلیے صحیح وسالم راہ پر چلنے کو دنیا مین قانون ضروری ولازمی شئے ہے ۔ اسکے لیے تین قوانین کی ضرورت ہے بغیر ان قوانین کے قوم کو مہذب نہین کہا جا سکتا ہے ۔ اسی کا نام سیولیزیشن (تہذیب) ہے انھین قانون کے بدولت انسان انسانیت مین رہتا ہے ۔ وہ قانون کیا ہین ۔ (ایک) قانون انسانی ۔ (دوسرے) قانون جسمانی ۔ (تیسرے) قانون رحمانی ۔ کل قوانین کے اصول ایک ہی ہین ۔ یعنے دفعات سے قائم کیے گئے ہین انکی بندش وعبارت ویسی ہی ہے جو کہ ہر مناسب حال مین مناسبت یا مشابہت رکھتی ہے ۔ قانون انسانی اسمین دفعات ہین اسکے ماہرین امور انصاف مین

ان دفعات کو کام مین لاتے ہین - قانون جسمانی اسمین بھی دفعات ہین مطابق قوت دفع کے علاج مین امراض کے بکار آمد ہوتا ہے - قانون رحمانی مین بھی دفعات ہین اسکے ماہرین بھی کسی زمانہ مین اسکے مطابق رہنمائی کرتے تھے - مگر فی زمانہ جو ماہرین موجود ہین وہ وہ خود مجرم ہین چونکہ اسکی پرسش نہین ہے - یہی قانون رحمانی ہو کہ آخری قانون ہے جسمین اب ترمیم اور توضیح کی ضرورت نہین ہے - خدا تعالےٰ نے جیسے جیسے دائرہ تہذیب بڑھتا گیا اخلاق کی درستگی کیلیے بڑے حجم مین قانون رحمانی ہی ہمکو دیا گیا یہ قانون اخلاق وتہذیب گذشتہ وحال کی مطابقت کرتا ہے یہ قانون جسکو نازل ہوے تیرہ سو برس گذر گئے تاہم حال کی تہذیب واخلاق کے مطابق ہے ہے کوئی ترمیم کی ضرورت نہین - مگر چونکہ ایمان مین فتور آتا جارہا ہے - اسلیے دفعات کی ترمیم کیلیے خواہشمند ہورہے ہین - اور اسی لیے دفعات کے مطلب ورسمجھ مین تفرقہ ڈالا جارہا ہے - تاکہ اپنے خواہشات کے مطابق کارآمد ہو - فی زمانہ اسلامی مقامات سے صدا آرہی ہے کہ موجودہ اسلامی اخلاق وتہذیب مین ترمیم کی جاوے - بہتیرے مسلمانون کا یہی خیال ہوتا جاتا ہے - اس قانون کو آنحضرت صلعم وخلفاے راشدین واہلبیت نے سمجھایا اور اسی کے مطابق اسلامی دنیا کو چلایا کچھ فرق نہ آیا - اب کوئی سمجھانے والا دنیا مین باقی نہین ہے - ہر شخص اپنے دماغ کا مالک ہے ویسا مطلب سمجھایا جاتا ہے - فوج بغیر افسر کے ہوگئی - یہی بڑی بدنصیبی اسلام کی ہے - قانون رحمانی سے تین دفعات لیے جاتے ہین اس رسالہ مین اسی پر غور کیا جاوے - علامات امراض باطنی پر - سورہ حجرات رکوع ۲۶ -

(۱) یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ ذَکَرٍ	اے آدمیو بیشک ہم نے پیدا کیا تمکو ایک مرد اور عورت سے - اور بنایا تم مین بہت ذات اور گروہ تاکہ

وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا
وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ
اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ
اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ
خَبِیْرٌ

تم پہچانو آپس میں یعنے ایک دوسرے مین تعارف
رکھو۔ بیشک تم مین سے بہت بڑا بزرگ خدا تعالے
کے نزدیک وہ ہی جو کہ پرہیزگار ہے اور بچاتا ہے
اپنے تئین بُرے کامون سے۔ تحقیق کہ خدا خبر رکھتا
ہے ہر باتون کی۔

(۲) قَالَتِ الْاَعْرَابُ
اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا
وَلٰکِنْ قُوْلُوْا
اَسْلَمْنَا وَلَا یَدْخُلِ
الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ
وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَ
رَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ
مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا ط
اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ
رَّحِیْمٌ

گنوار کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے۔ کہہ اے محمد
صلے اللہ علیہ وسلم انکو کہ تم ایمان نہین لائے ہو۔
لیکن تم نے کہنا مانا ہے۔ یعنے مسلمان ہونے کو۔
اور سلامتی کی راہ پر آگئے ہو۔ اور ایمان تمھارے دل
مین داخل نہین ہوا ہے (یعنے جو زبان سے کہتے
ہو وہ تمھارے دل مین نہین ہے صرف زبان سے
بولتے ہو) اور اگر اطاعت کرو یا حکم بجالاؤ خدا تعالے کی
اور اسکے رسول کی تب خدا تعالے نہ کم کریگا تمھارے
نیک اعمالون کو بدلہ دیتے ہین۔ بیشک خدا تعالے
بخشنے والا مہربان ہے۔

(۳) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا
بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ

بیشک ایمان والے فی الحقیقت وہ لوگ ہین جو ایمان
رکھتے ہین خدا اور رسول کے ساتھ۔ پھر شک نہین
لاتے دل مین اپنے ایمان کا کسی طرح سے اور جہاد
کرتے ہین۔ مال خرچ کرتے ہین۔ اور جان بخشدیتے ہین

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

اللہ کی راہ مین یہی سچے ہین اپنے ایمان مین یا خلوص دل رکھتے ہین اپنے ایمان کے کارگزاریون مین۔

شان نزول ان آیتون کا یہ ہے کہ ایک دیہات کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے تھے اور آنحضرت صلعم کے سامنے حاضر ہوکر اپنا احسان مسلمان ہونے کا جتایا۔

ان تین دفعات کو زمانہ حال کے مطابق کیا جاوے۔ تو بہت فرق پایا جاویگا مطابقت کی جاتی ہے مسلمانان حال کے اعمال سے بموجب دفعات احکام کے۔

دفعہ اول۔ ظاہر ہوا کہ خدا نے کل انسانون کی پیدایش سے دنیا کو آباد کیا مختلف قومون اور گروہون مین اور حکم دیا آپس مین تعارف رکھنے کا۔ اس زمانہ مین اس حکم کی کیا تعمیل ہے۔ کتنے گروہ اور فرقہ اسلام مین ہین ایک دوسرے کی خونریزی پر آمادہ رہتے ہین۔ ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ کبھی اسکے بھلائی کا خواہان نہین ہے جہانتک ہوسکتا ہے بُرائی کرتا ہے خواہ زبان سے یا اپنے اعمال سے۔ حالانکہ مسلمانون کیلیے خدا کا حکم ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے دینی بھائی ہین۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

یہ ضروری ہے کہ کل مسلمان آپس مین بھائی رہین۔ دینی بھائی۔ یعنے بالکل ملے رہو اگر بھائیون مین لڑائی ہوے تو صلح کرا دو۔ خدا سے ڈرو تاکہ مہربانی کرے۔

غور کیا جاوے کہ ذرا بھی تعمیل حکم سے ہے پھر کیونکر مسلمان امید کرتے ہین کہ خدا تعالے ہم لوگون پر رحم کرے اور مہربانی کرے۔

انسانی محبت دو ہوتی ہین ایک تو خون کی کشش۔ رحمی کی وجہ سے محبت ہوتی ہے

مثلاً بھائی بھائی - یا بہن - یا ماں باپ یا اولاد - انکے آپسمین کیسی دشمناگی ہوگی تو آپس کی محبت پیدا ہوجاتی ہے -

دوسری کشش محبت خدا تعالے نے اسلامی کشش محبت دیا ہے - جبکہ ایک دوسرا مضبوط دین ایمان مین ہے - یعنے جسکو خدا تعالے نے جائز کیا ہے اسکو خلوص دل سے سب ملکے عمل کرتے ہین - اس تمنا سے کہ مالک خوش ہے - ایسی جماعت مین محبت و ہمدردی ضرور پیدا ہوگی - اب یہ کشش محبت مسلمانون سے جاتی رہی ہے چونکہ اپنے مالک کے رضامندی کا خیال وفکر بھلا دیا ہے - یہ قوت دل و دماغ سے جاتی رہی ہے - غور کیا جاوے کہ رحمی کشش محبت بعد رنجش کے واپس آجاتی ہے - اور اسلامی کشش محبت جبکہ دائرہ اسلام سے خارج ہو وہ واپس نہین آتی - اسلامی محبت اسلامی اعمال سے ہوتی ہے فی زمانہ اسلامی محبت مسلمانون سے بالکل جاتی رہی آجکل ہر چہار طرف سے دورہ دورہ لامذہبی کا ہو رہا ہے یہ ایسی متعدی بیماری ہے کہ مسلمانون مین بھی پھیلتی جا رہی ہے - مسلمانون کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمان کیلیے صرف دنیا ہی نہین ہے بلکہ اپنے کو آخرت کیلیے بھی تیار کرنا چاہیے - فی زمانہ دنیا کی ترقی کی طرف بالکل دل اور دماغ اُلجھا ہوا ہے اور دین کیطرف سے بالکل غافل ہوگئے ہین -

مصنف کی رائے ہے کہ درمیانی حالت مین رہکر کبھی ترقی نہ کرسکین گے - آیا کفر مین آکر ترقی دنیا کی ہوسکتی ہے - یا سچے مسلمان فرمانبردار خدا رہکر دنیا کی ترقی کرسکتے ہین -

موجودہ حالت مسلمانون کی احکام الٰہی سے غافل کیون ہوگئی - خیالات لوگون کے بہت بدل گئے - حالت کی تبدیلی بہت زیادہ ہوگئی چونکہ صاحبان دین کی کمی ہوگئی ہے غیر مذہب لوگون کی صحبت ہوگئی - انکے دنیاوی ترقیات کیطرف محو ہو گئے - اپنی

خواہشات کی فکر مین دل و جان سے بیخبر ہو گئے ہدایات و احکام الٰہی سے ناواقف ہو گئے
صرف ظاہری اسباب جو کہ دیکھا دیکھی زمانہ گذشتہ سے چلا آرہا ہے اُنھین کے ہو گئے۔ اور
صرف نام کے مسلمان رہگئے۔

خدا تعالےٰ کا حکم تعارف کا ہے یعنے اخلاق محبت و ملت سے اتفاق پیدا کرنے کا۔ صرف
زبان سے اتفاق اتفاق کہنے کی حاجت نہین اسکے فوائد ہر شخص پر ظاہر ہین۔ جس گروہ
مین اتفاق موجود ہے اسکی مثال غافل دل کیلیے ہونا چاہیے۔ اس ملک ہندوستان مین
دیکھا جاوے کہ فرقہ بنگالیون مین کسقدر آپسمین اتفاق ہے۔ اسکا فائدہ اُٹھا رہے ہین۔
دوسری قوم انگریزون مین دیکھا جاوے کہ انکے آپسمین کیسا اتفاق ہے۔ اس اتفاق سے
کیسا فائدہ اُٹھا رہے ہین۔

مگر افسوس کہ مسلمان اپنے مہربان حاکم کے حکم کو بجا نہین لاتے۔ کاش کہ اپنے مخالفین
کو ہی دیکھکر انھین کچھ عبرت پیدا ہو۔

یہی ایک وجہ خاص ہے مسلمانون کے ناکامیابیون کی جس کو اپنی تقدیر کے سر
تھوپتے ہین۔

دفعہ دوم ۔ مسلمین و مومنین یہ دونون مین فرق ہے اُن گنوارون کو مسلمین ہونے
مین بھی شمار نہین کیا اگرچہ زبان سے کہا کہ مسلمان ہوئے۔ مسلمین کے معنے فرمانبردار خدا کے
وہ اعرابی فرمانبردار خدا نہین گردانے گئے اور خدا نے اُن اعرابی کو فرمایا کہ تمھارے قلب
مین ایمان داخل نہین ہوا ہے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ایک وہ شئے ہے کہ صرف زبانی
توحید اور رسالت کے اقرار سے کامل نہین ہوتا ہے یعنے جو زبان پر ہے وہ تمھارے دل مین
نہین ہے خدا تعالےٰ دل کو دیکھتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَدْعُ اتَ الصَّمَدُ وَ یعنے جو تمھارے سینہ مین

ہے اُسکی اللہ تعالے خبر رکھتا ہے۔ یہ مسئلہ ہے کہ زبان سے نکالنا کافی نہین ہے ایمان والے ہونے کیلیے۔ (سورۂ مائدہ رکوع ۶)

یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ۔	دوڑتے ہین کفر کیطرف لوگ اور کہتے ہین مُنہ سے کہ ایمان رکھتے ہین اور نہین ہے ایمان اُن کے دل مین۔

ایمان اعتقاد سے پیدا ہوتا ہے اور اعتقاد ایسا پیدا ہو کہ کسی طرح کی تکلیف دہی یا ایذارسانی سے یا نقصان پہونچنے یا خلاف ایمان کسی خوف سے کم نہ ہو۔ اُسکے عشق مین سب کچھ برداشت کرے۔ اسی کو خدا پسند کرتا ہے۔ اسی ایمان کی ہدایت عرب والون اور اور کل مسلمانون کیلیے ہے۔ یہی فہمائش یا ہدایت یا نصیحت مسلمانون کو دنیا چلانے کی ہے تب خدا کی نعمت کے مستحق ہونگے اور خدا تعالے انھین نیک اعمال کا اچھا بدلہ دیگا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہم لوگون مین ایمان نہین ہے۔ اگلے زمانہ کے لوگ ضرور ایسا ہی ایمان رکھتے تھے جب اُن سے خدا تعالے خوش تھا۔ اور دنیاوی زندگی کو نعمتون سے آسان کرتا تھا جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا اور نعمتون کا بُرا استعمال کرنے لگے تو ایمان مین بھی فرق آتا گیا۔ رفتہ رفتہ خدا کی نعمتین خود بخود غائب ہونے لگین اور اسکا اثر آنے والی نسلون پر پڑنے لگا۔ اسی گرفت مین ہم لوگ بھی آگئے۔ یہ خوب غور کرنے کا مقام ہے کہ صرف ارکان کے رسمیہ بجالانے اور منہیات سے پرہیز نہ کرنے سے مومنین یا مسلمین نہین ہو سکتا۔

دفعہ سوم۔ اس دفعہ مین جہاد کرنے کا حکم ہے مال سے یا جان سے۔ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ مذہبی لڑائی کرنے کو جہاد کہتے ہین۔ اور اب مذہبی لڑائی نہین ہے اس سے بری ہوگئے۔ اسلیے یہ دفعہ ملتوی ہے۔

جہاد کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی راہ میں ہر برائی سے لڑائی لڑنے کا حکم ہے۔ اپنے نفس کو ضبط میں رکھنا یعنے برائی سے روکنا یہ بھی جہاد ہے۔ اپنے پروردگار کو بھلانے سے بوجہ اپنی خواہشات کے نفس کو روکے رہنا۔ جہاد اسی کو کہتے ہیں۔ (سورۂ عنکبوت)

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ	جس نے میری طلب میں اپنے نفس کے ساتھ لڑائی کی تو ہم اسکو اپنی راہ دکھائیں گے اور بیشک اللہ نیک چلن لوگوں کے ساتھ ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ ہمارے اعمال و عقائد کس گروہ کے مطابق ہیں نہ گروہ مسلمین کے مطابق اور نہ گروہ مومنین کے مطابق۔ آخرش ہم کس گروہ میں شمار کیے جائیں صرف باقی تابعین ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ ان اعرابیوں کے موافق بھی نہیں ہیں کیونکہ یہ دیہاتی خود بخود بلا امداد کے پاک خیال میں آئے اور تابعین میں گردانے گئے۔ ہم لوگ تیرہ سو برس کی تعلیم اور باوجود زیادتی علم اور وافر کتابوں کے ہمارا ایمان بچپن کی حالت میں آگیا حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وصیت کر گئے تھے کہ خدا تعالےٰ کی رسی کو سب لوگ مضبوط پکڑے رہیں تاکہ اچھی حالت میں رہ سکیں وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا۔

یعنے قانون رحمانی۔ دفعہ اول میں ان اعرابیوں کے بارے میں خدا تعالےٰ نے فرمایا نفاق رکھنے کا۔ تب یہ آیت بھی اسی کی تعریف کرتی ہے یعنے سب ملکر رسی کو مضبوط پکڑو۔ اسی کے گرفت سے دین و دنیا دونوں ملتا ہے۔ اور اسی کو چھوڑ دیا بوجہ کمزوری یا بیچاری ایمان کے اسلیے مجبوراً تابعین میں ہو سکتے ہیں۔ زیادہ تعداد لوگوں کے گروہ منافقین میں آتی ہے۔ ثبوت بالکل ظاہر ہے۔

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ط إِنَّ	بھول گئے اللہ کو پھر اللہ بھول گیا انکو تحقیق کہ منافق

الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ	وہی ہین (جوکہ دائرہ ایمان سے باہر نکلے ہوے ہین)
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ	نافرمان بسبب برائیون کے اللہ انپر لعنت بھیجتا ہے

برائیان کرتے ہین اچھا سمجھکر خطائین کرتے ہین جان بوجھکر احکام الٰہی مین ڈھیٹ بنکر خدا سے مقابلہ کرتے ہین۔ المختصر نافرمانی خدا تعالے اسقدر ہے کہ وجود باری تعالے کو باقی نہین چھوڑا۔ عام فہم ہے کہ خدا تعالے غفور الرحیم ہے معاف کردیگا بس اسیقدر خیال ہے۔ یہ انکو علم نہین ہے کہ خدا تعالے معاف کرتا ہے اُن قصورون کو جوکہ ناواقفیت سے ہوتے ہین بعد اسکے نادم ہوتا ہے اور اُسکی اصلاح کرتا ہے یعنے پھر قصور کرنے سے پرہیز کرتا ہے یا مجبوری حالت مین خطا کرتا ہے اُنکو معاف کرتا ہے۔ یہ معافی کچھ زمانہ قبل موت کے ہوجانی چاہیے۔ یعنے توبہ استغفار کرتا ہے اور عمل نیک کی طرف راغب ہوتا ہے۔ تب معاف کرتا ہے۔

رسم توبہ۔ فی زمانہ ایک وضعداری ہوگئی ہے کہ پیر سے مرید ہوگئے اور پیر کی خدمت کرتے رہے تب ساری برائیان دفع ہوگئین۔ یہ ایک قسم کی توبہ کی رسم ہے۔ حج کر آئے اور اپنے بداعمالیون کو واپسی پر نہین چھوڑا چونکہ سفر حج کافی ہوگیا معافی کیلیے۔ توبہ و استغفار تسبیح پر پڑھتے رہے اور دھیان کسی دوسری طرف بلکہ برائی کیطرف۔ صرف زبان چل رہی ہے کیا یہ کافی ہے اطاعت خدا تعالے یا مقصد حاصل کرنے کیلیے۔ ایسا ہی منافقین یا ریاکار کرتے ہین۔ انکے لیے دین دنیا دونون خراب۔ یہی باطنی بیماری ہے۔ جوکہ اصلی خیالات مین تغیر ہونا یعنے اسلامی عقائد جوکہ قانون الٰہی مین دیے ہوے ہین اور ہدایات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین دیے ہوئے ہین اُنکے مطابق نہ چلنا کیا تندرستی کے عقائد ہین اُسکے خلاف چلنا بیشک بیماری ہے۔ جنکے باطن سڑ گئے ہین وہ مرض القلوب مین مبتلا ہوگئے ہین

اور قلب بالکل بیکار ہو گیا ہے۔جس کو خدا تعالےٰ نے کہا ہے سورہ بقر مین فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اس سے معلوم ہوا کہ قلب کی بیماری ہے یعنے باطن بھرا ہوا ہے بُرائی کی طرف اور پروردگار نے فرمایا ہے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ۔ نفس کیا ہے اُس کی بحث اوپر ذکر کردی گئی ہے۔اس حکم پر غور کیا جائے۔ (سورہ توبہ رکوع ۱۶)

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَ مَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ	اور لیکن جنکے دلون مین مرض بُرائی (نفاق) کا ہے پس زیادہ کر دیتا ہے انکی خباثت کو انکی نجاست وہ کافر مرتے ہین۔کیا وہ دیکھتے نہین ہین کہ ہر سال مصیبت مین مبتلا ہوتے ہین۔پھر بھی توبہ نہین کرتے اور نصیحت کو نہین پکڑتے۔

چند احکام آلٰہی مرض قلب کے متعلق یہان درج کیے جاتے ہین

(۱) فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ۔ (سورہ ق رکوع ۳)	اس مین نصیحت ہے اُن کے لیے جن کے قلب ہین۔
(۲) فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (سورہ حج رکوع ۶)	آنکھین نہین اندھی ہوتی ہین بلکہ قلب اندھا ہوتا ہے جو کہ سینہ کے اندر ہے۔
(۳) لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ (سورہ حشر رکوع ۱)	نہ رہنے دے دل مین کینہ ایمان والے کی طرف سے۔
(۴) ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ	اس کے بعد تمھارے دل سخت ہوگئے تو وہ پتھر کے مانند ہوگئے ہین بلکہ پتھر سے بھی زیادہ

قسوۃ - (سورہ بقر رکوع ۹)	سخت -
(۵) قُلُوبُنَا غُلْفٌ ط بَل لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ (سورہ بقر رکوع ۱۱)	قلب کے اوپر غلاف پڑا ہے یعنے نہین پرواہ کرتے ہین - بلکہ لعنت ہے خدا کی نافرمانی کی وجہ سے -
(۶) كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ - (سورہ بقر رکوع ۱)	نہین بلکہ اُنکے مشغلے جنہین مشغول رہتے ہین ان کے دل پر زنگ جما دیا ہے -

(برائی کرتے کرتے برائی کو نہ سمجھنا جیسے شراب پیتے پیتے جھوٹ بولتے بولتے غیبت کرتے کرتے مقدمات لڑتے لڑتے عادی ہوجاتا ہے - برائی نہین سمجھتا سود کھاتے کھاتے -)

(۷) بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا (سورہ مومنین رکوع ۴)	بلکہ اُن کا دل اس سے بیہوشی مین پڑا ہوا ہے -
(۸) نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ - (سورہ یونس رکوع ۸)	حد سے بڑھنے والے کے قلب پر مہر لگا دیتے ہین -
(۹) فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللّٰهِ - (سورہ زمر رکوع ۳)	افسوس ہے اُن پر جن کے دل خدا سے غافل ہوکر سخت ہوگئے -
(۱۰) لَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ - (سورہ کہف رکوع ۴)	اُنکے کہنے پر یا اُنکے مثال نہ لینا جنکے قلب خدا کی عبادت سے غافل ہوگئے ہین اور اپنی ہوس اور خواہشات کے غلام ہوگئے ہین مطابق نہ چلو -

بہت ایسے احکام جتا دینے اور جگا دینے اور ہوش مین لانے کیلیے ہین - زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے کلام پاک آپکے پاس موجود ہے - اب تھوڑی سی آیتین دوسرے طرز پر بھی یہان درج کی جاتی ہین -

(۱۱) وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا۔ (سورہ جن رکوع ۲)

جو شخص خدا تعالےٰ کی عبادت سے لاپرواہی کریگا اسکو خدا سخت عذاب مین مبتلا کریگا۔

(۱۲) لَا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ط

نہین ڈرتے قیامت کے دن سے یعنے اسکو سچ نہین جانتے ہین۔

(۱۳) فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔ (سورہ نجم رکوع ۳)

اس سے کنارہ کشی اختیار کرو جو ہماری عبادت سے لاپرواہی کرے اور دنیاوی زندگی مین محو ہو یعنے سوائے دنیا کے اسکو کچھ مطلب نہو۔

ایسی حالت موجود ہے نماز کا وقت آگیا دنیاوی کام مین اسقدر مشغول ہین کہ نماز کی کوئی پرواہ نہین ہے۔

(۱۴) مَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ۔ (سورہ تغابن رکوع ۲)

جو خدا کے ساتھ ایمان رکھتا ہے تو خدا اُسکے قلب کو ہدایت کرتا ہے۔

توفیق۔ مصنف کا تجربہ ہے کہ جسوقت لوگون کو کہا جاتا ہے کہ نیک عمل کی طرف اپنے رجحان کو لگاؤ۔ یعنے اپنے قلب کو اس کی طرف متوجہ کرو۔ اور برائیون کو چھوڑ دو تو جواب دیا جاتا ہے کہ "خدا تعالےٰ توفیق دے" کس قدر عام فہم غلطی ہے۔ اوپر کی آیت ظاہر کر دیتی ہے کہ خود بخود قلب کو ہدایت نہین ہوتی ہے۔ جب انسان اپنے قلب کو اسکی طرف رجوع کرتا ہے تو ہدایت آتی رہتی ہے۔ اسی کو خدا نے کہا ہے جسوقت کافرون کو مجرمون کو عذاب ہوگا اُسوقت حسرت سے کہین گے۔ (سورۂ زمر)

تَقُوْلُ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ

کہا خدا اگر راہ دکھلاتے تب عابد ہوتے۔

ہدایت کیا چیز ہے۔ دماغی قوت کا رُجحان یعنے اپنے خیال کو یا توجہ کو خاص امر مین

ڈالنے کا ہے۔ یعنے جس علم کو جسوقت خصوصیت سے حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسکی توجہ
گہرائی مین ڈوبی ہوئی رہتی ہے اور اسکی باریکیون کو حاصل کرلیتا ہے اسی طور سے
خدا تعالےٰ کی اطاعت مین اپنے رجحان کو بذریعہ کتاب پاک کے ڈالے تو اسکو ہدایت
حاصل ہوجاتی ہے۔ یہی مطلب ہے کہ "قلب کو ہدایت کرتا ہے" صاف الفاظون مین یہ
ہے کہ اپنی ذاتی کوشش و رجحان۔ اگر اسکی طرف سے لاپرواہی ہے تو ہدایت نہین
آتی ہے۔ خدا تعالےٰ کا کوئی کام اپنے بندون کے ساتھ بطور عجائبات کے نہین ہوتا ہے
یہ صرف نبیون کیلیے ہے۔ کوئی مرحلہ بلا ذاتی کوشش کے نہین طے ہوتا ہے۔ بیشک ہر
کام کے انجام کیلیے مدد خدا ضروری ہے۔ خدا کی یاد مین جو بھلائیان حاصل ہوتی ہین
انکے بارے مین احکام الٰہی درج کیا جاتا ہے۔

(۱۵) بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (سورہ طٰہٰ رکوع ۷)	اطمینان قلب خدا کے ذکر سے ہوتا ہے یعنے خدا کے احکام کو پڑھیے۔
(۱۶) اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا۔ (سورۂ طٰہٰ رکوع ۷)	ہماری آیتین تمھارے پاس آئین اور تم نے خبر نہ کی۔
(۱۷) اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ۔ (سورۂ مریم رکوع ۶)	ایمان والے اور عمل نیک کرنے والے کو بہت جلد مہربانی کریگا۔
(۱۸) لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ	البتہ جزا دیگا اللہ تعالےٰ اُن لوگون کو جن لوگون نے اچھا عمل کیا ہے اور اللہ تعالےٰ اُن لوگون پر اپنا فضل زیادہ کریگا۔ اور اللہ تعالےٰ جسکو چاہتا ہے رزق دیتا ہے بغیر حساب کے یعنے جسکو

خاص علامات مرض القلب

علامات کو تین صورتون مین واسطے آسانی کے تقسیم کیا جاتا ہے ۔ (۱) رحمانی لاپرواہی (۲) اخلاق بدنفسی ۔ (۳) جسمانی کاہلی ۔ ان سب صورتون کو قلب سے تعلق ہے ۔

رحمانی لاپرواہی ۔ یعنے خدا کا خوف دل سے اسقدر جاتا رہا ہے کہ اسکی وجہ سے بُرائیون کو بُرا سمجھکر نہین کرتے ہین بلکہ ہُنر سمجھتے ہین جنکا بیان ہے ۔

(۱) نافرمانبرداری احکام الٰہی (۲) خوف ربّانی سے بالکل غافل (۳) آخرت کے حساب دینے سے بالکل لاپرواہ ۔ (۴) قطع رحم (۵) غیبت کو عیب نہ سمجھنا (۶) بدعت سے شرک حاصل کرنا (۷) جھوٹ بولنے کو عیب نہ سمجھنا ۔ (۸) جھوٹی گواہی دینا (۹) ایفائے وعدہ سے بالکل لاپرواہی ۔ (۱۰) جاسوسی کرنا ۔ (۱۱) خیانت و بددیانتی ۔ (۱۲) حق تلفی (۱۳) گردن کشی ۔ (۱۴) چوری (۱۵) بدخواہی (۱۶) بدنیتی (۱۷) مکاری (۱۸) بدگوئی (۱۹) سخن چینی ۔ (۲۰) خودغرضی (۲۱) نفس پروری (۲۲) نااتفاقی (۲۳) بُہتان (۲۴) بدگمانی ۔ (۲۵) بے اعتباری (۲۶) تعصّب ۔ علےٰ ہذا القیاس ایسے بہتیرے علامات ہین سب کو لکھنے کے لیے زیادہ کاغذ کی ضرورت ہے ۔ اب چند علامتون کی خاصیت پر بحث کی جاتی ہے ۔

بدعت ۔ اسکے لفظی معنے ایک نئی ایجاد کو شریعت مین شامل کرنا یا خلاف شریعت کرنا ۔ یا جسکا تذکرہ شریعت مین نہین ہے ۔ فرمان الٰہی کو شریعت کہتے ہین ۔ وہ اوصاف جو خدا کیلیے خاص کیے گئے ہین اسمین شریک کرنا اسکو شرک کہتے ہین مثلاً کسی شے کو وقار تا سامنے رکھکر وقار کرنا اسکو شرک کہتے ہین مثلاً قبرون کو سجدہ کرنا یا چومنا یا اُسپر چادر یا غلاف

کپڑے کا یا جال دار پھولون کا پہنانا یا صرف پھول قبر پر رکھنا یہ رسم نصاریٰ کا ہے۔ اور کافرون مین بھی بتون پر پھول رکھتے ہین۔ ایک نئی رسم مسلمانون مین یہ ہوئی ہے کہ بزرگان دین کی قبر کو دھونا بہ نیت وقار کے پانی یا شربت یا دودھ سے بعد اسکے تبرکاً پینا یا تقسیم کرنا اور پینا اور قبر کے چار طرف آراستگی کرنا۔ بزرگان دین کے مزار پر جاکر مدد یا دعا اپنی مرادون کی مانگنا۔ یہ صفت صرف خدا کیلیے ہے جو قبر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ قبرون پر چلہ کش ہونا۔ اعتکاف کا حکم مسجد مین صرف خدا کے لیے کیا گیا ہے۔ ان سب باتون کا رواج تمام ہندوستان مین ہو رہا ہے بلکہ ذریعہ معاش بنا دیا گیا ہے۔ اس متعدی بیماری مین زیادہ تعداد سے مسلمان مبتلا ہو گئے ہین۔

خانقاہ۔ عملیات خانقاہ مثلاً حال وقال جسکا نام وجد رکھا گیا ہے۔ اسکو حضرات خانقاہ بدعت مین نہین داخل کرتے بلکہ عمل صالح مین اُنکے نزدیک داخل ہے۔ جو شخص ان افعال سے یعنے قبر پرستی اور حال وقال کے خلاف ہے اُسکو وہابی کہتے ہین۔ اس سے اُنکا کیا منشا ہے میری سمجھ سے باہر ہے شاید اُنکے بدعتی اعتقاد مین شامل نہین ہے۔

بیشک عمل حال وقال خلاف شرع ہے مذہب کے اصول ہین۔ اور اگر مذہب سے تعلق نہین ہے تو زور آور لغو کھیل ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ یہ صرف مکر و فریب دنیا حاصل کرنے کو شرع کے ساتھ ملایا جاتا ہے اور جہلا فرقہ کو دھوکا دیا جاتا ہے بزرگان دین کا حوالہ دیکر وہ بھی کتابی حوالہ جو کہ مشکوک مصنف کی تصنیف کی ہوئی ہے۔ بعد زمانہ آنحضرت صلعم کے بہتیرے اس قسم کے رواج قائم ہو گئے۔ خدا کا حکم درج کیا جاتا ہے۔ سورہ فرقان رکوع ۵۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ	وہی لوگ اچھے ہین جو کہ اظہار یا شہادت مکر یا

وَالَّذِيْنَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا	فریب یا دھوکے کا نہین کرتے ہین۔ اور جبکہ اُن کو سامنا لغو باتون کا ہوتا ہے نہایت شیخی سے پرہیز کرتے ہین اُس سے۔

اس حکم سے بالکل ظاہر ہوگیا کہ خانقاہین بالکل جال ہین لوگون کو پھانسنے کے لیے مکر و فریب ہے لغو عمل سے۔ قبل کے زمانہ مین یہود و نصرانی بھی خانقاہین قائم کیے ہوے تھے۔ بعد زمانہ نبی کریم کے ان مقامون کو غائب کر دیا۔

نبی کریم نے اس طریقہ عبادت الٰہی کو جائز نہین سمجھا تھا اگر ایسا ہوتا تو خلفا اسکو قائم کرتے۔ تب پھر فعل عبث و لغو ہے واسطے دنیا حاصل کرنیکے دین فروشی کے لباس مین۔

رسومات شادی۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنے جو شخص جس قوم سے مشابہت رکھتا ہے وہ اسی قوم سے شمار کیا جاتا ہے۔ یعنے کفر کا کام کیجیے کہ گویا کفر مین شمار کیا جاوے۔ اس ملک ہندوستان مین نقل بوجہ صحبت ہندؤن کے رسومات مسلمانان ہند مین پیدا ہو گئی ہین خاصکر شادیون مین مثلاً منڈوا۔ کنگنا۔ سہرا۔ دسہرا جسکو چالا کہتے ہین عام طریقے سے امت محمدیہ مین رائج ہو رہا ہے اور یہ بوجہ جہالت مستورات کے وجود مین آیا۔

منڈوا منڈوا کی تاریخ دھوبیون نے ایجاد کی ہے۔ دھوبیون کے ہان کپڑا وافر ہوتا ہے اور اگلے زمانہ مین مہمانون کا مجمع ہوتا تھا۔ چادر جو دھوبیون کے یہان آتی ہین صحن مین بطور شامیانے کے تان لیتے تھے تاکہ اُن کے ہان مہمانون کو آرام ملے اس عمل کو کایستھون نے لیا۔ قبل ایک دو روز صحن مین شامیانہ مہمانون کو بلا کر نصب کرتے ہین اور اُسکے اندر اپنے دیوتاؤن کی پوجا پاٹ کرتے ہین اور بروز شادی دولھا دلہن جب

داخل مکان ہوتے ہین اُس شامیانہ کے نیچے بٹھائے جاتے ہین اور رسومات گونا ادا کرتے ہین۔ اس رسم کو مسلمانان ہند نے بھی مقبول بنالیا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس کنگنا و دسہرا جو ہندؤن کی خاص رسمین ہین مسلمانون نے اختیار کر لین اور اسیطرح دسہرہ یعنے جالا جو سیتاجی کی شادی کے بعد رام چندرجی نے کیا اور جو آجتک ہر سال رام لیلا مین ہوتا ہے ہندؤن کی رسم ہے لیکن مسلمانون نے بھی شادمانی کے ساتھ اس بدعت کو اختیار کر لیا ہے۔

ان بدعات کی وجہ سے خیر و برکت مسلمانون کے گھرون سے رخصت ہو گئی ہے اور یہ بموجب حکم الٰہی نہین ہے خدا نے فرمایا ہے فبان کرہ بما انزلت الیک حبطت یا عمالھم پس جو شخص منکر ہوتا ہے اُس سے جو کہ آترا خدا کی طرف سے مٹجاتا ہے جو کچھ عمل کیا اُسنے اس سے ظاہر ہے کہ ہر مسلمان کے گھر مین قرآن پاک کی تلاوت نماز و روزہ کی پابندی ہے مگر خیر و برکت نہین جو لازمی کہا جا سکتا ہے کہ بوجہ بدعات کے ہے۔

تعزیہ داری۔ تعزیہ داری کو بعض فرقہ مسلمان کے علما نے ناجائز و بدعتی قرار دیا ہے مگر اُنکو خیال نہین ہوا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے جدامجد کیلیے خدا نے فرمایا ہے سورہ الم نشرح مین ورفعنا لک ذکرک یعنے بلند کیا ہم نے تیری یاد کو (یہ انعام ہے ایثار کا) عبادت مین امت کو حکم ہوا ہے یاد کرنے کا۔ اور میلاد بھی ہوتا ہے بطور ذکر کے مگر اُنکی ذریات کا ذکر کچھ نہین ہوتا جنھون نے ویسا ہی ایثار کیا کسقدر اخلاقی بدتہذیبی ہے۔ واقعہ شہادت کربلا جو بعد وصال آنحضرت صلعم کے ہوا اسکو اسیطرح سمجھنا لازم ہے کہ جو کچھ جدامجد امام حسین علیہ السلام نے کیا ہے یہ بالکل خدا کی طرف سے تھا۔ بندونکو سبق ایثار کا سکھانے کیلیے اُنھون نے دین کے حق کے واسطے اپنی جان کو قربان کیا۔ خدا کا

کام ایسا ہی ہوتا ہے تاکہ بندے سیکھین سبحی اللہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو خدا کے حکم سے ذبح کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے نماز مغرب کی امامت کی نماز مین پانچسو آدمیون کی جماعت تھی۔ بعد نماز جہاد کا اعلان کیا۔ بعد اسکے گھوڑے پر سوار ہوے۔ صرف چند اشخاص حضور کے ہمرکاب ہوے بقیہ تمام لوگ بھاگ کھڑے ہوئے یہ کیا تھا آزمایش پروردگار سچے اور دغاباز مسلمانون کی تھی۔ سبحان اللہ۔ یہ محرم اظہار واقعہ شہادت کی یادگار ہے۔ اس واقعہ کو مختلف جگہ مختلف طور پر ادا کیا جاتا ہے۔ اور ہر جان نثار نبی کریم کے لیے لازمی اور ضروری ہے اخلاقاً کہ اسکے نواسے کے ساتھ بے رحمی سے سلوک ہونے کے واقعہ کو مثل عبادت کے ذکر کرین۔ یہ تعزیہ داری اُسی واقعہ کی یادگار ہے۔ جس طور سے حضرت اسمٰعیلؑ کے واقعہ کی یادگار مین جانور کی قربانی قائم ہوئی ہے۔ چونکہ کوئی نبی نہین ہین۔ اس لیے خدا کے حکم سے کوئی یادگار ویسی ہی نہین مقرر ہوئی۔ مگر امت محمدی کا کیا فرض منصبی ہے؟ انکو لازم ہے خود قائم کرین یہی محرم ہے۔

بہتیرے شرعی امورات خراب بنا کر عمل کیا جاتا ہے اسی طور سے اسمین بھی بیگا رہی خدا کا حکم ہے کہ شرع کے مطابق کام کرو۔ امر بالمعروف مگر کتنے مسلمان اس زمانہ مین مطابقت کرتے ہین۔ اُسی طور سے یہ بھی ہے۔ اگرچہ شرعی امر نہین ہے مگر اخلاقی عمل بموجب حکم خدا کیا جاتا ہے یعنے ذکر محبت خدا کے نواسہ کا۔ چونکہ خدا کی راہ مین جان دی ہے۔ اس ملک ہندوستان مین بوجہ صحبت غیر مذہب کے اُنکے رسومات یعنے نمایشی شئے کو پکڑ لیا۔ یہ تعزیہ صرف نمایشی ہے۔ بطور پرستش ہرگز نہین ہے۔ ہرگز شرک نہین کرتے ہین۔ جیسا قبر پرستی سے ہو رہا ہے۔ مگر انکار نہین کیا جا سکتا۔ ردوبدل کرنے کی

ضرورت ہے۔ چونکہ جہلا اس یادگار کو بُرے طریقے پر برتتے ہین یہ قصور کس کا ہے۔ خدا نے فرمایا ہے کہ جو شے ہمارے نام سے نامزد کی جاوے مثلاً جانور وغیرہ وہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاوے۔ خدا نے اپنے محب نبی کی اطاعت بمقابلہ اپنے رکھی ہے اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ اور اہلبیت کیلیے بھی یہی حکم ہے۔ تب خدا کے محب نبی کے نواسے کے نامزد کو عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا تو کیا مضائقہ اخلاق ہو سکتا ہے۔ یہ بھی اطاعت خدا و رسول کے شمار مین سمجھا جا سکتا ہے۔ خدا کے کام مین شہید ہوے ہین۔ خدا نے فرمایا ہے سورہ بقر رکوع ۱۸ مین۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ ۝

مت کہو اسکو جو قتل ہوا ہے خدا کی راہ مین کافرون سے لڑکر جسمین اپنی غرض کچھ نہ تھی۔ مُردہ ۔ مرے نہین ہین بلکہ زندہ ہین غیب کے عالم مین ہین مگر تم نہین دیکھتے ہو کہ انکی کس طرح کی زندگی ہے۔ امام حسین علیہ السلام زندہ ہین۔ تب پھر عمل بدعت کیسے ہو سکتی ہے۔

—(۞)—

تعمیر قبر۔ جو لوگ اپنے کو اہل حدیث کہتے ہین یعنے پیرو شریعت یہ لوگ قبرون کی تعمیر کو ناجائز سمجھتے ہین انکی شریعت شاید ذاتی بنائی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ تعمیر قبر آنحضرت صلعم کے زمانہ مین اور صحابہ کے زمانہ مین اور اہلبیت کے زمانہ مین ہوتی تھی اور خدا تعالےٰ کا حکم بھی ہے دیکھا جاوے۔ تعمیر قبر بموجب حکم خدا ہے۔ حکم خدا کو بدعت کہنا ہی بدعت ہے کہ شرع مین اپنی رسالے کو شامل کرتا ہے۔ سورہ کہف رکوع ۳۔

اِذْ يَتَنَازَعُونَ

جب لوگ آپسمین جھگڑنے اور مباحثہ کرنے لگین

بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا

اصحاب کہف کے بارے مین پھر کہا کہ ایک عمارت یادگار کی خوابگاہ اصحاب کہف کی جگہ پر بنادی جاوے تاکہ لوگ پہچانین اور جانین کہ یہان پر وہ اصحاب کہف سوتے تھے۔

اس فرمان سے صاف ظاہر ہوا کہ جہان پر میت دفن ہووے وہان پر کسی طریقہ کی عمارت پختہ بطور یادگار جو کہ ہمیشہ کیلیے ہو بنانا ناجائز نہین ہے۔ آجکل اسقدر شور و غل قبرون کے پائمال کردینے کا ہو رہا ہے یہ کون شریعت ہے۔ سوائے اسکے کہ انکی ذاتی شریعت ہے۔ خدا کا حکم ہے کہ کوئی پختہ شکل کی عمارت اس مقام پر ہو۔ اسلیے قبرون کا بنانا بحکم خدا ہے۔ اور قبرون کی زیارت بہدایت رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہے اسلیے ہملوگون کو بجالانا لازمی ہے مگر اس حد پر نہ پہونچنا چاہیے کہ بدعت ہو جائے۔ یعنے صاحب قبر سے دعا اپنی مرادون کی مانگی جاوے یہ عوام الناس مین نہایت بڑی بیماری پھیلی ہوئی ہے قبرستان پر حکم رسول صلعم ہے کہ صاحب قبر کی بخشایش کیلیے دعا مانگنا چاہیے۔

جبکہ اسلام نیا تھا اُس زمانہ مین آنحضرت صلعم نے قبرستان پر جانے کی ممانعت کی تھی اسلیے کہ بت پرستی سے لوگ نئے مسلمان ہوے تھے اور عادی تھے پرستش کرنے کے یہ خوف تھا کہ نئے مسلمان شاید قبرون کے ساتھ ویسا ہی کرنے لگین۔ مگر تھوڑے روز کے بعد جبکہ مسلمانون کا دل احکام الٰہی کیطرف مضبوط ہوگیا تو قبرستان پر جانے کی اجازت دیدی آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ہان تم سے پہلی قومون نے اپنے پیغمبرون اور بزرگون کی قبرون کو عبادت گاہ بنالیا تھا دیکھو تم ایسا نہ کرنا مین منع کیے جاتا ہون۔ یہ وصیت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ جتنے عرس ہوتے ہین اُسمین لوگ خواہش سے شرکت

کرتے ہین اور بہتیرے اُنہین سے صاحب قبر سے اپنی مراد کی دعا مانگتے ہین۔ کم از کم جہلا عوام الناس مین یہ مرض ضرور پھیلا ہوا ہے اور مستورات مین بہت زیادہ ہے۔ اگر بیجا نہ سمجھا جائے تو مصنف اپنے تجربہ کا قصہ بیان کرے۔ مصنف جسوقت دیہات مین رہتا تھا وہان اُسکے جدامجد مخدوم کا مزار ہے اور اس مزار کا خاندان مجاور ہے۔ مین صغر سنی کے زمانہ مین دیکھتا تھا کہ مخدوم صاحب کے مزار پر کپڑے کی چادرین چڑھائی جاتی تھین اور کھانا نذر کیا جاتا تھا۔ اور وہ چادر اور کھانا اور مٹھائی وغیرہ گھر پر آتا تھا جو مجاور کا حق ہوتا ہے۔ مصنف کی والدہ ان چادرون کا کُرتہ بنواکر تبرکاً پہننے کو دیتی تھین اور یہ اعتقاد تھا کہ تندرستی قائم رہے۔ یہ بدعت ہر طبقہ کے لوگون مین موجود ہے۔ اسی کو عبادت گاہ کہتے جس کو حضور عالی نے منع فرمایا۔ ایک بار جبکہ میرا سن سات یا آٹھ برس کا تھا گھوڑے پر سے گرا اور کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی اسکو جبار سے بٹھلایا گیا مگر ہڈی نہ بیٹھی۔ کلائی کے سامنے ہڈی بلند رہی مجبوراً مصنف کی والدہ نے مخدوم صاحب کے مزار پر بھیجنا شروع کیا روزانہ مزار کی خاک کلائی پر ملی جاتی تھی اور دعا مانگی جاتی تھی۔ مالش کی وجہ سے کلائی اچھی ہوگئی (اگرچہ کچھ نقص ابھی تک باقی ہے) یہ اعتقاد ہوا کہ مخدوم صاحب کے دعا مانگنے سے اور انکے مزار کی خاک ملنے سے کلائی اچھی ہوئی۔ جو منت مانی گئی تھی وہ خوب چراغان وغیرہ کے ساتھ پیش کیگئی۔ ہمارے گھر مین ہر سال بتقریب فاتحہ برسی یعنے عرس ہوتا تھا جسکو میرے بھائی کرتے تھے مگر مین نے بھائی کے انتقال کے بعد اُٹھا دیا۔

اپنی مرادون کی دعا بزرگان دین کے مزار پر مانگنے کا عام طریقہ سے اعتقاد ہو رہا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بزرگان دین کی روح قبر کے اندر رہتی ہے۔ یا روح

سنتی ہے دعا کو تب انکی روح سے سفارش کرتے ہین اپنی مرادون کی۔ اسکے واسطے چلہ کشی ہوتے ہین اور منتین مانتے ہین۔ اتفاق سے انکی مراد مثلاً بیٹے کی۔ نوکری کی۔ مقدمات کے جیتنے کی وغیرہ وغیرہ علے ہذا القیاس جبکہ حسب دلخواہ ہوجاتا ہے ان کے اعتقاد بہت زیادہ مضبوط ہوجاتے ہین۔

خدا نے کہا ہے کہ شفاعت یا سفارش میرے ہاتھ مین ہے۔ خدا نے فرمایا ہے سورۂ انعام رکوع ۹ مین۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا۔	کہہ سوا اللہ کے کسی سے دعا نہ مانگو نہ فائدہ کرین نہ نقصان۔

یہ کس قدر جہالت ہے کہ مزار کی دعا کی برکت سے مرادین حسب دلخواہ ہوتی ہین۔ خدا نے فرمایا ہے سورۂ فاطر رکوع ۲-۳ مین۔

اِنْ تَدْعُوْھُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ۔	جس سے دعا مانگتے ہو وہ تمہاری دعا کو نہین سنتے ہین۔

وہ مرادین اپنے وقت پر ضرور ہوتین۔ قبر سے دعا مانگتے یا نہ مانگتے۔ جس کو خدا نے روز ازل سے لکھ دیا ہے وہ اپنے وقت پر ضرور ہوتا ہے۔ ہر کام کے لیے اللہ نے ایک وقت مقرر کر دیا ہے کُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ مثلاً مصیبت، راحت، نعمت سب کے ملنے کا وقت مقرر ہے وہ اپنے وقت پر ہوتا رہتا ہے۔ خدا کا حکم قبر کے بارے مین ہے اسکو درج کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ عرس و فاتحہ برسی وغیرہ وغیرہ لغو کام ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ سورہ مومن رکوع ۱۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔	مسلمانون کو ایسی لغویات سے بچنا چاہیے۔

جتنے رسومات عرسون مین قبرون پر کیے جاتے ہین بالکل لغویات ہین۔ مصنف نے ایک جگہ کی خانقاہ کا عرس دیکھا وہ تماشا دنیاوی لذت کے خیال سے قابل دیکھنے کے ہے۔ اسمین ایک گاگر کا جلوس نکالا جاتا ہے جب وہ جلوس مزار پر پہونچ جاتا ہے تو اُسوقت لوگ جھنڈے کے جھنڈ پرستش کیلیے مزار پہ گرتے ہین وہان ہر قسم کی بدعت ہوتی ہے۔ خدا نے اطلاع کی ہے کہ نبی اور بزرگان دین سے بلکہ بتون سے بھی پرسش ہوگی کہ تم اپنی پرستش کرلتے تھے اور وہ جواب دینگے کہ ہمکو علم نہین تھا۔

خدا تعالےٰ نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے وہ درج کیا جاتا ہے واسطے غور کے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہین انکو علم نہین ہے کہ وہ خدا کے بیٹے کر دالنے جاتے ہین اور اس صدا کو نہین سنتے ہین پھر بزرگان دین کب سنتے ہین۔ سورۂ مائدہ رکوع ۱۶۔

(۱) وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ط اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ط تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ہ مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِہٖٓ اَنِ اعْبُدُوا	قیامت کے دن اللہ پوچھے گا اے عیسےٰ ابن مریم کیا تو نے لوگون سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری مان کو بھی معبود ٹھہراؤ۔ وہ جواب دیگا سبحان اللہ مجھ سے یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ مین ایسی بات کہتا جو میرے لائق نہ تھی۔ مین اگر کہتا تو تو خود جانتا۔ میرے دل تک کی بات کو تو جانتا ہے۔ البتہ مین نہین جانتا کہ تیرے دلمین کیا ہے۔ بیشک تو غیب دان ہے۔ مین نے لوگون سے وہی کہا تھا جیسا کہ تو نے

اللہ ربی و ربکم	مجھے سکھایا تھا کہ اللہ تعالےٰ میرا اور تمھارا رب ہے اسی کی پرستش کرو
(۲) یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب -	سب نبیون کو جمع کریگا اللہ پھر کہیگا کیا جواب قبول کی تھی اپنی امت سے جواب دینگے ہمکو کچھ علم نہین ہے تو غیب کا جاننے والا ہے -

پڑھنے والے کے خیال مین آویگا کہ اس آیت سے اور مزار سے کیا میل ہے - یہ عرض کردیا گیا ہے کہ دفعات قانون کا مشابہ حال مین میل کیا جاتا ہے - حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے نصاریٰ دعائین اور درخواستین مرادون کی کرتے ہین - اسی طور سے مسلمان اہل قبور سے مانگتے ہین - یہ خاص قوت یا اوصاف خدا کیلیے ہے نہ کہ اہل قبور کیلیے - خدا کی قوت مین شریک بنایا جاتا ہے - بیشک اہل قبور سے پرستش ہوگی کہ لوگ تمھاری قبر کی پرستش کرتے تھے - پرستش وہی ہے کہ مصنوعی آراستگی کرنا کسی شے کا بہ نیت وقار وعزت وبزرگی - شریعت یہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی سے کسی قسم کی دعا نہ مانگو - رکوع وسجدہ خاص خدا کیلیے ہے ارکان ہے - بزرگان دین کے مزار پر جاکر دعا مانگنا نہ کلام الٰہی مین ہے اور نہ ہدایات رسول مین ہے اگر ایسا ہوتا تو ہم لوگون کے سردارون کو اپنی اُمت سے اسقدر محبت تھی وہ ضرور فرماتے کہ انکی روح مدد کریگی اپنے امورات دینی ودنیاوی کو سمجھایا بھلا اس ضروری امر کو کیونکر چھوڑ دیتے اور اسی قبر یا روح کے تعلق کو منع کیا - خدا نے فرمایا ہے سورہ یونس رکوع ۱۱ مین -

(۱) لا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک	ماسوا اللہ تعالےٰ کے کسی سے دعا کے خواستگار نہو وہ نفع اور نقصان کچھ نہین کرسکتا ہے -

(۲) فَاعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۔	عبادت کرو اللہ کے لیے خالص بنا کر ۔
(۳) لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝	اللہ ہی سے دعا مانگنا جو کہ برحق ہے اور درست ہے جو لوگ اللہ کے سوا دوسرے سے دعا مانگتے ہیں یا پکارتے ہیں اپنی پریشانی میں (گویا خدا اسکے ساتھ شریک کرتے ہیں) نہیں سنتا انکی دعا یا پکارنے کو کوئی ۔ اور ان کی حاجت پوری نہیں ہوتی ہے ۔ انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پیاسا سامنے دونوں ہاتھوں کو پانی یا کنوئیں کی طرف پھیلائے اور پانی کو پکارے کہ منہ میں از خود چلا آئے ۔ اور پانی بغیر اسباب کے نہیں پہنچنے والا ہے ۔ اسیطرح سے سوائے خدا اسکے دوسروں سے دعا مانگنا ہے ۔ یعنے حاجت پوری نہیں ہونیوالی ہے اور دعا گمراہونکی ذلت کی حالت میں ہوتی ہے یعنے بالکل بیکار و غیر مفید ہے ۔
(سورۂ رعد رکوع ۲)	

قبر میں روح ۔ عوام الناس کا عام خیال ہے کہ روح قبر میں ہوتی ہے ۔ یہ اُن کو علم نہیں ہے کہ جسم کے پنجرے کو دفن کیا ہے ۔ روح اسمیں نہیں ہے ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ جہاں وہ مرتا ہے روح کو کچھ دن وہاں سے تعلق رہتا ہے اور جس جگہ دفن ہوتا ہے وہاں روح ہوتی ہے ۔ اوپر بتا دیا گیا ہے کہ موت نام ہے روح کا جسم سے علیحدہ ہونا جیسے چڑیا ایک پنجرے میں جب چڑیا اُڑ گئی تو پنجرا خالی ہوگیا ۔ مرنے کے بعد قبر میں

نکیرین پرسش کرتے ہین مُردے سے تب پھر یہ ضرور ہے کہ خدا تعالےٰ جیسے سونے والے کی روح واپس کرتا ہے اسی طور سے برزخ سے روح واپس آجاتی ہوگی. جسوقت جسم سڑگل کر خاک ہوگیا اور پنجرا باقی نہ رہا تب پھر روح کے بیٹھنے کی جگہ کہان رہی ۔ کیا روح کی آمد و رفت اُس مٹی سے ہوتی ہے ۔ روح کی جگہ تو برزخ ہے اسکی مددین فرمان الٰہی سورہ مومنون رکوع ۶ مین ۔

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ	بعد مرنے کے قیامت تک برزخ مین رہنا ہے

دوسری آیت جسم کے بارے مین ہے وہ بھی دیکھی جائے ۔

(۱) يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ ۔	قیامت کے دن وہ اجداث سے پھر نکالے جائینگے ۔
(۲) وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۔	تو نہین سُنا سکتا مردہ کو جو کہ قبر مین ہین ۔

اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ انسان کے مرنے کے بعد جسم اور روح دونون علیحدہ علیحدہ جگہون مین ہوتی ہین ۔ شریعت سے نہین ظاہر ہوتا ہے کہ بزرگان دین کی روح کو خدا بھیجا کرتا ہے واسطے سننے دعا کے صرف قیامت کے دن روح اپنے اجداث کو پہچان کر پنجرے مین داخل ہوکر اور انسان بنکر نکلیگی ۔

اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۔	بیشک خدا نکالے گا اُن کو جو کہ قبرون مین ہین ۔

کلام پاک سے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ روح کی آمد و رفت اجداث سے ہوتی رہتی ہے یعنے مردہ زندہ ہوتا رہتا ہے قبر کے اندر ۔ قبل نزول قرآن مجید کتنے نبی مرچکے ہوے اور اجداث مین داخل ہوے اور قبرین موجود ہین ۔ خدا تعالےٰ روح کی آمد و رفت کو اجداث سے ضرور بیان کرتا مگر چونکہ اسکی ہستی نہین ہے اسی لیے نہین بیان کیا گیا ۔ آنحضرت صلعم نے بھی قبر پرستی کو منع کیا ۔ خدا تعالےٰ نے شہیدون کے

بارے مین فرمایا ہے کہ جسوقت مسلمان جہاد مین شہید ہوتے تھے کافر کہنا شروع کردیتے تھے کہ یہ مرگئے فرصت ہوگئی قصہ ختم ہوگیا۔

لَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ ۰	جو خدا کی راہ مین شہید ہوے تو یہ مت جانو کہ وہ مرگئے۔ بلکہ وہ خدا کی قربت مین ہین اور زندہ ہین اور رزق پاتے ہین (یعنے روحی رزق) اور خوش ہین۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ روحانی موت نہین ہوئی۔ روح علیحدہ ہوگئی جسم سے اور روح برزخ مین اپنے درجہ مین ہوگی۔ اور رزق پاتے ہین یعنے روحانی غذا خوشگوار رزق پاتے ہونگے یہی مطلب ہے۔ لوگون کا خیال یہ ہے اس لفظ پر کہ "رزق پاتے ہین" یعنے گوشت روٹی کھاتے ہین کس قدر غلط فہمی لوگون کی ہے یہ خدا نے نہین فرمایا کہ روح انکی برزخ سے اجداث مین آتی جاتی ہے اور جبکہ انکو پکارا جاتا ہے تو وہان پہونچ جاتے ہین۔ روحون کے رہنے کی دو جگہین ہین ایک سجین دوسرے علیین۔ جیسی روحین بموجب اعمال دنیا کے ہوتی ہین ویسے مقام پر رہتی ہین۔ روحون کے رہنے کی جگہ کو خدا نے برزخ فرمایا ہے۔ اسی مقام مین علیین اور سجین ہونگے۔ علیین کے لفظی معنے اعلیٰ کے ہین یعنے بلند یہ جگہ مومن کیلیے ہے دوسرا مقام سجین اسکے لفظی معنے قیدخانہ کے ہین یہ مقام کافرون کیلیے ہے نبیون کی روحین عرش کے نزدیک رہتی ہین یہان پر سوال یہ ہے کہ کیا نبیون کو جب پکارا جائے تو وہ سنتے ہین۔ اوپر کی آیت پر غور کیجیے تو معلوم ہوجائیگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہین مگر انھون نے انکار کیا سننے سے کہ وہ خدا کے بیٹے پکارے

جاتے ہین ۔ تب پھر مُردے کی روح کیونکر سن سکتی ہے ۔

ان روحون کے بارے مین علما اور مشائخین کے مہمل قصون اور لغو کتابون سے ایسا اعتقاد بنگیا ہے کہ عوام الناس کا اس ملک مین کہ جہان کوئی قبر جنگل یا تنہائی مین دیکھتے ہین ۔ شہید مرد کی قبر بنا کر پرستش کرنا شروع کر دیتے ہین ۔ خدا نے سورہ فاطر رکوع ۳ مین فرمایا ہے ۔

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ۔	نہین تم سنا سکتے ہو اس شخص کو جو کہ مردہ قبر مین دفن ہے ۔

ایک مسئلہ بہت ہی ضروری حل کرنے کی ضرورت ہے ، وہ یہ کہ جسوقت اہل قبر سے دعا مانگتے ہین تو آیا سفارش کرنے کی یا اُن سے بذات خاص ۔ خدا تعالے نے فرمایا ہے ۔

مِنْ دُوْنِہٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ	اللہ کے سوا کوئی دوست اور کارساز اور شفاعت کرنے والا نہین ہے ۔

کیا انکی دعا کو وہ سنتے ہین ؟ کیونکہ خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ مرنے کو تم اپنی واز نہین سُنا سکتے ہو ۔ اس فرمان الٰہی پر غور کیا جاوے ۔

اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی ۔	مرا ہوا نہین سن سکتا ہے ۔

دوسرے احکام الٰہی پر غور کیا جاوے جو کہ بالکل صاف کر دیتا ہے اس غلط فہمی کو ۔

اِنْ تَدْعُوْھُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا	تم ان سے دعا مانگتے ہو یہ تمھاری دعا کو نہین سُنتے ۔ اور اگر سُنا اُن لوگون نے تو نہین قبول

فَاِسْتَجَابُوْا لَکُمْ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ۔ | کر سکتے تمہاری دعا کو۔ اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کرینگے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا تم سے پہلی قومین اپنے پیغمبرون اور اولیاؤن کی قبرون کی عبادت کرتے تھے۔ دیکھو تم ایسا نہ کرنا مین منع کیے جاتا ہون۔

اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اہل قبر سے دعا مانگنا بالکل بیکار ہے اور وہ سفارش بھی نہین کر سکتے یہ بالکل بدعت اور شرک ہے مگر رواج نے اسقدر طول پکڑ لیا ہے کہ اسکا اٹھنا بالکل ناممکن ہے۔ یہ بڑی کہنہ متعدی بیماری ہوگئی ہے۔

آنحضرت صلعم نے وقت وصال کے وصیت کی کہ قرآن مجید کو مضبوط پکڑو اور یہ نہین وصیت کی کہ ہماری روح تم لوگون کی رہنمائی اور مدد کریگی۔

ابتدائے اسلام مین قبرون پر جانے کو منع کیا تھا بعد اُسکے پھر اجازت دی۔ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ تم کو منع کیا تھا قبرون کی زیارت سے۔ اب زیارت کیا کرو بلکہ بعض حدیث مین زیارت کا فائدہ بتایا ہے کہ اس سے دنیا سرد ہوتی ہے اور موت اور آخرت یاد آتی ہے اور لوگ اہل قبور سے اپنی حاجت روائی نہ چاہین اور شرک مین گرفتار نہون یہ ہدایت آنحضرت صلعم کی ہے نہایت افسوس اور دردناک مقام ہے کہ قبرستان کی وجہ سے بے حد شرک ہورہا ہے۔ انکی دعائین بیکار رہوتی ہین خدا نے فرمایا ہے سورۂ مومن رکوع ۶ مین۔

وَمَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۝ | اور دعا منکرون کی ذلت مین رہتی ہے یعنے قبول نہین ہوتی ہے۔

قبر پر جا کر مصیبت وغیرہ کی دعا مانگنے کے بارے مین سورہ حج رکوع ۲ دیکھا جاوے

غیبت - یہ ایک عام بیماری ہر طبقہ میں مسلمانوں کے ہوگئی ہے اور اسکی طرف کوئی غور و فکر نہیں ہوتی ہے کہ کس قدر عدول حکمی اپنے پروردگار کی کرتے ہیں - عام صحبت میں سوائے غیبت کے کوئی گفتگو نہیں ہوتی یہ سخت برائی کی علامت ہے -
جاننا چاہیے کہ غیبت اُسے کہتے ہیں کہ کسی شخص کی بُرائی یا عیب جوئی یا شکایت کی جائے اور وہ موجود نہو اور ایسی شکایت کہ اُسکے روبرو کہنے کی جرأت نہو اسکے بارے میں بہت سی حدیثیں موجود ہیں - مگر صرف فرمان الٰہی درج کیا جاتا ہے - سورہ حجرات میں ملاحظہ ہو -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ○

اے ایمان والوں پرہیز کرو اور بچتے رہو بہت گمان سے جو ایک بات میں کرتے ہو بیشک بعض گمان گناہ ہے اور جاسوسی مت کرو کسی کی اور پیٹھ پیچھے بُرا مت کہو کیونکہ جو عیب جوئی کریگا وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائیگا اُسے تم پسند کرتے ہو اللہ سے ڈرو - اللہ توبہ قبول کرنیوالا رحیم ہے -

دوسری آیت ملاحظہ فرمائیں -

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظُلِمَ

خدا کو پسند نہیں آتا کسی کی بری بات کو - عیب کو کہنا - مگر وہ شخص جسپر کسی نے ظلم کیا ہے اسکا کہنا یا شکایت کرنا مضائقہ نہیں ہے -

غیبت کرنے کی اجازت ان اغراض پر ہو سکتی ہے (۱) کافر کی غیبت کرنی

(۲) حاکم کی بد انصافی پر (۳) مظلوم جس کے اوپر نا حق ظلم ہو رہا ہو (۴) کوئی شخص دین کی راہ سے گمراہ ہے بہ نیت درستگی ایسے کی شکایت کرنا جائز ہے۔

جاسوسی - یہ بھی ایک بڑی علامت بیماری کی ہے صحبت میں ایک دوسرے کی برائی کرنا اور جستجو کرنا اُسکے حالات کی کہ کس طرح سے اسکی زندگی بسر ہوتی ہے علے ہذا القیاس یہ بہ نیت حسد کے کیا جاتا ہے (گفتگو) اس نافرمانی خدا کی وجہ سے مسلمانون مین کسقدر کھلا کھلا نقصان پہونچ رہا ہے مگر احساس نہین ہے۔

جھوٹ بولنا کوئی عیب نہین سمجھا جاتا ہے بلکہ حسن اخلاق سمجھا گیا ہے یہ ایک نہایت متعدی بیماری پھیلی ہوئی ہے خدا تعالےٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ خدا نے فرمایا ہے۔

اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى -	جھوٹ بات کو سچ بولو اگرچہ تمہارے رشتہ دارون کا نقصان ہو۔

سورہ آل عمران مین لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ یعنی لعنت خدا تعالےٰ کی جھوٹ بولنے والے پر۔ اسلئے خدا پناہ دے۔

تعصب - یہ بھی ایک بڑی بیماری قلب کی علامت ہے، جو ہر فرقہ اسلام مین موجود ہے خصوصاً شیعہ اور سنی مین خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ	تمہارا دین تمہارے واسطے اور ہمارا دین ہمارے واسطے
اور دوسرا فرمان الٰہی	
لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ	دین مین کراہیت نہ ڈالو یعنے تعصب نہ کرو۔

ایفائے وعدہ خلاف وعدگی ایک عام مرض ہے بلکہ وضعداری سمجھا گیا ہے وعدہ کرتے ہین اور ایفا کرنے کی کوئی پرواہ نہین - یہ کھلی ہوئی بیماری ہے حاجت بیان نہین ہے یہ حکم خدا ہے -

اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا -	پورا کرو اپنے وعدہ کو بیشک وعدہ کی پرسش ہوگی قیامت مین -
اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ -	وعدہ کو ایفا کرو -

حقوق انسان اور صلۂ رحم - یہ ایک بہت تکلیف دہ اور متعدی بیماری پھیلی ہوئی ہے خدا تعالے نے قوتین اور نعمتین مختلف درجہ کی درجہ بدرجہ اپنے بندون کو عنایت کی ہین بندہ کا فرض ہے کہ انکو بطور حق کے استعمال کرین - حقوق برادران ہین اولاد، والدین زن وشو، بھائی بہن، قرابت مند داخل ہین - اور حقوق انسان مین غیر قرابت ہمسایہ ہمنشین، یتیم، مساکین، مسافر، سائل جو سوال نہ کرے - تنگدست، مصیبت زدہ داخل ہین - پھر حقوق قوم یا ملکی -

خدا تعالے نے جسکو جتنا قریب قرابت بنایا ہے اسی درجہ اسکے لیے حق کا بھی حکم کیا ہے - احکام الٰہی صاف طور پر موجود ہین - سورہ بقر رکوع ۹ -

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ -	اور مان باپ سے بھلائی کرو اور اپنے قرابت والون کے ساتھ نیکی کرو اور یتیمون اور محتاجون کے ساتھ بھلائی کرو اور سب لوگون کے ساتھ اچھی باتین کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو -

یہ قول یہودیون سے لیا گیا تھا مگر بعد اسکے اپنے قول سے پھر گئے لیکن تھوڑے

قول پر قائم رہے یعنے جو توریت مین لکھا تھا اسپر قائم رہے ۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۔

مسلمانون تم کو حکم ہے کہ جب تم مین سے کسی کو موت آنے لگے اور مال چھوڑنے والے ہو تو والدین اور رشتہ دارون کیلیے مناسب طور پر وصیت کر دو ۔ متقی لوگون پر فرض کیا گیا ہے ۔

دوسرا فرمان الٰہی قرابت والون کے لیے سورۂ انفال مین درج ہے ۔

أُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ

صاحب قرابت ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہین ۔

اور سورۂ روم رکوع ۴ مین درج ہے ۔

فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ

رشتہ دارون کو حق دو ۔

صلہ رحم کے لیے یہ خدا تعالے کی تاکید ہے ۔ حالانکہ ان احکام کو لوگ جانتے ہین پھر بھی خلاف کرتے ہین یعنے خدا تعالے سے مقابلہ کرتے ہین ۔ یہ ایک عام بیماری صلہ رحم کے توڑنے کی مسلمانون مین پھیلی ہوئی ہے ۔ جو شخص صلہ رحم کو توڑتا ہے دربار عالی مین وہ مردود اور ملعون سمجھا گیا ہے لَعَنَهُمْ قَطْعَ الْأَرْحَامِ یہ تو سخت احکام الٰہی ہے اور مسلمان اسکے خلاف کر رہے ہین پھر یہ مسلمان کیسے کہلا سکتے ہین ۔ سورہ محمد رکوع ۳ ۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ

پھر تم سے کیا امید ہے اگر مالک اور والی ہو لوگونکے تب خرابی اور ہنگامہ مچاؤ ملک مین خود رائی اور تکبری سے اور قطع ارحام کرو یعنے اگر تم کو مقدرت ہو تو حق برادری کو توڑو اور لڑائی اور دشمنی کرو ۔

سورۂ نسار رکوع ۱ مین ارشاد ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ

ڈرتے رہو خدائے تعالےٰ سے جسکی قسم کھایا کرتے ہو۔ اپنے رشتہ دارون کا حق ادا کرتے رہو بیشک خدائے تعالےٰ تم پر نگہبان ہے۔

کلام پاک کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے لعنت بھیجی ہے شیطان اور کافر اور یہود اور جھوٹ بولنے والے پر۔ اور قطع ارحام کرنے والے یعنے حق تلفی کرنے والے پر۔ حق تلفی کا جرم فی زمانہ کثرت سے ہے۔ قریب قریب زیادہ تعداد مسلمانون کے خاندان مین موجود ہے اور یہ جرم نہین سمجھا جاتا ہے۔

ایک واقعہ حال کا بیان کیا جاتا ہے جو مصنف کا تحقیق شدہ ہے کہ ایک عورت نے عدالت مین حلفاً شہادت دی اور اپنے بیٹے کو بیٹا ہونے سے انکار کیا صرف اپنی جائداد سے حق تلفی کرنے کیلیے۔ یہ ایک عجیب واقعہ مان بیٹے کا ہے۔ بھائی بھائی۔ بھائی بہن۔ اور رشتہ دارون کی حق تلفی کے واقعے تو ایک معمولی بات ہے اسکا تماشہ عدالتون مین یا رجسٹری آفس مین یا وکلا کے آفس مین جہان عرضی دعویٰ تیار کیا جاتا ہے۔ جھوٹے گواہ تعلیم کیے جاتے ہین۔ جھوٹی گواہی دینے کو کوئی عیب نہین سمجھتے ہین۔ جسکے لیے خدا نے منع کیا ہے۔ صلہ رحم توڑنے مین اسقدر کوشان رہتے ہین کہ ایک دوسرے کے بدخواہ یہانتک کہ جیلخانہ مین بھیجنے کی کوشش کرتے ہین۔ عدالت اور وکلا کی آمدنی بناتے رہتے ہین اور دن رات اسی مین مصروف رہتے ہین۔ خدا کے فرمان کی بیشک تصدیق ہوتی ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

وہی لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے وہ سچی بات

فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ۔	سننے اور راہ راست کے دیکھنے سے اندھے ہوگئے ہین ۔

ہاے زمین کیون نہین پھٹ جاتی ۔ آسمان کیون نہین ٹوٹ پڑتا ۔ دنیا کا طبقہ کیون نہین اُلٹ جاتا ۔ جبکہ یہ حالت اسلام کی ہوگئی ہے ۔ مسلمان جس حال کو نہ پہونچین کوئی تعجب نہین ہے ۔ بلکہ بہت تھوڑا اسوقت ہو رہا ہے ۔ ایسی نافرمانی مین کتنی قومون پر عذاب آیا ۔ مسلمان عذاب سے بری ہو رہے ہین صرف ہم لوگون کے نائب مالک کی دعا کی بدولت

خیانت ۔ خداے تعالے نے آنحضرت صلعم کو قرآن مجید عنایت کیا اور اُنھون نے اپنی امت کو امانت دیا اور ہدایت کی کہ اسکو مضبوطی سے پکڑو تو اچھے رہوگے ۔ اس امانت مین بالکل خیانت ہو رہی ہے ۔ قرآن مجید کا استعمال غیر معمولی طور جو کہ خلاف حکم ہے ۔ مالی خیانت ایک معمولی بات ہے ۔

حسد ۔ بغض ۔ عیب جوئی ۔ سخن چینی ۔ ان سبھون کا نتیجہ **نا اتفاقی** ۔ یہ خاصکر بیماری اہل سنت مین ہے ۔ خداے تعالے نے فرمایا ہے ۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۔	آپس مین دو جھگڑو ورنہ منتشر ہو جاؤ گے اور تمھاری ہوا اُکھڑ جائے گی ۔ اگر نقصان پہونچے صبر کرو ۔

اس قلب کی بیماری کو اوصاف حمیدہ مین داخل کر لیا ہے ۔ نقصانات پہونچ رہے ہین اور برداشت کرتے ہین مگر وجوہات کو نہین سمجھتے ہین ۔ اپنے نقصانات اور ناکامیابیون کا الزام تقدیر پر لگاتے ہین ۔ افسوس لوگون نے تقدیر کو پوری طور سے نہین سمجھا ہے ۔

خداے تعالے نے دنیا کو قائم رکھنے کیلیے روزی کو درمیان انسان کے تقسیم کر دیا ۔ روزی کو آسمان و زمین مین دیدیا ہے اور انسان حاصل کرتا ہے اور درجہ بدرجہ

انسان کے روزی کو تقسیم کیا ہے۔ پھر خدا ے تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ روزی کو تلاش کر کے حاصل کرو۔ پھر فرمایا ہے کہ جتنی کوشش کروگے اُتنا ملیگا۔ ان احکام پر خوب غور کیا جاوے۔ روزی کی تلاش کیلیے سرمایہ بھی بتادیا ہے۔ کوئی بات انسان کیلیے بلا ذریعہ وحیلہ یعنے بغیر حیلہ نہین دیتا۔ روزانہ کے تجربہ سے واقفیت حاصل ہوتی ہے کہ سرمایہ کیلیے سامان بھی ہونا چاہیے۔ وہ سامان کیا ہی؟ اپنی ذاتی کوشش بموجب قوت ودماغ۔ جس طرف دماغ کا رجحان ڈالا جائیگا ویسا حاصل ہوگا۔ یعنے جتنا کسب کروگے اتنا پاوٴگے مگر پانے کیلیے سرمایہ اچھا ہونا چاہیے۔ اسکے بارے مین خدا ے تعالےٰ نے اعرابیون کو سورہ حجرات مین ہدایت کی تھی "لِتَعَارَفُوْا" یہ ہدایت کا لفظ نہایت بیش قیمت ہے ہر حرف اسکا موتی سے گتھا ہوا ہے۔ آنکھون سے دیکھا جاوے اور دماغ سے خیال کیا جاوے کہ غیر قوم یعنے غیر مذہب کے لوگ اسکے برتنے سے کس قدر فائدہ اُٹھا رہے ہین۔ مسلمان اپنے تئین غور کرین اور مقابلہ کرین تو کیا پاتے ہین۔ اسکا جواب خود اپنے تئین دین مصنف کا جواب افسوسناک ہے۔

جب مسلمان بُرائیون سے آلودہ ہوگئے اور سرمایہ اور سامان خراب ہوگیا تب ذاتی کوشش کرنے لگے۔ اس ہوا مین کہ سرمایہ یعنے حسد۔ بغض۔ نکتہ چینی۔ عیب جوئی۔ غیبت۔ ایک دوسرے سے رشک۔ ہمدردی بالکل غائب۔ نااتفاقی کی ہوا بہت تیز اس تیز ہوا سے گرے ہوے ہین۔ تب پھر کیا آپ مالی ترقی کرسکتے ہین۔ آپ کو خدا نے فرمایا ہے "لِتَعَارَفُوْا" تب پھر تقدیر کا کیا قصور ہے۔ مالی تقدیر سرمایہ و سامان کے ساتھ لگی ہوئی ہے اسی لیے خدا ے تعالےٰ نے "لِتَعَارَفُوْا" کہا ہے

جتنی کوشش یا کام کرتے ہین سب خدائے تعالےٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ سب کام کا انجام اللہ کے ہاتھ مین ہے اور خدائے تعالےٰ آپ کے سرمایہ کو دیکھتا ہے ویسا انجام دیتا ہے۔ اگر آپ کا سرمایہ وکوشش خراب ہے تو ویسا نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔ تقدیر کا مسئلہ جب آویگا پھر اُسپر بحث کی جائیگی۔ یہ بہت ضروری چیز ہے اور لوگ بالکل غافل ہین۔ المختصر تقدیر عمل صالح کے ساتھ ملی ہوئی ہے یہی تقدیر ہے۔

حقوق انسان وقوم وملک۔ خدائے تعالےٰ نے ان حقوق کو بھی ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ملکی امورات مین بھی ہمدردی کرنے کا حکم حقوق انسان کیلیے ہے۔

اوقاف۔ اسکے لیے ایک ثلث کرنے کا حکم ہے۔ لوگ ضرور وقف کرتے ہین اپنی جائدادون کو۔ بلکہ اس حد کو پہونچا ہے کہ حق تلفی کرکے کیا جاتا ہے۔ اس سے نافرمانی خدائے تعالےٰ حاصل ہوتی ہے جو کہ قطع ارحام مین لکھدیا گیا ہے۔ جتنے اوقاف ہوتے ہین صرف ذاتی نمائش ونام ونمود کی (ریاء) کیلیے۔ فی سبیل اللہ نہین کرتے ہین یعنے خدائے تعالےٰ کی رضامندی کی تلاش کیلیے۔ خدائے تعالےٰ قلب کو دیکھتا ہے۔ ایسے وقف سے حقوق انسان ضرور ادا ہوتا ہے مگر ریا کی وجہ سے خدائے تعالےٰ کی رضامندی نہین ہوتی ہے۔ اور حق برادران اوسکے لیے ہے۔

آنحضرت صلعم کا حکم۔ ایک صحابی نے کہا کہ ہم اپنی جائداد کو کار خیر مین وقف کرنا چاہتے ہین۔ آنحضرت صلعم نے منع کیا اور فرمایا کہ صرف جائداد کی آمدنی اپنی زندگی مین وقف کرسکتے ہو۔ جائداد کے وقف سے حق تلفی ہوگی۔

اخلاقی بدنفسی

خدائے تعالے کا مسلمانون کو حکم ہے کہ ظاہری و باطنی اخلاق کو درست کرو۔ اور اخلاق باطنی کی درستگی کے لیے صاحبان تصوف نے بہت سی کتابین لکھی ہین اور ترکیبین بتائی ہین۔ مصنف اس کتاب مین انسانی اخلاق اور جو ظاہری و باطنی مرضون مین مبتلا ہے انکو دکھلاتا ہے۔

اسمین شک نہین ہے کہ انسان کیلیے اخلاق بہت ضروری ہے جو زیور حسن کو بڑھاتا ہے۔ یعنے حسن اخلاق بہت مشہور زیور ہے۔ حسن اخلاق مثل طلسم یا جادو کے انسان کو مفید ہوتا ہے۔

ظاہری اخلاق۔ ایک دوسرے کی ملاقات وملت تاکہ آپس مین اتحاد پیدا ہو۔ اور ایک دوسرے سے تبدیل خیالات سے واقفیت حاصل ہو اور ایک دوسرے کا مددگار رہو اور ذریعہ حصول دنیا کا ہو۔ آج کل کی ملاقات غرض کی ملاقات ہے اور ایسے شخصون کی ملاقات کہ جنکو دولت و ثروت و عزت حاصل ہے۔ انھین کی ملاقات کے لوگ زیادہ خواہشمند رہتے ہین اس خیال سے کہ بوقت ضرورت منتفع ہون۔ ملاقاتی کیلیے حکم ہے کہ بلا اجازت مکان کے اندر نہ جاؤ۔ پکار کر جاؤ۔ جس درجہ کا شخص ہو اس طور کی تہذیب برتنی چاہیے گفتگو اچھی کرنی چاہیے خدائے تعالے نے فرمایا ہے قولوا للناس حسنا (سورہ بقر)۔

ملاقات کو جہانتک ہوسکے وسیع رکھنا چاہیے۔ ملاقات مین منکسر رہنا چاہیے جو خدمات اس سے ہوسکے اسمین حاضر رہنا چاہیے۔ خندہ پیشانی ہونا چاہیے۔

بعض مقاموں میں ظاہری اخلاق کسی طور سے تندرست نہیں کہا جا سکتا ہے۔ فی زمانہ اگر بسبب ملاقات آپس میں ربط نہیں ہے تو ملاقات کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اسلامی اخلاق وہ ہے کہ غیر شخص نہ سمجھے کہ غیر جگہ میں ہے۔ ایسا اخلاق انگلستان اور فرانس میں برتا جاتا ہے۔ ذاتی تجربہ سے اقرار کیا جاتا ہے کہ اسی ظاہری اخلاق سے ان ملکوں میں ترقی ہو رہی ہے۔ اخلاق اسلام کی ایجاد ہے۔ آنحضرت صلعم کے ہجرت کے زمانہ سے شروع ہوا۔ جب آنحضرت صلعم ہمراہ صحابیوں کے مدینہ منورہ پہونچے اور یہ لوگ بے سر و سامان تھے۔ انصار نے ایسا اخلاق پیش کیا کہ کسی قسم کی تکلیف کا احساس ہونے نہ پایا بلکہ اس حد اخلاق کو صحابیوں کے ساتھ کیا کہ مال اور خدمات یہاں تک کہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر صحابہ کے نکاح میں دینا چاہا۔ یہی اسلامی اخلاق ہے۔ اب صرف شرکت شادی و غمی کا اخلاق باقی رہ گیا ہے۔

اخلاق باطنی۔ یہ وہ اخلاق ہے جسکو اندرونی خیال یا توجہ سے تعلق ہے اس اخلاق میں تندرست ہونے کیلیے سچائی دل لازمی ہے۔ یعنے جو فعل یا امر سرزد ہو وہ خلوص دل سے ہووے یعنے کشش دل و فعل ایک ہووے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو مکاری میں آ جاوے گا یعنے ظاہر میں کچھ اور دل میں اسکے برخلاف اسی کو خدا تعالےٰ نے منع کیا ہے اور اسی کو منافق سے خطاب دیا ہے۔ محبت کشش کی مثال ویسی ہی ہے جیسے والدین کو اولاد کی محبت۔ اگر اولاد کو کوئی تکلیف و رنج پہونچتا ہے تو اسکی تکلیف کا اثر والدین کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور دوسری مثال جب مصیبت یا اذیت پہونچتی ہے تو قلب میں احساس ہوتا ہے یہی باطنی اخلاق ہے

یہی اوصاف ان ناموں سے نامزد ہوئے ہیں۔ نیت۔ نفس۔ اعتقاد۔ اتفاق۔ اتحاد۔ محبت
صبر۔ شکر۔ اگر باطن میں فتور ہے اور سچائی سے دور ہے تب یہ کل اخلاق سچائی سے
بہت علیحدہ ہیں۔ اسلام نے ان امور کیلیے سچائی کی تاکید کی ہے اگر سچائی نہیں ہے
تو مکاری، ریا، نفاق ہے۔ اسکے لیے خداے تعالے نے عذاب قائم کیا۔ صحیح و
سالم عمل کیلیے اخلاق ظاہری و باطنی دونوں ایک ہونا چاہیے اسی کو عمدہ اوصاف کہتے ہیں
خداے تعالے ہر ایک کے قلب سے آگاہ ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ۔

خدا کی ہستی کو ہر مذہب قبول کرتا ہے مگر توجہ اور کشش دل کیلیے بت کو سامنے
رکھتا ہے اسلیے کہ رجحان کشش دل بذریعہ بت کے پیدا ہو۔ اسی کی وجہ
بت پرستی کا رواج ہو گیا۔ پرستش کیا ہے۔ عاجزی وانکساری سے بت کے سامنے
اپنے کو پیش کرنا۔ چومنا۔ سجدہ کرنا۔ دست بستہ سامنے کھڑے رہنا۔ نذر پیش کرنا۔ دل
کو اسکی طرف راغب بنانا۔ خداے تعالے نے منع کیا ہے کہ یہی کفر و شرک ہے۔
خداے تعالے کا فرمان ہے کہ بلا وجود کسی شئے کے اپنے دل کو غیبی خدا کی طرف
حاضر رکھو اور رجوع کرو۔ دل جب ہی حاضر ہوتا ہے جبکہ اسکی بھلائیوں کو اپنے دل
میں ضروری اور مقدم سمجھتا ہے اسی کے حاصل کرنے کو صاحبان تصوف تعلیم دیتے
تھے تاکہ نکتہ سچائی کا پیدا ہو۔ اسی کو صفائی قلب یا تزکیہ نفس کہتے ہیں۔ اسکو اس حد کو
پہونچایا کہ اتنے بزرگان دین ظہور میں آگئے۔ بنیاد تصوف آنحضرت صلعم کے زمانہ سے
ڈالی گئی۔ ایک حضرت جو امام زہنی کے نام سے مشہور تھے وہ جنگل میں اونٹ یا
بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جانور چرتے رہتے تھے۔ وہ خود بیٹھے ہوے خداے تعالے
کیطرف اپنے قلب کو رجوع کیے رہتے یعنے غرق رہتے تھے۔ آنحضرت صلعم کو

خبر ملی انکی ۔ تب ایک صحابہ کو تلاش کیلیے حکم دیا۔ تلاش سے جنگل مین پا گئے اپنی مشغولیت مین مصروف تھے ۔ اُس زمانہ مین کوئی عبادت نہین تھی سوائے کلام پاک کے ۔ یہی وجہ تصوف کی ترقی کی ہے ۔ صوفیون نے بہتیری دعائین کتابون مین لکھی ہین اور لوگ عمل کرتے ہین ۔ مگر بوجہ بد پرہیزی منہیات اسکا فائدہ حاصل نہین ہوتا ہے ۔ چونکہ قلب کا سچا رجحان اسکی طرف نہین ہے ۔ چونکہ سچا رجحان ایک فطرتی ہوتا ہے جیسے اولاد اور والدین مین ۔ اور دوسرا رجحان مصنوعی ہوتا ہے وہ پیدا کرنے سے حاصل ہوتا ہے ۔ اس خواہش کے حاصل کرنے کیلیے دو خیال کی ضرورت ہے ۔ یا تو خوف سے یا امید سے پیدا ہوتی ہے مثلاً کسی بات کا خوف ہے تب دل کو توجہ اسطرف ہوتی ہے یا امید پانے کی ہے تب دل اسکی طرف راغب ہوتا ہے رَغَباً وَّ رَهَباً یعنے رغبت اور رعب یا محبت یا یہ اوصاف دماغی تعلیم سے پیدا ہوتے ہین ۔ اس تعلیم کیلیے ایک بہت بڑی بزرگ کتاب خداے تعالے نے عنایت کی ہے وہ کتاب کلام پاک ہے ۔ بیشک کلام پاک کی تعلیم سے سچی پیدا وار دماغ مین ہوتی ہے ۔ خدا نے فرمایا ہے ادْعُوهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا یعنے مانگو خوف اور امید سے ۔ یہ زبان کے بولنے سے نہین حاصل ہوتا ہے بلکہ دل کی توجہ سے پیدا ہوتا ہے ۔ کلام پاک سکھاتا ہے دو باتین ایک احکامات الٰہی اور دوسرے ہدایات اخلاق ۔ یعنے تہذیب اسی مین نماے الٰہی داخل ہوتا ہے ۔

زمانہ کی خرابی ایسی ہورہی ہے کہ عورتون مین آزادی کی ہوا پھیلنی شروع ہوگئی سو یہ بالکل خلاف حکم الٰہی ہے یہ مرض مرض الموت اسلام ہے کیونکہ نسلون کی اخلاقی حالت خراب ہوتی جاتی ہے ۔ شرم وحیا اسلام کا بہت بڑا رکن ہے مسلمانون کے اخلاقی حالات درست رکھنے کے لیے اور برائیون سے بچنے کیلیے اس رُکاوٹ کو

اُٹھا دینے سے عیب مثل ہنر کے ہے۔

احکام الٰہی و رسول صلعم متعلقہ مراسم زن و شو۔ ما ملکت ایمانکم (ترجمہ) ملکیت تمہارے داہنے ہاتھ کی ہے (بی بی یا لونڈی) سورہ نساء رکوع ۱۹ ترجمہ۔ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اسلیے کہ اللہ نے مردوں کو عورتوں پر بڑائی دی ہے تاکہ اخلاق دینی و دنیاوی درست کرے اور نگہبانی کرے۔ کہ نیک عورتیں اپنے شوہر کی فرمانبردار اور نگران ہوتی ہیں اور اللہ کی مدد سے پیٹھ پیچھے حفاظت کرتی ہیں۔ جسکو اپنی بی بی سے ڈر ہو کہ نافرمان ہو جائیگی۔ ان کو سمجھاؤ اسپر بھی نہ مانے تو علیحدہ ہو جاؤ (جدائگی) کچھ دنوں تک۔ اگر اُسپر بھی بدمزاجی کرے تب مارو اگر راضی ہو جاوے اور مان جاوے تو الزام کا حیلہ نہ ڈھونڈھو۔ بیشک اللہ غالب ہے اور بڑا ہے۔

اگر زن و شو میں پھوٹ پڑنے کا خوف ہے تو ایک پنچ مرد کے رشتہ دار سے اور ایک پنچ عورت کے رشتہ دار سے مقرر کرو۔ اگر یہ دونوں اصلاح چاہینگے تو اللہ ان میں موافقت کرا دیگا۔ اللہ سب کچھ جانتا اور سب کی خبر رکھتا ہے۔ اللہ اترانے والے یا غرور کرنے والے (یعنی اللہ کے حکم کو نہ ماننے والے) اور بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ہے۔

سورہ زخرف رکوع ۴ (ترجمہ) جو کوئی غافل ہو جاوے یا لاپرواہی کرے حکم سے خدا کے اور اُسکے عذاب سے نہ ڈرے اور اُسکی رحمت سے امیدوار نہو تو اسپر مقرر کرتے ہیں شیطان کو جو وہ شیطان اُن لوگوں کے ساتھ رہتا ہے اور بدراہ یا گمراہ کرتا ہے اور نافرمانی کراتا رہتا ہے جس میں وہ بندہ دوزخ میں جاوے اور اُسکا شریک رہے۔ (یہ آیت ہے)

مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ۔ وسوسہ شیطانی سے مریض
قلب (دین) اور سخت دلون کی آزمائش کرتے ہین کہ بہکتا ہے یا نہین یعنے گناہ کراتا ہے
لِیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ۔
حقوق بی بی۔ سورۂ بقر رکوع ۲۸ (ترجمہ) عورت کا بھی حق ہے جیسا مرد کا ہے عورت کے
ساتھ اخلاق برتاؤ یعنے اچھا سلوک کرنا موافقت رکھنا۔ نان ونفقہ دینا مرد پر لازم ہے
اپنی حیثیت کے مطابق۔ مہر کا ادا کرنا اپنی قدرت کے موافق ہونا چاہیے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ
عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ

حدیث ۸۔ آنحضرت نے فرمایا ہے جو بی بی اپنے شوہر کے بلا اجازت رنج ہوکر جاتی ہے
جبتک وہ گھر واپس نہین آتی ہے تب تک برابر فرشتہ اُس عورت پر لعنت کرتا رہتا ہے
حدیث ۹۔ آنحضرت نے فرمایا ہے اگر کوئی بی بی اپنے شوہر سے لڑکر اور رنجش بناکر شوہر کے
گھر کو چھوڑ دیتی ہے اور رنجش رکھتی ہے اُسکی عبادت اگرچہ حضرت مریم کی ایسی ہو
قبول نہین ہوتی ہے جبتک اپنے شوہر سے میل نکرلے اور راضی نہ بنالیوے۔
پارہ ۲۱ سورۂ روم رکوع ۳۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ
تَنْتَشِرُوْنَ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا وَ
جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ؕ
یہ قدرت خدا کی ہے کہ مٹی سے بنایا انسان کو جو کہ تم لوگ تمام پھیلے ہوئے ہو یہ بھی
قدرت ہے کہ تمہاری ہی جنس سے جوروین بنائین تاکہ تمکو آرام ملے اُنسے اور میان
بی بی کے درمیان مین خلوص دلی اور محبت ڈال دی۔ یہ قدرت الٰہی ہے۔ اُن
لوگ کیلیے جو غور وفکر و فرمانبرداری کرتے ہین یعنے جو گنہگار یا لاپرواہ احکام

الٰہی سے ہے اُسکے لیے نہین ہے۔

واقعات۔ اس حکم خدا سے ظاہر ہے کہ میان بی بی کی محبت خدا کی قدرت مین داخل ہے فی زمانہ دیکھا جاتا ہے کہ بی بی میان کو چھوڑتی ہے ایسی حالت مین خدا کی قدرت نہین ہے بلکہ شیطان قلب مین بیٹھا ہوتا ہے وہ برا فعل کراتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ اپنے غصہ کو ہٹا دے بموجب حکم خدا کے خدا کا حکم ہے اِذَا مَا غَضِبُوا جب غصہ آوے اُسکو کھا جاؤ اور معاف کر دو قصور کو۔ انکے لیے بخشائش خدا ہے۔

بہتیرے واقعات ظہور مین آئے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوف خدا چلا گیا ہے اور دین کمزوری مین آگیا۔

اور احکام الٰہی وہ ہین جنکے بجا نہین لانے سے سزا یا عذاب مین مبتلا ہوگا مثلاً نمازون کا ادا نہ کرنا۔ حرام کو حلال کر دینا۔ زنا۔ شرک۔ اور احکام الٰہی مین تغیر کرنا یا قطع ارحام کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ہدایات الٰہی وہ ہین کہ انکے عمل سے خدا تعالےٰ خوش ہوتا ہے اور راضی ہوتا ہے مگر انکے نہ کرنے سے سزا نہین ہے۔ مثلاً خیرات کسی سائل کو نہ دینا علے ہذا القیاس۔

خدا تعالےٰ نے قوتین ظاہری و باطنی نعما کی عطا کی ہین اور آزادی دیدی ہے مگر اسکے ساتھ ہی ساتھ ایک قانون بھی دیا ہے سمجھانے کیلیے ایک میعاد عمر کی دیدی تاکہ اس عمر تک بلاخوف و خدشہ ان عنایتون سے منتفع ہوتے رہو۔ مگر ایک دن حساب کا مقرر کر دیا ہے جو قوتین و نعمتین دیگئی ہین اُنکا امتحان ہوگا۔ جیسے تعلیم کا ہونا مین بالکل آزادی رہتی ہے طالب علمون سے کوئی پرسش کرنیوالا نہین ہوتا ہے اگر پڑھوگے تو امتحان کو پاس کروگے اگر غافل رہوگے تو فیل ہوگے

ایسے ہی خدا تعالےٰ نے بھی آزادی دی ہے۔ آزادی انسان کی قدرتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے راہ واسطے درستگی کے بتادی ہے اپنے کلام پاک مین۔ اور وہ راہین کیا ہین؟ تین اصول ہین۔ (۱) صلوٰۃ الخٰشعون (۲) تقویٰ لقلوب یا اتقوا اللہ (۳) عملوا لصٰلحٰت۔ ان تینون فرمان پر بہت زور دیا گیا ہے یہان تک کہ کوئی ورق کلام پاک کا ان احکامون سے خالی نہین پایا جاتا ہے۔ بار بار تاکید سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی توجہ اور رضا ان اعمالون کے بجالانے کیطرف ہے۔ خبردار ہو جانا چاہیے کہ مہربانی یا بخشش اور بخشائش خدا تعالےٰ کی ان اعمالون کے ٹھیک بجالانے پر منحصر کرتا ہے۔ یہ تین اصولی احکامات صحیح و سالم باطن سے عملدرآمد ہوتا ہے اُنپر غور کیا جاوے۔ ادائیگی نماز کی بہت سی قسمین ہین چند اقسام کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ (۱) نماز تن (۲) نماز دماغ و قلب بحالت یکسوئی (۳) نماز خوف مالک۔

صلوٰۃ الخٰشعون کے مطلب یہ ہین۔ عبادت خدا کی نہایت متوجہ و دھیان و دل کو رجوع بناکر اور غرق ہوکر غیبی خدا کی طرف کی جاوے۔ بحالت مشغولیت دھیان نہ بھٹکے اور خدا تعالےٰ ہی کی طرف غرقیت مین رہے۔ خدا تعالےٰ نے دو طبقہ مسلمانون مین مقرر کیے ہین۔ ایک مسلمین دوسرے مومنین۔

مسلمین کے لفظی معنے فرمانبردار ہونے کے ہین یعنے احکام الٰہی کو صدق دل سے ٹھیک ٹھیک بجالانا اور ہدایات کے بھی موافق کرنا۔ اور نعمتون کا استعمال بھی جہانتک ہوسکے خدا تعالےٰ کی ہدایت کے مطابق کرنا۔ یہ تفرقہ کیون کیا گیا ہے اُنکے لیے جنکے اوقات کارگزاری دنیا مین زیادہ مشغول رہتے ہین جسکی وجہ سے خدا تعالےٰ کی اطاعت مین زیادہ وقت صرف نہین کرسکتے ہین۔ دنیا کو خدا تعالےٰ نے

ہم لوگون کیلیے قائم کیا ہے۔ اسلیے دنیا کو چھوڑانے کیلیے ممانعت ہے، اگر سبھون کا وقت خدا کی اطاعت مین گزرے تب دنیا کو کون چلاویگا۔

مومنین۔ اسکی تعریف خود خدائے تعالےٰ نے درج کردی ہے اسکو بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے۔ سورۂ توبہ رکوع ۱۴۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

توبہ کرنیوالے۔ عبادت کرنیوالے۔ تعریف کرنیوالے اللہ کی راہ پر چلنے والے۔ رکوع کرنے والے۔ سجدہ کرنے والے۔ نیک باتون کے حکم دینے والے۔ برائیون سے بچنے والے اور اللہ کے احکام کی حفاظت کرنے والے۔ یہی مومن کہلاتے ہین یہی خوشخبری ہے۔

اور سورۂ انفال رکوع ۱ مین درج ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۔

مومن تو وہی ہین جنکے دل اللہ کے ذکر سے ڈر جاتے ہین اور اللہ کی آیتین اُنکے سامنے پڑھی جاتی ہین تو اُنکے ایمان بڑھ جاتے ہین۔ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہین۔ نماز پڑھتے ہین اور ہماری دی ہوئی روزی کو خرچ کرتے ہین پس یہی لوگ سچے مومن ہین۔ پروردگار کے پاس انکے لیے درجے ہین۔ مغفرت اور عزت کی روزی ہے انکے لیے۔

خدا چاہتا ہے دونون کیلیے تصدیق الایمان و تصدیق بالقلب کے ساتھ اطاعت کے

اطاعت ساتھ یقین کے ہووے ۔

ایمان کس کو کہتے ہین ؟ گذشتہ ورقون مین بیان کر دیا گیا ہے اُلٹ کر کے دیکھ لیا جاوے ۔ یقین کاملہ کو ایمان کہتے ہین یعنے دین کا ایمان ویسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ کہا گیا ہے ۔ تب خدا تعالے کی اطاعت ویسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ وہ چاہتا ہے ۔ خدا تعالے اپنی تعریف کو زیادہ پسند کرتا ہے اور اپنے بندہ سے عاجزی چاہتا ہے ۔ بہتیرے لوگ اسپر عمل کرتے ہین ۔ مگر باطنی بیماری کیوجہ سے عبادات خلوص دل سے نہین ہوتی ہے ان آیتون پر ملاحظہ کیا جاوے ۔

سورۂ زمر رکوع ۱ ۔

(۱) عَبُدُ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ	خدا تعالے کی عبادت کرو خالص بنا کر کے ۔

سورۂ زمر رکوع ۱ ۔

(۲) اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ	جان لو دین خالص خدا تعالے ہی کیلیے ہے ۔

سورۂ اعراف رکوع ۲ ۔

(۳) اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۔	سیدھا کرو تم اپنا منھ مسجد مین اور بندگی کرو خدا تعالے کی خالص بنا کر کے واسطے دین کے ۔

سورۂ روم رکوع ۴ ۔

(۴) اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۔	نماز پڑھا کرو اور ترک کرنے سے مشرکون مین ہو جاؤ گے ۔
(۵) فَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِكِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝	مشرکون مین نہو جاؤ زکوۃ نہ دیکر اور آخرت مین مثل کافر کے ہوگے ۔

سورۂ بقر رکوع آخر۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ | خدائے تعالیٰ کسی کو اُسکی برداشت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا ہے۔

یہ سب احکام فیصلہ کرتے ہین تفرقہ کا درمیان مسلمین اور مومنین کے۔

اس زمانہ کی عبادت کو دکھلایا جاتا ہے۔ جلدی جلدی نمازون کی ادائیگی خیالات ادھر اُدھر بھٹکے ہوے۔ توجہ بالکل حاضر نہین۔ جو عبادت ہے وہ ظاہری ہے۔ ایک لانبی تسبیح ہاتھ مین۔ لبون کی حرکت۔ اور انگلیون کی حرکت دانون پر اور صحبت مین بیٹھے ہوے آپس کی گفتگو کا لطف اُٹھاتے ہوے ایک دوست نے بیان کیا ہے اور اسمین مبالغہ نہین ہے بلکہ کثرت سے ایسا واقعہ موجود ہے۔ ایک سن رسیدہ حضرت مغرب کی نماز کے بعد ٹہل ٹہل کر تسبیح پڑھ رہے تھے کہ ایک رنڈی کی گاڑی پہونچی۔ اُسی حالت مین تسبیح پڑھتے مین۔ اشارہ سے ہون۔ ہان کی بات کی یعنے دوسری طرف کے مکان مین اُتر جاؤ۔ بعد اختتام تسبیح کے اُسکی حضوری مین حاضر ہوگئے۔ یہ عبادت کیا ہے۔ صرف ریا ہے۔ عبادت خالص صرف خدا کی طرف توجہ ہو وہ تنہائی مین ہوتی ہے۔ اس لئے آنحضرتؐ کا تعمیر مساجد کی طرف سب سے اولی عمل تھا۔ افسوس مولوی صاحبان شرک و بدعت و ریا کے روکنے کی طرف کوئی آواز بلند نہین کرتے۔ چونکہ بہتیرے اس طبقہ کے اشخاص ایسی ہی حالت مین مبتلا ہین۔

عبادت غیر مادری زبان۔ ایک بہت بڑا اعتراض ہے کہ احکام الٰہی کی

کتاب غیر مادری زبان مین ہے۔ خدائے تعالے نے فرمایا ہے سورہ سجدہ رکوع پانچ مین لوگو جدا جدا ہوکرو۔ بیشک اللہ تمھارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ جن لوگون نے قرآن پاکر کفر کیا وہ دوزخی ہین یہ قرآن بڑے پایہ کی کتاب ہے۔

اگر ہم قرآن مجید کو غیر عربی زبان مین اتارتے تو یہ کفار کہتے۔ اس کی آیتین کیون نہین مفصل طور پر بیان کی گئین۔ قرآن کی زبان عجمی ہے اور ہماری زبان عربی ہے۔

لوگون سے کہدو کہ مومنون کے لئے یہ قرآن رہنما ہے اور شفا ہے اور جو ایمان نہین رکھتے ہین اُن کے کانون مین گرانی ہے اور آنکھون کی نابینائی ہے۔

اس احکام سے صاف ظاہر ہے کہ کلام مجید عربی زبان مین مصلحتاً نازل ہوا۔ چونکہ عربون کی زبان عربی تھی اس لئے اُن کی سمجھ مین آسانی ہوئی مگر اسی قرآن مین خدائے تعالے نے حکم دیا علم سیکھنے کے لئے۔ علم مین عربی زبان آتی ہے۔ اسلام غیر عربی زبان کے ملک مین پھیلا تو عربی زبان کا پڑھنا لازمی ہوا تاکہ جہالت کی وجہ سے جو بُرائیان اس وقت موجود ہوگئی ہین اُس کے نہ جاننے کی وجہ سے عبادات مین بھی فرق آتا ہے۔ عربی زبان مادری نہین ہے جس وقت کوئی چیز غیر زبان مین پڑھی جاتی ہے اور اس کو سمجھتا نہین ہے تو دماغ غیر حاضر ہوجاتا ہے یہی غلطی ہے جیسے کہ بکس باجہ ایک انگریزی باجے کا بکس جس وقت کنجی دے دی جاتی ہے تو کل پُرزے مشین کے بکس کے اندر چلنے لگتے ہین۔ تب ایک آواز گونجتی ہوئی نکلتی ہے

اگر مشین کا کوئی پرزہ خراب ہو گیا تو آواز اچھی نہین ہوتی ۔ اسی طور سے اگر دماغ مین فہم اُس آواز کی جو کہ زبان سے نکلی ہے اس کی گونج ضرور خراب ہو گی ۔ یعنی زبان سے عبادت کی آواز نکلتی ہے تو دماغ سمجھ کا غائب ہے یہ سمجھا جائے کہ سینہ ایک بکس باجے کا ہے اور قلب اُس کے اندر مشین ہے اور خیال دماغ کا فعل ہے اور دماغ سے اور قلب کے مشین اور نرخرہ سے میل ہے جس وقت دماغ کی کنجی گھومتی ہے تو بکس کی مشین چلنے لگتی ہے آواز نرخرہ سے نکلتی ہے ۔ اگر دماغ مین قوت فہم نہین ہے جو کہ زبان سے نکلتا ہے ۔ تب عبادت صرف زبانی ہوتی ہے ۔

اسی کو خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ یہ صرف حلق سے ہے سینہ سے نہین ہے اس کے لئے ایسی قدرت پیدا کرنی چاہیے کہ اپنے خیالات کو وقت عبادت کے روکے ۔ تب ہی اس طرف توجہ ہو گی اور اس کے روکنے کی قوت دماغ مین موجود ہے ۔ اسی قوت سے بد باطنی ۔ گمراہی وغیرہ وغیرہ کو روک سکتا ہے ۔ خلوص دل کی عبادت جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ محبت اپنے مالک کی مقدم رکھے ۔ ہر مؤمن کا قلب خدا کا گھر ہونا چاہیے اور زبان گھر کے گونج کی آواز اور ذکر مین اپنے پروردگار کے ہو اسلئے دل اور زبان دونون ایک سُر مین وقت عبادت کے بنے رہنا چاہیے ۔

سورۂ مریم رکوع ۴ ۔

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ	خدائے تعالےٰ کی عبادت کیا کرو عبادت مین جو تکلیف پہونچے اسکو برداشت کیا کرو ۔

کوئی بات بغیر مشقت و محنت و شفقت کے حاصل نہین ہوتی ہے۔ بے توجہی کسی فعل مین مفید نہین ہوتی ہے اسی کو خدا ے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورۂ حج رکوع ۲ مین۔

مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۔	خدا ے تعالےٰ کی عبادت کرتے ہین کنارے کنارے یعنے بد دلی اور بے توجہی سے۔

ایسی عبادت کو خدا ے تعالےٰ پسند نہین کرتا ہے فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا خیالات انسان کے دماغ مین ضرور دوڑتے رہتے ہین بُرے یا بھلے اور وہ خیالات جن کو خدا ے تعالےٰ نے منع کیا ہے وہ عبادت کے وقت ضرور آتے ہین اور عبادت کو بالکل باطل کرتے ہین جیسا کہ اس آیت مین درج ہے (شیطان بھی اپنی کارروائیون سے غافل نہین رہتا ہے) سورۂ بقر رکوع ۳۹ یعنے آخر۔

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۔	اپنے جی کی بات (خیال) کو تم ظاہر کرو یا چھپائے رکھو۔ اللہ تعالےٰ تم سے حساب لیگا ان حالتون مین خدا ے تعالےٰ چاہے بخشدے چاہے عذاب کرے۔

خیالات سے کوئی شخص خالی نہین رہ سکتا ہے جبکہ عبادت غیر مادری زبان مین ہے جس کو سمجھتا نہین ہے جو زبان سے نکالتا ہے اگر گوشہ نشین ہو جاوے یا دنیا کے تعلقات کو منقطع کردے تب ہو سکتا ہے۔ یہ رہبانیت ہو جاتی ہے اور اس کو خدا ے تعالےٰ نے منع کیا ہے۔ خدا ے تعالےٰ نے کو

خوب واقفیت ہوتی ہے انسان کے ارادہ اور نیت سے انسان کی عبادت جس کو وہ سمجھتا نہین ہے اور فاسد اور برخلاف شریعت کے وسوسہ نہین ہے اور اعتقاد سچا ہے تو ضرور معاف کریگا۔ اس کو آنحضرت صلعم نے ترمیم کرایا ہے سورہ بقر اخیر رکوع پڑھا جاوے۔

اِتَّقُوا اللہ اسکے معنے بُرائیون سے پرہیز کرنا۔ خدا کا خوف دل مین رکھنا

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ	ڈرو اللہ سے عقل والو شاید فلاح پاؤ۔

ایک دن آخرت کا مقرر کیا ہے۔ وہ دن حاضری کا ہے خدائے تعالے کے سامنے واسطے امتحان دینے کے وہ قیامت ہے اسکے ہول یا دہشت ناک حالت کا رُعب دل مین ہر وقت طاری رہنا چاہئے۔ وہ دن بڑے گھبراہٹ کا دن ہے۔

اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا	ڈرو اللہ تعالے سے نافرمانی مت کرو۔ (خدائے تعالے لاپرواہ ہے) سب تعریف خدائے تعالے کی ہے۔

خدائے تعالے نے فرمایا ہے کہ اگر مین فیصلہ کے دن کو مقرر پہلے سے کیے ہوئے نہ ہوتا تو یہ بُرائیان جو لوگ کرتے رہتے ہین اِن کا فیصلہ ہو جایا کرتا۔

اللہ تعالے ہی جانتا ہے کہ قیامت کب ہوگی۔ بلا حکم اللہ تعالے کے نہ کسی خوشون مین پھل آتے ہین اور نہ کوئی مادین حمل قبول کرتی ہے اور نہ بچہ جنتی ہے۔ خدائے تعالے کو سب علم ہے اس کا خوف ہر وقت

دل مین رکھنا چاہیے ۔ وہ خوف کیا ہے ۔ منہیات سے بچنا اور اُس کے حکم کے مطابق چلنا ۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ پرہیزگارون کا دوست اور قرآن مجید اُن لوگون کیلیے ہدایت اور رحمت ہے ۔ بجائے فائدہ اُٹھانے کے لوگ عذاب کے مستحق ہو رہے ہین دن دہاڑے بُرائیون کے شکار ہو رہے ہین ۔ جتنی بُرائیان گذشتہ ورقون مین تفصیل کی گئی ہین ۔ اُن سبھون کو لاپرواہی سے اور بلا خوف ہنر سمجھ کر کرتے رہتے ہین ۔ بیشک اسلام کی بدنامی ہوتی ہے ۔ خدائے تعالےٰ بہت تحمل والا ہے اسلئے اُن بُرائیون کا نتیجہ فورًا ہی ظاہر نہین ہوتا ہے ۔ اور خدائے تعالےٰ ایسے لوگ کو اتنا ڈھیل دیتا ہے کہ وہ لاپرواہ ہو جاتا ہے ۔ خدائے تعالےٰ نے اپنے تحمل کو ظاہر کر دیا ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا اللہ جاننے والا اور تحمل والا ہے ۔ اس صفت کے مصداق مین ایک قصہ جو کہ کتاب مین دیکھا گیا ہے وہ لکھا جاتا ہے (اس قصہ کی صداقت اُس مصنف کے گردن پر ہوگی) حضرت موسےٰ علیہ السلام ایک روز جنگل کی طرف ٹہلنے کو نکلے ۔ دیکھا کہ ایک شخص مردہ عورت کے ساتھ زنا کر رہا تھا ۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو بہت غصہ آیا اُنھون نے اُسکو اپنے ڈنڈے سے خوب مارا ۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا اے موسےٰ تو اتنی بات پر اتنا غصہ ہو گیا ۔ ہم جتنی بُرائیون کو دیکھتے ہین روزانہ اگر ہم کو غصہ اسی طور کا آیا کرے تو دنیا ایک گھڑی بھی قائم نہین رہ سکتی ۔ سبحان اللہ کیا تحمل ہے ۔ اس زمانہ مین جو بُرائیون کی کثرت ہے بیشک دنیا قائم نہین رہ سکتی تھی ۔

خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جنھون نے اپنی خواہشات اور لذات دنیا کو معبود بنایا ہے باوجود واقفیت کے اُن کو گمراہی مین چھوڑ دیتا ہے اور انکے دل اور کان پر مہر کر دیتا ہے اور آنکھ پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ سورۂ بقر رکوع ۱

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ	ان کے دل اور کانون پر خدائے تعالےٰ نے مہر کردی ہے اور آنکی آنکھون پر پردہ ڈال دیا ہے۔

بیشک ایسا ہی اس زمانہ مین ہورہا ہے بُرائیون کے کرنے والونکو کوئی پرواہ نہین ہوتی ہے یہان تک حالت پہونچ گئی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بُرائی سے اپنے کو بچاتا ہے تو اُس کو بیوقوف سمجھتے ہین۔ ہائے افسوس بلکہ بُرائی اس حد کو پہونچ گئی ہے کہ اسی طرف لوگون کو راغب کرتے ہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ لوگون کے دل مین اللہ کے خوف کا احساس باقی نہین رہا ہے اسکے بارے مین سورۂ حشر کے آخر رکوع کو پڑھا جاوے یہان پر چند آیتون کو درج کرتا ہون۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ ؕ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝	اے ایمان والو۔ ڈرتے رہو اللہ تعالےٰ سے اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ کیا تیار کیا ہے کل کیلیے اور ڈرتے رہو اللہ تعالےٰ سے بیشک اللہ تعالےٰ کو سب خبر ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اور مت ہوجاؤ مثل اُن لوگون کے جنھون نے بھلا دیا اللہ تعالےٰ کو پھر اُن سے بھلا دیا اللہ تعالےٰ نے اُنکے نفسونکو۔ وہی لوگ بُرے اور گنہگار و نہین سنتے ہین۔

اس فرمان کا مطلب بہت صاف ہے ہر شخص اپنی نبض پر انگلیوں کو رکھکر معلوم کرے کہ نبض کی حرکت کیسی ہے۔ نبض کی حرکت قلب کے فعل سے چلتی ہے جیسا فعل قلب کا ہوتا ہے ویسی ہی نبض کی حرکت ہوتی ہے۔ جس وقت قلب کمزور رہے اور بیماری میں مبتلا ہے ویسی ہی نبض بھی چلتی ہے۔ قلب کو قوت دینے کی ضرورت ہے قوت کا نسخہ درج کیا جاتا ہے اس کو استعمال کیجیے آپ کی حالت درست ہوگی۔

مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ٥	جو شخص اللہ تعالے سے ڈرتا ہے اللہ تعالے اُس کے لیے نجات کا راستہ نکال دیتا ہے۔ اور بے شان و گمان اُسکو روزی دیتا ہے۔ جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالے اُسکے لئے کافی ہے اللہ تعالے اپنا کام خود چلانیوالا ہے اللہ تعالے نے ہر شے کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

دوسری آیت پر ملاحظہ فرمایا جاوے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗ اِلَيْكُمْ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا ٥	جو شخص اللہ تعالے سے ڈرتا ہے اللہ تعالے اُسکے کام کو آسان کرتا ہے اللہ نے مومن کو پیغام دیا ہے کہ یہ حکم اللہ کا ہے جو ڈرتا ہے اُس سے بُرائی کو دور کرتا ہے اور اجر اچھا دیتا ہے۔

ہمارے تعالے بڑا منصف ہے اس فرمان پر ملاحظہ کیا جاوے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ	اور جو کوئی ذرا بھی اپنے رب کے سامنے کھڑا

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۔

ہو کر ڈرا اور اپنے جی یا خواہش یا لالچ کو روکا تو اُسکے لیے جنت ہے۔

خدائے تعالےٰ نے مومنون کو دنیا مین بھی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے اس آیت کو بھی ملاحظہ کیا جائے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۙ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

وہ جو ایمان والے ہین اور برائیون سے پرہیز کرتے ہین اُنکے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی اور آخرت کیلیے۔ اللہ کچھ فرق نہین کرتا اپنے فرمان مین یہی بڑی کامیابی ہے۔

خوف خدائے تعالےٰ دل مین رکھنے اور اس عمل کرنے کا وہ فائدہ ہے کہ جو فرمان خدائے تعالےٰ کا ہے یہان پر درج کیا جاتا ہے غور کیا جائے یہ کہین بہتر ہے وقتی بھلائی سے۔

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

پھر خوف رکھا اور ایمان رکھا پھر پرہیزگاری کی برائیون سے اور اچھا کام کیا۔ خدا دوست رکھتا ہے اچھے کام کرنیوالے کو۔

ان احکام الٰہی پر خیال کرین کہ کیا فائدہ منھ بولے مسلمان اُٹھا رہے ہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہم لوگون کا سراسر قصور ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ منتفع نہین ہو رہے ہین درستگی کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ واضح رہے یہ سب خاص مومن کیلیے دستاویز کا فرمان دیا ہے۔

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔ اسکے مطالب خدائے تعالےٰ کی راہ مین نیک عمل

کرنا۔ اس کے عمل کے بہت سے طریقے ہین ۔ یہ حکم عام ہے غیر مذہب یا مذہب والے دونون کیلیے برابر ہے ۔ نیک عمل کا بدلہ خداے تعالےٰ نے اچھا دینے کا وعدہ کیا ہے ۔ اس حکم کو سورۂ نسا رکوع ۶ مین دیکھا جائے وہ درج کیا جاتا ہے ۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ط

بیشک خداے تعالےٰ نہین ضائع کریگا کسی کی نیکی کو ذرا بھی اور اگر نیکی کرے کوئی تو دونا یا زیادہ کردیتا ہے ثواب کو اور دیتا ہے اپنے پاس سے زیادہ ثواب یعنے اسکا بدلہ بہت بڑا دیتا ہے ۔

فرض کریے کہ کافر و مشرک و فاسق کوئی نیک کام بِلّٰہی (فی سبیل اللہ) کرتا ہے تو اسکو بدلہ دنیا مین ضرور ملجاتا ہے مثلاً عام راہ پر کنوان بنا دینا ۔ مسافر خانہ بنا دینا یا خیرات خانہ بنا دینا مسافرون کو کھانا کھلانا وغیرہ وغیرہ ۔ مسلمانون کا نیک کام ۔ مسلمانون کے لیے مدرسہ بنانا ۔ مسجد بنانا ۔ مسجد مین مکتب خانہ بنانا ۔ یتیم خانہ قائم کرنا علے ہذا القیاس ۔ ان کامون کا بدلہ اچھا دین اور دنیا دونون مین ملتا ہے ۔ اگر فاسق یا نافرمان خدا ہے اُس نے حق تلفی کرکے صدقہ جاریہ قائم کیا اسکا بدلہ دنیا مین اچھا ضرور ملتا ہے ۔ مگر حساب کے دن وزن کا پلہ ہلکا رہیگا کیونکہ نافرمانی خدا کرکے اُس کام کو کیا ہے جس پر خداے تعالےٰ نے لعنت بھیجی ہے اور تب مُسلمین ہونے سے خارج کردیا ہے یوم حساب مین مفید نہوگا ۔ عمل صالح کیلیے باطنی خیال یعنے نیت کام خداے تعالیٰ کیلیے ضروری رکن ہے ۔ اس ملک مین ہندو بھی ایسا کام کرتے ہین نیت کے ساتھ دیکھا گیا ہے کہ انکو دنیا مین بہت فائدہ پہونچتا ہے ۔ اُسی طور سے فاسق مسلمین کو

بھی دنیا مین فائدہ پہونچے گا - غریبون کا عمل صالح عبادات ہین ماسوا سے ادائیگی فرائض کے - اس مین بھی تصدیق بالقلب کی ضرورت ہے - یا جو نیک عمل ذات سے ہوسکے - سورۂ اعراف رکوع ۵ -

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا -	وہ لوگ جو کہ ایمان رکھتے ہین عمل صالح کے لیے اُن کو زیادہ تکلیف نہین دی جاتی ہے جہان تک ان سے ہوسکتا ہے ویسے جو ہوسکے -

اس زمانہ کا نیک عمل کیا ہے - عرس کرنا - عرس مین شرکت کرنا - حال قال لانا - مُرید ہونا - پیرون اور بنے ہوے فقیرون کی خدمت کرنا - پیرون کو روپیہ دیکر دولتمند بنانا - پیر جیسے آج کل کے ہین وہ ظاہر ہے کہ تعویذ اور گنڈا فروش ہین اور اپنے پھونک کا پانی پلاکر مریضون کو اچھا کرتے ہین - جبکہ خداے تعالےٰ نے فن حکمت عطا کیا ہے علاج مرض کے لیے فرمان الٰہی یہ ہے لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ -

مرید ہونا بہت بڑی بات شفاعت کیلیے فی زمانہ سمجھا جاتا ہے - شفاعت کے بارہ مین پیر کی سُرخی مین فرمان الٰہی درج ہے - اُلٹ کر دیکھا جاوے ایک پیر صاحب کے عزیز نے مصنف کو اطلاع دی کہ اس صوبہ بہار مین آجکل ایک نیا طریقہ عمل صالح کا بنایا گیا ہے - ہندو اور مسلمان کی لڑائی اسکے ذمہ دار ملا ہین - یہ لائق دریافت طلب ہے کہ آیا یہ لڑائیان خدا تعالےٰ کے لیے کیجاتی ہین یا اپنے نفس کی خوشنودی کیلیے - خداے تعالےٰ کا حکم ہے کہ اپنے ہمسایہ کے ساتھ ہمدردی اور میل رکھو - آنحضرت صلعم جس وقت مدینہ مین

تشریف رکھتے تھے انکے ہمسایہ یا پڑوسی بہتیرے یہودی تھے ان لوگون (یہودی) کے
ساتھ برتاؤ و میل و اخلاق بہت اچھے تھے مخالفانہ نہین تھے - یہ اعتراض
کہ مساجد کے سامنے باجا شاہراہ پر نہ بجایا جاوے کیونکہ عبادات مین خلل پہونچاتا
ہے - عبادات کیلیے خدائے تعالے کا حکم "صلوٰۃ الخاشعین" کا ہے - اگر عبادات
سچے ہین تو توجہ باجے کی طرف کبھی نہین ہوگی کیونکہ عبادات غرقیت کی ہونی
چاہیے - بلکہ ان ناجائز فعلون کی وجہ سے خدائے تعالے کے گھر کی توہین کرلیتے
ہین - خدائے تعالے کا حکم ہے کہ جس جگہ دین کی توہین یا مضحکہ ہو تو وہان پر
موجود نہ رہو یا چھیڑو نہین کہ جس مین مضحکہ زیادہ نہ ہونے پاوے - اس باجے کی
لڑائی سے مساجد کا مضحکہ کرایا جاتا ہے - یہ غلط تمثیل دی جاتی ہے جس وقت
اسلام کی تبلیغ آنحضرت صلعم کرتے تھے اور کعبہ مین خطبہ و نماز پڑھنے کے وقت
کفار باجہ - تالیان سیٹیان بجاتے تھے تاکہ خطبہ کو لوگ نہ سنین اور اسلام
کا طلسم دل مین لوگون کے پیدا نہونے پاوے - یہ کفارون کی نیتین تھین - ہندون
کو کبھی ایسی نیت باجہ بجانے کی نہین تھی - خدائے تعالے کا حکم آنحضرت
صلعم کو تھا اس موقع پر صبر کرنے کا یہ فعل منہ بولے مسلمانون کا غیر اسلامی
فعل تھا - دوسری وجہ لڑائی کی قربانی گاے کی ہے - قربانی نذر خدائے
تعالے ہے - اس مین بھی مذہب کی توہین کراتے ہین - خدائے تعالے کا
حکم ہے لا اکراہ فی الدین - اسمین بھی ہندوؤن کو اعتراض نہین ہے - مگر
نمائش پر اعتراض ہے - خدائے تعالے بھی نہین پسند کرتا ہے نمائش کو -
ہمسایہ کا خیال کرنا خدائے تعالے کا حکم ہے - اسلیے دوسرا جانور مثلاً بھیڑ

و بکری کیون نہین کیا جاوے ان جانورون کی قربانی مین کہا جاتا ہے کہ خرچ زیادہ ہوتا ہے - کفایت شعاری سے گاے بڈھی - کمزور - بیکار کی جاتی ہے ایسے جانور کی قربانی بالکل منع ہے - افسوس ہے کہ خداے تعالے کی راہ کے خرچ مین کفایت شعاری کا خیال کیا جاتا ہے اور وہی خداے تعالے سب کچھ دیتا ہے اور اور اسکے نذر کرنے مین یہ اعتراض ہونا بالکل باطنی کمزوری کی وجہ سے ہے خداے تعالے کا فرمان ہے اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ - پس تحقیق کہ عبادات جان ومال وحیات سب رب العالمین کیلیے ہے جس کا کوئی شریک نہین ہے - تب یہ لڑائیان صرف نفس کیلیے تھین مذہب کو بدنام کرنے کا کوئی خوف نہین تھا -

عمل صالح مین وظائف بہترین عمل ہے جسکے بارے مین خداے تعالے نے فرمایا ہے وہ یہان پر درج ہوتا ہے -

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا	اے ایمان والون بکثرت خداے تعالے کو یاد کیا کرو - اور صبح اور شام اسکی تسبیح تعریف کی کرتے رہو -

بہترین عبادت اس زمانہ مین مسلمانون کے لیے تصدیق بالقلب کے ساتھ توبہ استغفار کا ہے مگر توبہ کے ساتھ برائیون سے پرہیز کرتا رہے اور نافرمانی خدا سے بچتا رہے ورنہ کوئی فائدہ اس وظیفہ کا حاصل نہوگا -

المختصر خداے تعالے نے قوتین ظاہری وباطنی نعمتون کی عطا کی ہین یہ سب قوتین اپنی اپنی جگھون پر بموجب فرمان وہدایات الٰہی ورسول صلعم کے صرف

صرف مین لائے جاوین۔ کوئی قوت بیجا و بے موقع استعمال مین نہ لائی جاوے۔
خداے تعالےٰ نے سب کے حدود استعمال بتا دیے ہین جن کا حساب یوم حساب کے
وقت سمجھے گا۔ اور آزادی استعمال کیلیے بغیر کسی حاکم کے دیدی ہے۔ سورہ انعام
رکوع ۱۲۔ مین فرمایا ہے مَا اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ نہین ہم تمھارے اوپر محافظ
ہین کہ نیک عمل کراتے رہین۔ خداے تعالےٰ کو جسقدر کثرت سے یاد کرے گا
اسی قدر اسکو بھلائی ہو بختی رہے گی یہ فرمان آلہی ہے سورہ بقر رکوع ۱۱۔ مین

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنَ ٥	پھر تم ہم کو یاد کرو (بندگی کرو) تو مین یاد کرون تم کو۔ اور میری نعمتون کا احسان مانو اور ناشکرے یا لاپرواہ مت ہو۔
مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا	کون سچا ہے خدا سے بڑھکر اپنی بات مین۔

ہر مسلمان خواستگار رحمتون کا ہے۔ مگر یہ امر ثابت ہے کہ فرمان آلہی سے
بالکل غافل ہوگئے۔ اسی لئے جن رحمتون کا خداے تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے
وہ حاصل نہین ہورہی ہین۔ اب چند آیتین جو کہ ہر مسلمان کو معلوم ہین انکو
واسطے اشتعال جوش کے درج کیا جاتا ہے۔

(۱) فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ٥	پس سے وہ لوگون جو ایمان رکھتے ہو اور نیک عمل کرتے ہو انکے لیے بخشائش اور رزق اچھا ملیگا۔
(۲) لِیَجْزِیَھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ٥	اور جو کہ اچھا عمل کرے انکو اللہ تعالیٰ اچھی جزا دیگا اور اپنا فضل زیادہ کریگا اور وہی اللہ رزق بے حساب جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔

(۳) اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُھُمْ مِنْ فَضْلِہٖ۔	وہی لوگ مقبول ہین جو کہ ایمان رکھتے ہین اور عمل نیک کرتے ہین اور انھین پر اپنا فضل زیادہ کرتا ہے۔
(۴) صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝	وہ لوگ جو اپنی تکلیف پر صبر کرتے ہین اور نیک عمل کرتے ہین اُنھین لوگون کو اللہ تعالےٰ بخشیگا اور بہت بڑا بدلہ دیگا۔

تمام کلام پاک ان خوشخبریون اور بشارت سے معمور ہے۔ کیا مسلمان اس سے فائدہ اُٹھا رہے ہین۔ مکرر کرکے خیال کو متوجہ کرایا جاتا ہے کہ خداے تعالیٰ نے دو عمل پر۔ اتقوا اللہ۔ وعملوا الصلحت پر بار بار تاکید کی ہے اور انھین دو عملون کو مسلمانون نے چھوڑ دیا ہے۔ اگلے زمانہ کے لوگ ان ہی دو عملون پر عامل تھے۔ اسی لئے برکتون سے فیضیاب بھی رہتے تھے اس زمانہ مین مسلمانون سے رحمانی برکتین چھن گئین اور غائب ہوگئین۔ اور اسلامی محبت آپس سے چلی گئی۔ اسکے عوض مین نفاق پیدا ہوگیا۔ غیر مذہب والون کی نظرون مین حقیر ہوگئے۔ جتنی بدبختی کے آثار ہین موجود ہوگئے۔ ہاے افسوس دین اور دنیا دونون کے نکمے ہوگئے۔ بعض مسلمان نیک کام واسطے بھلائی بندگان خدا کرتے ہین مگر انکی نیت دنیاوی وقار ہوتی ہے جو بالکل ریا ہے اسلیے کوئی فائدہ حاصل نہین ہوتا ہے خدا انکی توجہ نہین کرتا

نعماے الٰہی۔ خداے تعالےٰ نے نعمتین عطا کی ہین۔ نعمتون کی قوت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وجود کا ایک جز و وابستہ ایک دوسرے

سے ہے۔ ظاہرہ یا پوشیدہ۔ جیسے آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونون کے درمیان
مین ہے ہم لوگون کیلیے نعمت ہے۔ ہم لوگ امانت دار ہین اسکی پرسش
ہوگی۔ سورہ تکاثر مین خدا تعالے نے فرمایا ہے ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ
النَّعِيمِ۔ ساری نعمت کی پرسش ہوگی کہ کس طرح کام مین لایا ہے۔ سب
نعمتون کے استعمال کی ہدایت دے دی گئی ہے۔ سورۂ بقر رکوع ۱۱ مین۔

وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔	تمام کرون نعمتون کو اور مہربانیون کو تم پر کہ راہ دین کی شاید تم سیدھی راہ کو پاؤ اور احسان مانو

نعمتین دو قسم کی ہین ایک نعمت متروکہ اور دوسری نعمت غیر متروکہ۔
نعمت غیر متروکہ۔ نعمت غیر متروکہ مین داخل ہوتے ہین زمین۔ پہاڑ۔
دریا۔ سمندر۔ حیوان۔ انسان۔ ان سبھون پر بحث کرنے کیلیے بہت بڑی
وسعت کی ضرورت ہے صرف انسان پر بحث کی جاتی ہے۔ انسان مین خدا
تعالے نے تفرقہ ڈالا ہے۔ ایک کے اوپر ایک کا درجہ بلند بنا رکھا ہے مثلاً
بادشاہ۔ دولتمند۔ اعزاز بحیثیت درجہ نوکری وغیرہ۔ پھر عالم۔ علامہ۔ صوفی
ولی۔ جتنا بڑا درجہ خدا تعالے نے عطا کیا ہے اتنی ہی بڑی ذمہ داری
بھی دی ہے۔ اوپر کی آیت سے معلوم ہوگا کہ خدا تعالے نے فرمایا
ہے لِأُتِمَّ نِعْمَتِي الخ یعنے تمام کرون نعمتین تاکہ تم دین کے سیدھے راستے
پر چلو۔ گذشتہ زمانے مین اس دفعہ کے مطابق لوگ چلتے تھے اسی لیے بارہ
سو برس تک اپنے وعدہ کو خدا تعالے پورا کرتا رہا اسکے بعد سے خرابی
شروع ہوتی گئی۔ ہندوستان مین محمد علی شاہ رنگیلے کے وقت سے خرابی شروع

ہوئی۔ انکی ناشکری کیوجہ سے خرابی شروع ہوئی۔

کُلُوا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاشْکُرُوا نِعْمَتَ اللّٰہِ | کھاؤ حلال رزق اور شکر کرو خدا کی نعمت کا۔

صوفیون اور ولیون کو کشف اور جذبات کی نعمتین عطا کین اگر یہ صاحبان اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے صراط مستقیم کی ہدایت دیتے تو یہ حالت اسلام کی نہوتی۔ بزرگانِ دین۔ مخدوم۔ صوفی و علامہ اس ملک مین تشریف لائے جن سے تبلیغ اسلام ہوئی اور دعا جمیع مسلمین کرتے تھے اسکے فیض سے اتنے زمانہ تک کفر مین روشنی اسلام روشن رہی۔ اب ایسے لوگ نظر نہین آتے اسلیے یہ روشنی اب ٹمٹا رہی ہے کہ اب بجھے تب بجھے۔ اسوقت مسلمانون کی حالت مطابقت کرتی ہے بنی اسرائیل سے بعد تباہی فرعون خدائے تعالےٰ نے وعدہ کیا تھا بنی اسرائیل کو خلیفہ ملک بنانے کا۔ ایفائے وعدہ مین شام اور مصر کی سلطنتین عطا کین۔ جبکہ ناشکری خدائے تعالےٰ کرنے لگے بوجہ غیر استعمال نعمتون کے سلطنتین چھن گئین۔

ہندوستان مین غوری پانچوین صدی ہجری مین آیا۔ وہ زمانہ پرتھی راج کا تھا روحانی قوتون کے زور سے ہندوستان مین سلطنت قائم ہوئی۔ اسلامی بادشاہت بہت زبردست پانچسو برس تک قائم رہی۔ ہندوستانی مسلمان نعمتون کو پاکر متکبر ہوگئے۔ ناشکری شروع ہوگئی۔ بادشاہت غائب ہوگئی۔ اسی کو خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جس قوم کو نعمتین عطا کرتا ہے اُن سے نہین چھینتا ہے مگر جس قوم مین اسقدر عیش و عشرت آجاتی ہے کہ اپنے فرض منصبی سے غافل ہوجاتی ہے یہی ناشکری خدائے تعالےٰ کی ہے۔ انکے ناشکری کیوجہ سے ہلوگ سزا مین مبتلا ہوگئے خدائے تعالےٰ کا دروازہ ہدایت کیواسطے کھلا ہوا ہے۔ دستور العمل ہاتھ مین موجود ہے

اور ہندوستان کا بھی دروازہ کھلا ہوا ہے۔ دوسرا غوری پھر پیدا ہو سکتا ہے اگر دستور العمل کے مطابق چلا جاوے۔ روحانی قوت بہت بڑی زبردست قوت ہے فرمان الٰہی پر غور کیا جاوے۔

(۱) ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ۔

جب خدا تعالےٰ کسی قوم کو نعمت دیتا ہے اسمین تبدل یا تغیر نہین کرتا ہے۔ جبتک وہ قوم اپنی صلاحیت کو خود نہ بدل ڈالے۔

(۲) وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور مت ٹھہراؤ خدا کی آیتون (حکم) کو ہنسی یا مذاق (یعنے حکم کے بجا لانے مین سستی نہ کرو) اور یاد کرو تم (مسلمانون) نعمتونکو جو خدا نے دی ہین اور یاد کرو جو اتارا ہی (قرآن) تمپر اور حکم شریعت کی نصیحت کرتا ہی (قرآن سکے حکم پر چلو اور ڈرو خدا سے اور اُسکے حکم کی نافرمانی سے اور جانو وہ سب چیز کی خبر رکھتا ہے

نعمت متروکہ۔ اس نعمت سے ہر بنی آدم ممنون و مشکور ہو رہا ہے۔ اس نعمت کی قوت ہر شخص مین موجود ہے یعنی کان سماعت کیلیے۔ آنکھ بینائی کیلیے۔ اندرونی اعضا واسطے قائم رکھنے زندگی کے۔ بیرونی اعضا واسطے حرکات و سکنات و فضلات کے سر واسطے قیام مغز یا دماغ کے ان سبھون کے افعال کے جذبات بہتیرے عدا کیے ہین زبان گفتگو کے لیے۔

مصنف معافی چاہتا ہے ان سب کے تفصیلی بیان سے کیونکہ انکا لکھا جانا اتنی چھوٹی کتاب مین بالکل غیر ممکن ہے۔ صرف آنکھ اور سر پر بحث کی جاتی ہے۔

آنکھ۔ بینائی کی قوت واسطے کتب بینی حصول علم و دیگر ضروریات زندگی صحیح وسالم

طور پر۔ بوقت حساب آنکھ بھی گواہ ہوگی کہ بینائی کا استعمال بیجا نہین کیا ہے۔ مثلاً کسی عورت کو بُری نظر سے دیکھنا۔ نظر کے زنا مین داخل ہوتا ہے

سر کے اندر مغز یا دماغ جنکے بارے مین گذشتہ ورقون مین بیان کر دیا گیا ہے مزید سمجھانے کیلیے پھر مختصر بیان کیا جاتا ہے کیونکہ یہ بہت بڑی نعمت عطا کی ہوئی ہے۔ جتنا بڑا سر ہوگا اتنا بڑا اُسکے اندر مغز ہوگا اور اُسکے اندر خون کی رگین بچھی ہوئی ہین۔ جنسے مغز کو غذا مہیا ہوتی ہے۔ جیسی غذا ہوگی ویسا فعل ہوگا مغز کے اندر گوشے اور حصے ہین اور ہر حصہ کا فعل علیحدہ علیحدہ ہے ہر شخص کے مغز کا وزن اور اُسکی مقدار علیحدہ ہوتی ہے انسان کی ذہانت اور تیزی مغز کی حیثیت پر منحصر ہوتی ہے۔ جتنا بڑا مغز ہوگا اتنی ہی بڑی اُس شخص کی ذہانت اور تیزی ہوگی۔ صاف ظاہر ہے کہ جسکا سر بڑا ہوتا ہے اُسکی ذہانت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جتنا بڑا کان ہوگا اُتنی ہی بڑی زندگی ہوگی۔ پڑھنے والا خوب اسکو غور کرکے معلوم کر سکتا ہے کہ جتنے بڑے بڑے آدمی علمی اور ملکی لیاقت مین مختلف وقتون مین گذرے یا موجود ہین انہین یہ حالت پائی جاتی ہے دماغ کی بناوٹ مین جس قسم کی سختی ہوتی ہے ویسا خیال پیدا ہوتا ہے اُس سے ویسا فعل ہوتا ہے۔ فعل کیا ہے؟ خیال۔

خیال۔ دھیان۔ عقل۔ فہم۔ دانائی وغیرہ وغیرہ اسی نعمت کو خدا تعالیٰ نے بخشا ہے۔ خیال کی قوت وسوسہ ہے بُرے یا بھلے۔ بھلے خیالات جیسی تعلیم ویسے ہی خیالات ہوتے ہین اور یہی رہنمائی کرتی ہے کُل امورات کے پیروی کرنے کو اور یہ بوجہ تعلیم کے ہوتی ہے۔ تعلیم انسان کیلیے بہت ضروری شئ ہے

جسوقت حضرت رسالتمآب مدینہ منورہ مین تشریف فرما ہوئے۔ پہلا کام بچّون کی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔ تعلیم کو تعلق دماغ سے ہے جیسے جیسے انسان بچپن سے بڑھتا ہے ویسے ویسے مغز کی پختگی ہوتی جاتی ہے اسی طور سے خیالات کو بھی حصہ ملتا جاتا ہے۔ دماغ مین خیالات پیدا ہونے کیلیے دو مرکزون کی قوتین موجود ہین ایک قوت اُبال کی دوسری قوت انقباض کی۔ ان ہی دو قوتون کے ذریعہ سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے یعنے خیالات رحمانی وخیالات شیطانی دونون کا مادہ خیال مین موجود ہے۔ خیالات رحمانی کی طرف بذریعہ تعلیم کے مرکز اُبال کو لگاوے تو رحمانی فعل ہونگے۔ اور خیالات شیطانی مین مرکز انقباض ڈھیلا ہوجاتا ہے تب فعل شیطانی صادر ہوتے ہین یہ بیماری فی زمانہ بکثرت موجود ہے اسوقت اسی سے جہاد کرنے کی ضرورت ہے یعنے قوت انقباض کو اسکی طرف رجوع کرے اور قوت اُبال کو رحمانی خیالات کی طرف جوش دلاوے اور قوت انقباض سے بُرائیون کو روکے خدا تعالے نے فرمایا ہے سورۂ شمس مین قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا اُسکو فلاح ہوگی جس نے تزکیہ نفس کیا اور نقصان مین رہیگا جس نے دبا دیا۔ دبا دینے سے کیا مطلب ہے اسکے مطلب یہ ہین کہ قوت اوبال کو رحمانی خیالات کیطرف سے دبا دیا اور خراب ہوے یعنے تزکیہ نفس کی کوئی فکر یا پرواہ نہین کی۔ نفس کی اصلاح کیلیے خدا تعالے کا حکم ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ اے ایمان والون اپنے نفس کی اصلاح اپنے اوپر ضروری سمجھو۔

خواہشات۔ یہ بھی دماغ کی قوت ہے۔ خواہشات اور شہوات کی نعمت خدا تعالے نے عطا کی ہے تو انکی بھی پرسش ہوگی کہ بموجب ہدایات ربانی کے اعتدال پر رکھا گیا

ان قوتون کو فی زمانہ بگٹٹ چھوڑ دیا گیا ہے۔ اپنی خواہشات اور شہوات کے غلام بنگئے ہین انکو اعتدال مین رکھنے کیلیے ربانی امورات کیطرف زور دینے کی ضرورت ہے اور جن اعمال کو خدا تعالےٰ نے منع کیا ہے اُس سے پرہیز کی اشد ضرورت ہے۔ مثلاً ایفاے وعدہ۔ امانت۔ دیانت۔ محبت اعزا۔ ایثار۔ مہربانی۔ حیا۔ توکل۔ رضاے الٰہی۔ صبر۔ شکر ان سبھون مین برخلاف احکام الٰہی ہو رہا ہے۔ اور یہ سخت بیماری ہے مصنف دو ایک کو انھین سے لیکر بحث کرتا ہے یعنے امانت۔ صبر۔ شکر پر بحث کیجاتی ہے۔

امانت۔ ہم لوگون کو نعمتین جنکی انتہا نہین ہے ہر وقت مشکور رہنا چاہیے انکو اپنے خیال مین امانت خدا سمجھنا چاہیے جنمین ایک دن حساب سمجھانا ہے ایک بہت بڑی نعمت جو خداے تعالےٰ نے عطا کی ہے وہ قرآن مجید ہے جسکی ہدایت پر چلنے سے دین اور دنیا دونون کی فارغ بالی حاصل ہوتی ہے خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اگر امانت مین خیانت پائی جائیگی تو وہ پکڑا جائیگا۔ سورۂ انفال رکوع ۳۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ۔	سلے ایمان والو خدا اور رسول اور اپنے آپس کی امانت مین خیانت نہ کرو اگر تم لوگ سمجھدار ہو۔

خداے تعالےٰ کی امانت کیا ہے؟ نعمتین جو عطا کی ہین۔

رسول کی امانت کیا ہے؟ قرآن مجید۔

ہاے افسوس ساتھ تکلیف دردِ دل کے قلم اُٹھاتا ہے اقرار ہین کہ دونون امانتون مین مسلمانون سے خیانت ہو رہی ہے اسی کو یہ دکھلا رہی ہے۔ خداے تعالےٰ کی امانت مین کسقدر خیانت نعمتون کے بیجا استعمال سے ہو رہی ہے جنکے لکھنے کیلیے ایک دوسری کتاب تیار ہونے کی ضرورت ہے۔ رسول صلعم کی امانت قرآن مجید جنھون نے اپنی

امت کو امانت دیا ہے واسطے عمل کے۔ کسقدر خیانت اسمین بھی ہو رہی ہے۔ سو مختصری مین اسکا بیان کیا گیا ہے۔ اس قرآن مجید کو صرف تعظیماً پرستش کیلیے رکھا ہے یا دعا و تعویذ و گنڈا بیچکر روپیہ کمانے کیلیے ہے جنکو گذشتہ صفحون مین بیان کر دیا ہے۔ دوسرا مصرف درسی ہے بہ نیت ثواب قرآن مجید کے الفاظ کو تو نہین بدلا ہے مگر ملا لوگ مطلب تو ضرور بدل دیتے ہین اپنے مطلب کیلیے یہانتک کہ نیا طریق مذہب مین ایک نیا مذہب قائم ہو رہا ہے یہ بالکل امانت مین خیانت ہے اور احکام کے مطابق نہین بلکہ ایک شے پرستش کی بنا رکھی ہے۔ خداے تعالے نے جیکہ نعمتین عطا کی ہین اور ہر شے کو اسکی فطرت پہ پیدا کیا ہے اور اسکی فطرت کے مطابق حدود مقرر کر دیے ہین اور نعمتون کے استعمال کیلیے ہدایت فرما دی ہے۔

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝	جو شخص حدود اللہ سے بڑھگیا اسنے اپنے نفس پر ظلم کیا (پس تحقیق کہ ظلم کیا اوپر اپنی جان کے یعنی اپنے عذاب کے لائق کیا) تو نہین جانتا شاید اللہ کوئی صورت نکالدے۔

حدود کو سمجھنا چاہیے جو خداے تعالے نے مقرر کر دیے ہین مثلاً کسی کو دولتمندی اور اعزاز کی نوکری کی نعمت عطا کی ہے اسمین حق ربانی کی حد باندھی ہے۔ مثلاً برادر پروری۔ غربا پروری یا اعزازی نوکری کی نعمت مین اپنے برادران دین کی مدد جو امور دین ہون انمین نعمت کا استعمال کیا جاوے یہی حدود الٰہی ہین۔

دوسری مثال شہوات کی۔ مختلف قسم کی شہوات ہوتی ہین یہان پر ایک مثال دیجاتی ہے۔ انسان کو محبت عورت کی دیگئی ہے اسکے حدود یہ ہین کہ اپنی بی بی کے پاس جاوے بخیال حصول اولاد کے نہ صرف حظوظ نفسانی کیلیے۔ اور غیر عورتون کے

تعلق سے منع کیا گیا ہے اگر بی بی رکھنے کے قابل نہین ہے تو اپنی شہوت کو روکے۔ خداے تعالے کا حکم ہے۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا	اور چاہئین باز رہین زنا سے وہ لوگ کہ نہین پاتے ہین
حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ	اسباب نکاح کا جبتک کہ اللہ تعالی مالدار نہ کرے اپنے فضل سے

خواہشات بھی مختلف ہوتی ہین اور خداے تعالے نے سامان بھی خواہشات کے مختلف لوگون کو مختلف طریقے پر دیے ہین۔ جو عطیہ خداے تعالے نے دیا ہے اُس سے بڑھکر اپنی خواہشات کو بڑھایا وہ خداے تعالے کے حدود سے نکل گیا (اسکی بحث بہت طویل ہو جائیگی اور حجم کتاب زیادہ ہو جانے کا اندیشہ ہے اسلیے معافی چاہتا ہون) تندرستی بھی انسان کیلیے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اسکے لیے بھی خداے تعالے نے حدود مقرر کر دیے ہین یعنے اپنی تندرستی کو دینی اور دنیاوی اعمال مین استعمال کرتا رہے۔ یہ بالکل حدود سے باہر ہے کہ کسی شغل مین اپنی تندرستی کو نہ خراب کرے۔

خدائتعالے کا حکم ہے جو نعمتین عطا کی گئی ہین اُنکا شکر بجالاتا رہے۔ روحانی شکر کیا ہے اُسکا بیان ہے۔

شکر - یہ ایک اظہار باطنی اخلاق کا ہے یعنے اپنی عاجزی دکھلانا ہے دینے والے کے سامنے۔ زبان و دل عاجزی کیلیے ایک ہونا چاہیے اور اسی طور کا فعل بھی ہونا چاہیے۔ انگریزی تہذیب کے مطابق ادائیگی شکر نہین ہے کہ ہر امر مین زبان پر لفظی "تھینک یو" یعنے مشکور ہون۔ مگر دل مین کچھ نہین۔ بیشک خدائتعالے نے اپنے بندونکو جو نعمتین عطا کی ہین اُنسے ادائیگی شکرگذاری کا خواستگار ہے۔ یہ حکم الٰہی ہے (اذکروا نعمۃ اللہ اشکروا نعمۃ اللہ) خدائتعالے کی نعمتون کو یاد کرو۔ اور

خداے تعالےٰ کی نعمتون کا شکر کرو۔ ہر نکتہ الفاظ پر غور کرنا چاہیے ۔ یاد کرنا ۔ شکر کرنا ۔ یاد کرنے سے مطلب ہے کہ جو نعمت خدا تعالےٰ نے عنایت کی ہے اسکو مطابق حکم حاکم مصرف مین لایا جاوے ۔ اور شکر یہ ہے کہ اُس نعمت کو اُسی کام مین لایا جاوے جسکے لیے وہ عطا کی گئی ہے ۔ مثلاً محمد علی شاہ رنگیلے کو سلطنت ملی ۔ وہ سلطنت کی قوت کو بُرے استعمال مین لایا ۔ یعنے عیش و عشرت مین اُس نعمت کو صرف کیا ۔ اپنے فرائض منصبی کی طرف سے غافل رہا ۔ یہ سراسر ناشکری ہے ۔ اُسکو خاص نعمت ملی تھی ۔ اسکو ہدایت کے مطابق صرف مین لانا تھا ۔ دوسری مثال دولتمند کی ۔ اُسکو موروثی دولت ملی ۔ اسی دولت کو بےجا صرف مین لایا ۔ ناشکری ہوئی ۔ تیسری مثال نعمت نوکری ۔ ترقی پیشہ یا روزگار ۔ اُنکے لیے بھی ہدایات ہین کہ اسلامی احکام کو قائم رکھنے کیلیے جو صرفہ ہوا اسکی مدد مین حاضر ہین ۔ یہ خیال نہ کیا جاوے کہ یہ ترقی اُنکے ذاتی صفات اور لیاقت سے حاصل ہوتی ہے بلکہ خداے تعالےٰ نے نعمت دی ہے اُسکی رضامندی کے خواستگار رہنا چاہیے اور اُسکی رضامندی یہ ہے کہ خداے تعالےٰ کے خوف کے ساتھ اُس منصب کو دیانتداری اور راستبازی سے سرانجام دے یہی شکر خداے تعالےٰ کا ہے اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ اگر نوکر پیشہ ہے تو خداے تعالےٰ کے شکر مین اسکے بندے حاجتمند کے ساتھ مدد کرے اگر پیشہ ور ہے مثلاً حکیم تو خداے تعالےٰ کے بندون کا علاج کرے بغیر خیال کسی نفع کے ۔ جہانتک ہوسکے اپنی نعمت سے مدد کرے اسی سے بھلائی ہوگی مگر احسان نہ جتاوے اگلے زمانہ مین اسی کے مطابق چلتے تھے جسکی وجہ سے برکت حاصل ہوتی تھی ۔ اس زمانہ مین یورپین قوم مین یہ سب اوصاف موجود ہین ۔

چوتھی مثال علما - دینیات کے علم سے ماہر ہین - قانون الٰہی یعنے قرآن مجید سے لوگون کو واقف کرین تاکہ لوگ خدائے تعالےٰ کے تابعدار بندے بنین یہی ادائیگی شکر علماے دین کی ہے - فی زمانہ ان ہدایتون کے خلاف ہورہا ہے - تکبر - غرور - لاپرواہی خدا واعزّا - و رشتہ دار وغیرہ وغیرہ موجود ہے - یہ ناشکری خدا بالکل متعدی بیماری ہورہی ہے - خدا نے ناشکرون کی مثالین دی ہین اُنکو درج کرتا ہون - سورہٗ سجدہ رکوع ۶ مین فرمایا ہے -

(۱) اگر انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو وہ نہایت ناامید اور مایوس ہوجاتا ہے اور اگر بعد سختی پہونچانے کے اُسکو ہم اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہین تو وہ کہتا ہے کہ مین تو اسکا مستحق تھا یہی ناشکری خداے تعالےٰ ہے -

(۲) ہم جب انسان پر اپنا فضل کرتے ہین تو وہ ہم سے مُنھ پھیر لیتا ہے اور کنارہ کش ہوجاتا ہے - اور اُسے تکلیف پہونچتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعائین مانگتا ہے یہ دوسری ناشکری کی مثال ہے -

گذشتہ نسلون کی خدا نے آزمایش نعمت غیر مترو کہ مین کی ہے کچھ زمانہ تک اچھے رہے بعد اُسکے ناکارہ نکلے - اس زمانہ مین خداے تعالےٰ کی آزمایش صبر کی مصیبتین ذاتی و سماوائی سے ہورہی ہین - ان مصیبتون کے ذمہ دار گذشتہ نسلون کے لوگ ہین - یہ وقت سخت ہے خداے تعالےٰ کی رضا کی فکر و تلاش مین ہمہ تن مشغول رہنا چاہیے - جیسی غلطی گذشتہ نسلون نے کی ویسی غلطی نہ کرنا چاہیے خداے تعالےٰ کا فرمان ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ - اگر شکر کروگے تم کو اور زیادہ دینگے - اور اگر ناشکری کروگے تو میری مار سخت ہے - یہ

احکام تصدیق کرتے ہین گذشتہ نسلون کے حرکات کی۔ اگر خدائے تعالےٰ کی عطا کی ہوئی نعمتون کا استعمال خدائے تعالےٰ کی ہدایت اور نصیحت کے مطابق آتا تو یہ زمانہ مصیبت کا ہم لوگون پر نہ آتا خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ جن لوگون نے نیک کام کیا انکے لیے دنیا مین بھی بھلائی ہے۔ اب اب لوگ بیشک سمجھتے ہین اور پچھتاتے ہین مگر اب پچھتانا کیا کام آسکتا ہے۔ موجودہ حالت کو درست کرنا چاہیے۔ بنی اسرائیل سے بھی ایسی ہی غلطیان ہوئین۔ اُن کی آزمائش بھلائی اور بُرائی سے ہوئین۔ سورۂ اعراف رکوع ۲۱۔

وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ اور ہم نے آزمایا اُنکو (بنی اسرائیل کو) نعمتون اور تندرستی و تونگری کی بھلائی سے۔ اور ہم نے آزمایا بُرائیون۔ فقر و اور مصیبتون سے مال و جان کے۔ شاید وہ رجوع ہون اور برائیون کو چھوڑین اور نیک بخت بنین۔ ان احکام سے ظاہر ہوا کہ شکر و صبر دونون سے آزمایش کی گئی۔

یہ وقت جو موجودہ ہے یہ مصیبت کا وقت ہے اور اسکے لیے جو حکم ہے اس کے مطابق عمل مین لایا جاوے۔ بیشک یہ مصیبت گذشتہ نسلون کی دی ہوئی ہے اس فرمان پر غور کیا جاوے وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ جو مصیبت تم کو پہونچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھون کے کیے کامون سے پہونچتی ہے اور بہت سی خطائین تمہاری معاف کردی جاتی ہین۔

مصنّف:۔ خدائے تعالےٰ کتنا بڑا مہربان ہے وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ۔ اللہ تو فضل رکھتا ہے

لوگون پر۔ لیکن بہت لوگ ناشکرے ہین۔

ان احکام پر بھی غور کیا جاوے اور ان سے شرمندگی حاصل ہوتی ہے۔ خدا تعالے نے فرمایا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔ اللہ ایسا نہین کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت دیکر گمراہ کرے جبتک اس قوم کو بتا نہ دے جس سے انکو بچنا چاہیے۔ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اس فرمان سے ظاہر ہوا کہ کسی قوم کو ہدایت دیکر گمراہ نہین کرتا جبتک اُس کو جتا نہ دے اسکی برائیون سے۔ اگلے زمانے کے لوگون کو خوب نعمتین دین وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ اور انھین نعمتون کے ذریعہ سے دین کی ہدایت وراہ پاتے گئے اور بڑھتے چلے گئے۔ اب ہم لوگون کو مصیبتون سے ہدایت دی جارہی ہے جیسے فرعون کو کی گئی تھی۔

فرعون۔ مصر مین فرعون ضرب المثل ہے۔ بنی اسرائیلون پر ظلم کرتے تھے انواع قسم سے انکو غلام بنا رکھا تھا انکی نسل کو مار ڈالتے تھے بیٹیون کو زندہ رہنے دیتے تھے ان کو بہت ذلیل نگاہون سے دیکھتے تھے۔ ان مظالم کی وجہ سے کیسی کیسی آزمائش کیگئی ہوش مین لانے کو خدا ے تعالے نے کیا یعنی آفات آسمانی سے پانی کا برسانا بچھو کا برسانا۔ مینڈھک کا برسانا۔ باربار قحط کا آنا۔ مگر فرعونی قوم آگاہ نہوئی یہانتک کہ حضرت موسےٰ سے دعا بارش کی منگواتے تھے تب پانی برستا تھا پانی خون ہوجاتا تھا۔ بنی اسرائیل منہ مین پانی لیتے تھے اور فرعونیون کے منہ مین کلی کرتے تھے وہ خون ہوجاتا تھا۔ بہتیرے قسم کی آزمائش ہوتی تھی۔ اور ایسی تکلیفات مین زمانہ تک مبتلا رہے ان آزمایشون کو بھولنا نہ چاہیے بلکہ اس سے زیادہ اس زمانے کے منہ بولے

مسلمانون کو امید رکھنی چاہیئے خدا نے فرمایا ہے یہ احکام الٰہی پیش نظر ہے خوب غور کیا جاوے۔ سورۂ عنکبوت رکوع ۱ ۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ مَا
اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ط اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى
اللّٰهِ يَسِيْرٌ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ
وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰكُمْ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ
فَخُوْرٍ ۝
اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ اِذَا
مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ
مَنُوْعًا ۝ (سورہ معارج)

اور اُنسے جو پہلے گذرے ہین لوگ اُنکی بھی آزمائش ہوئی تھی اللہ ضرور جان لیتا ہے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے کوئی مصیبت زمین پر تمپر نہین پہونچتی ہے جسکا ذکر کتاب (لوح محفوظ) مین اُسکے پیدا ہونیکے قبل لکھدیا گیا ہے ۔ تحقیق کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت آسان ہے یہ کہ آگاہ کردیتے ہین کہ کوئی چیز تم سے غائب ہوجاوے تو تم اُسپر افسوس یا غم نہ کرو اور اللہ تعالےٰ نے تمکو جو چیز دے اسپر غرور نہ کرو اور اللہ تعالےٰ غرور کرنیوالے کو دوست نہین سمجھتا ہے ۔

بیشک انسان پیدا ہوا ہے لالچی جب انسان کو مصیبت پہونچتی ہے وہ بیقرار ہوتا ہے اور صبر نہین کرتا ہے جب انسان کو بھلائی یا نعمت ملتی ہے ناشکرا اور غافل اعمال صالحہ سے ہوتا ہے۔

خداے تعالےٰ نے تین باتون کو سکھلایا ہے ایک تو نعمت پر غرور نہ کرو جیسے کہ قبل کی نسلون نے کیا جس سے تباہ ہوگئے ۔ دوسرے گذشتہ بات پر جو کہ غائب ہوگئی ہے اسپر رنج نہ کرو تیسری بات یہ ہے کہ جو مصیبت آئی ہے وہ وہی مصیبت ہے جو قبل پیدائش کے لکھدی گئی ہے۔ غرضکہ خداے تعالےٰ کو معلوم تھا کہ نعمت اگلی نسلون کو دیکھی اُنکے حرکات اور نافرمانی اس حد سے بڑھ جائیگی کہ نصیحت ملے گی۔ اب خداے تعالےٰ کا حکم ہے ایسی حالت مین صبر کرو۔

صبر۔ یہ ایک بہت آسان لفظ ہے۔ ہر ایک کی زبان پر ہے۔ مگر اسکا برتنا بہت مشکل ہے۔ اسکے معنے ضبط۔ روکنا۔ تھامنا۔ یعنے اپنے قلب کو یا خیال کو اپنے قابو مین رکھنا۔ اسکی قوت خدائے تعالےٰ نے ہر دماغ مین فطری رکھدی ہے۔ جسکا تذکرہ گذشتہ درقون مین کیا گیا ہے۔ وہ مرکز انقباض ہے۔ مگر خدا سے اپنے رنج وغم کی فریاد کرنے مین کوئی ہرج نہین ہے حضرت ایوب علیہ السلام فریاد کرتے تھے اور آنحضرت صلعم بھی ہاتھ اُٹھا کر گریہ وزاری کرتے تھے۔ صبر اسقدر مشکل ہے کہ اتنے بڑے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ اُستاد کے پاس جاکر صبر کا تجربہ حاصل کرو۔ اور اُنسے بھی ضبط نہو سکا۔ خیال کیا جاوے کہ کتنا بڑا سخت مشکل اخلاق باطنی ہے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نہین ہوسکا۔ یہ قابل غور ہے کہ اتنے بڑے نبی کو استاد کے پاس صبر کا تجربہ حاصل کرنے کو بھیجا گیا۔ جبکہ کل امور نبوت کے بذات خود انجام دیتے تھے۔ کیا اس اخلاق کو نہین سمجھ سکتے تھے۔ یہ اخلاق باطنی اتنا بڑا سخت تھا کہ خدائے تعالےٰ نے صرف لفظ "صبر" کو لکھدینے سے کافی نہین سمجھا بلکہ اس اخلاق کو تجربہ بنا کے بندون کو سکھایا بذریعہ حضرت موسیٰ کے۔ مثلاً طالب علم کو ڈاکٹری وحکمت سے کسی مرض کے بارے مین سکھانا منظور ہوتا ہے۔ تب مریض کا مشاہدہ کراکے سکھایا جاتا ہے کہ وہ تجربہ سے حاصل کرے۔ اسی طور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام طالب علم بنائے گئے کہ اُنکے تجربہ سے حاصل کرین۔ یہ تکلیف انکو دی گئی ہم لوگ بندون کے لئے۔ خدائے تعالےٰ کو منظور تھا ہم لوگون کو سکھانا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بھی صبر کے اخلاق باطنی کو سکھاتا ہے وہ نبی تھے اور نبی کے بیٹے تھے۔ اتنی بڑی تکلیف وراذیت دینے کی کیا ضرورت تھی۔ انہین بھی

نصیحت بندون کیلیے ہے یعنے خدائے تعالےٰ بہت بڑا حکمت والا اور تدبیر والا ہے اپنے حکمت اور تدبیر سے بندے کو کہان پہونچاتا ہے اسمین بھی سبق صبر کا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام سے بہت سے مسئلے کے مطلب دریافت کیے اُنہین ایک مسئلہ صبر کا دریافت طلب تھا حضرت سُلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ وقت صدمہ کے چپ رہا تو اُسکے کام کا انجام اچھا ہوگا اگر غصہ کیا اور رنج مین شور و غل مچایا تو اُسکے کام کا انجام خراب ہونیوالا ہے یعنے ناکامیابی مین بالکل چپ رہے اور صبر سے تحمل کرے۔ یہان پر اگر بیجا نہ سمجھا جاوے تو عام غلط فہمی کو مٹانے کیلیے دو چار سطرین بیرون سُرخی لکھی جاتی ہین۔ عام فہم ہے کہ بہت سی باتین کلام پاک مین صرف نبیون کیلیے ہین یہ خیال اکثر سننے مین آیا ہے۔ کلام پاک کا جتنا کلام پاک ہے بطور قانون بندون کیلیے ہے۔ نبی تو ذریعہ بنایا گیا ہے قانون ربانی کو پھیلانے کیلیے۔ خدا نے فرمایا ہے کہ قرآن کو سمجھا یا ہے مثالین دیکر مگر لوگون کو اُسپر بھی شک ہے کل احکام یا ہدایات یا قصے سب بندون کیلیے ہین۔ لوگون کا خیال ہے کہ دعا تو نبیون ہی کی قبول ہوتی ہے۔ مہربانی کرکے سورہ بقر رکوع ۱۲ کو خوب سمجھکر پڑھ لیا جاوے جواب ملجاتا ہے۔ مصیبت مین صبر کا حکم ہے۔ مصیبت دو قسم کی ہوتی ہے۔ غیبی اور ذاتی۔ غیبی وہ ہے جسمین عوام الناس کی بھی شرکت ہے جیسے آفات سماوی۔ اور بلایات جیسے بیماریان پلیگ وغیرہ۔ مصیبت ذاتی وہ ہے نقصانات جان و مال و اولاد کا۔ مفلسی یا تنگدستی یا ناکامیابی روزگار یا پیشہ یہ مصیبت مین نہین داخل ہے یہ تقدیر سے تعلق رکھتا ہے۔

صبر کو کیونکر برتنا چاہیے۔ مرکز انقباض ہر شخص کے دماغ مین موجود ہے۔ یعنی

قوت ضبط۔ وقت مصیبت کے خیال کو وحشیانہ یالا حاصل طور پر نہ دوڑا وے۔ ایک خلقت ایسی بھی ہے کہ گھبراہٹ کی حالت مین ضبط کے مادہ کو ڈھیل دیدیتی ہے۔ چند ہدایات اسکے بارے مین آنحضرت صلعم کی ہین انکو پیش نظر کیا جاتا ہے۔

ہدایات حضرت رسالت مآب صلعم

(۱) مسلم مین حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ صبر کا ثواب اول صدمہ کے وقت ہے۔ یعنے ابتدائے رنج مین ہی صبر کرنے کا وقت ہے اور اسی صبر کا ثواب ہے۔ جبکہ مصیبت (رنج) کو بہت مدت گذر جاتی ہے تو انسان اُس کو خود بخود بھول جاتا ہے۔

مصنف:۔ انگریزی مثل مشہور ہے۔ زخم غم کو زمانہ بھرتا ہے۔ اور اسکا کوئی علاج نہین ہے۔ کافر وقت غم کے بہت شور و غل مچاتے ہین۔ ایمان والون کو حکم ہے بالکل خاموش رہنے کا۔ کسی قسم کی ظاہرہ نمائش غم کی نہ کی جاوے۔ یعنے شور و غل۔ نصاریٰ ضرور اسکو برتتے ہین۔ مسلمانون نے کافرون کی صحبت مین طریقہ اظہار غم کو سیکھ لیا ہے۔

(۲) مسلم و بخاری مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ رنج و تکلیف سے مسلمانون کا گناہ دور ہوتا ہے بشرطیکہ وقت رنج مین صبر کیا یعنے ضبط کیا۔ خدائے تعالےٰ کا کوئی گلہ و شکوہ و لغو نہ بکا۔ سمجھا کہ یہ رنج خدا کی طرف سے ہے۔

(۳) بخاری مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم سے آگے وہ لوگ تھے جن کا گوشت و ہڈی لوہے کی کنگھیون سے نوچا جاتا تھا ایسی سختی مین بھی وہ اپنے دین سے نہین پھرتے تھے بلکہ بعض اوقات اس سے زیادہ ایذا دہی ہوتی تھی۔ یعنے ان کا بدن

آرے سے چیرا جاتا تھا جب بھی اپنے دین سے نہین پھرتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے فہمائش کی ایذارسانی پر کہ بے صبر نہو دین کا غلبہ آویگا خداے تعالےٰ اپنے وعدہ کے مطابق کریگا۔

(۴) بخاری مین ہے۔ حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر نے انتقال کیا۔ تب ایک عورت آئی اور انکو رُلایا۔ اس عورت سے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایمان کی برکت سے شیطان اس گھر سے دور ہو گیا مگر رونے اور پیٹنے سے پھر اس گھر مین شیطان داخل ہوا۔

(۵) بخاری و مسلم مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا خداے تعالےٰ برکت دے دونون کی رات مین۔ یہ دعا ابوطلحہ اور انکی بی بی ام سلمہ کے حق مین کیا۔ قصہ یہ ہے کہ ان کا لڑکا مرگیا اور ابوطلحہ گھر مین نہین تھے ان کی بی بی ام سلمہ نے لڑکے کے مرنے کی خبر ان کی واپسی پر نہین دی۔ دونون میان بی بی نے حسب معمول کھانا کھایا اور دونون نے رات کو صحبت کی صبح کے وقت بی بی نے اطلاع دی کہ اگر کوئی چیز عاریۃً کسی کے پاس ہو اور وہ اسکو واپس لےلیوے تو کیا رنج۔ ابوطلحہ نے کہا کہ غیر کی چیز کو دیدینے مین کیا عذر۔ تب بی بی نے کہا کہ تمھارا بیٹا مرگیا۔ صبر کرو۔ کہا جاتا ہے کہ اُس رات ام سلمہ کو حمل رہا۔ بہت اچھا لڑکا پیدا ہوا۔ ان دونون میان بی بی کے مضبوطی صبر مین خیال کرنے کی چیز ہے۔

(۶) بخاری و مسلم مین حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مومن مثل خوشہ کے ہے جس کو ہوا ہلاتی رہتی ہے۔ کبھی وہ خوشہ ہوا کے جھونک سے اُٹھتا ہے اور کبھی گرتا ہے۔ کافر مثل صنوبر درخت کے کھڑا رہتا ہے۔ جیسے یہان تاڑ کا درخت اسکے مطلب یہ ہین کہ مومن ہمیشہ بلا و مصیبت مین گرفتار رہتا ہے تاکہ اُسکے گناہون مین

تخفیف ہوتی ہے۔ کافر کو مصیبت کم ہوتی ہے۔ مومن کو لازم ہے کہ رنج اور مصیبت سے نہ گبھرائے اسکو خدائے تعالیٰ کا احسان سمجھے اور شکر کرے۔ یہ گناہوں کا کفارہ ہے۔
ان ہدایات سے سبق ہے تصدیق القلب دین کیلیے۔ اور ثابت ہوا کہ مومن کے لیے تکلیف اور مشقت ضروری ہے ان سے نہ گھبرائے۔ صبر کرے۔ دین پر مضبوط بنا رہے آخر میں بھلائی ہے اور ضرور بھلائی ہے۔ یہ خوب ظاہر ہوگیا کہ مومن کیلیے مصیبت کا وجود ویسا ہی ہے جیسے اپنی پیدائش کا وجود اور اسکے ساتھ عضو کا ہونا۔ ویسی ہی مصیبت بھی ساتھ ساتھ ملحق ہے۔ ہم لوگوں کو ہدایات آنحضرت صلعم اور فرمان الٰہی نے سکھا دیا کہ اگر کسی قسم کا نقصان و تکلیف و رنج ہو خواہ چھوٹا یا بڑا اسپر افسوس نہ کرنا چاہیے۔ اگر افسوس کیا یا شکوہ شکایت کی تو ناشکری یا نافرمانی اپنے مالک کی کی۔ فرمان الٰہی درج کیا جاتا ہے اسکے الفاظ پر غور کیا جائے۔

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝	کوئی مصیبت بغیر حکم باری تعالیٰ نہیں آتی اور جو شخص مصیبت میں اللہ پر یقین رکھتا ہے یعنے صبر کرتا ہے تو اللہ اسکے قلب کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر شئے کا جاننے والا ہے

اس فرمان سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ مصیبت خدا تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے دوسری بات یہ کہ مصیبت والے کو صبر کی ہدایت خدائے تعالیٰ کی طرف سے قلب کو پہنچتی ہے۔ عام طور سے مروج ہے کہ کسی نقصان پر لوگ آجکل کے بہت شور و غل اور شکایتیں کرتے ہیں۔ کیا خیال کیا جا سکتا ہے؟ کیا خدا کی طرف سے انکے قلب کو ہدایت نہیں ملتی ہے؟ بیشک نہیں ملتی ہے۔ کیوں۔ چونکہ اعتقاد میں فتور ہے کافروں کی صحبت میں قلب میں بیماری پیدا ہوگئی ہے۔ خدائے تعالیٰ سبھوں سے کے

قلب کی حالت سے واقف ہی وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ خدا تعالٰے اُسی کو ہدایت دیتا ہے جو ہدایت پانیوالا ہے مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِیْ۔ قابل غور ہے حالانکہ لوگ پابند صوم و صلوٰۃ ہین اور ہر وقت خدا خدا کرتے ہین مگر رنج و غم پر چلاتے اور شور مچاتے ہین اور صبر کی حد سے نکل جاتے ہین۔ وجہ کیا ہے؟ انکے نفس مین نجاست بھری ہوئی ہے باطنی بیماری کی وجہ سے۔

صابرون کیلیے حق تعالے نے احکامات جاری کیے ہین ہر شخص کو معلوم ہے اور زبان پر ہے۔ مگر دل مین نہین ہے۔ یہ ایک وضعداری سمجھی گئی ہے کہ جہان صحبت مین ہوتے ہین وہان اپنے تکلیفات و رنج و غم کا بیان کرتے رہتے ہین ایسے باطنی اخلاق سے خدا تعالٰی کی شکایت ہوتی ہے اور بے صبری ظاہر ہوتی ہے۔

خدا تعالٰے نے فرمایا ہے سورہ بقر رکوع پانچ مین۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ o اور مدد چاہو خدا تعالٰے سے ساتھ صبر اور عبادت (نماز) کے۔ اور یہ دشوار ہی انکے لیے جنکے باطن خراب ہین مگر آسان ہی اُنکے لیے جو ڈرتے ہین اور عاجزی کرتے ہین خلوص دل سے خدا تعالٰے کے سامنے۔

اِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ کے مطلب پر غور کیا جاوے۔ خدا تعالٰے نے خاص کرکے ظاہر کیا کہ صبر اور نماز سب لوگ کرتے ہین مگر یہ جبر ہے اُن لوگون پر جنکے باطن خراب ہین اور خلوص دل نہین ہی یعنے خدا تعالٰے کی طرف سے لاپرواہ ہین۔ سبحان اللہ لوگون کے دلون کی حالت کو خدا تعالٰے نے خود بتا دیا۔ بیشک ایسا ہی پایا جاتا ہے۔ صبر ایک بہت بڑی اطاعت ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو جسوقت

خبر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کے کھا جانے کی ملی۔ اُنھون نے بیساختہ یہ جملہ زبان سے ارشاد فرمایا فَاصۡبِرۡ۔ فَصَبۡرٌ جَمِیۡلٌ۔ اسی کو اصلی صبر کہتے ہین حالانکہ اُنکے قلب اور جسم پر اتنا اثر ہوپنچا تھا کہ اندھے ہوگئے تھے اور کمزور ہوگئے تھے لیکن زبان پر اُف نہین لائے۔ یہ خیال پڑھنے والے کے دل مین گذریگا کہ نبیون کا کیا مقابلہ۔ یہ خیال غلط ہے۔ جتنی باتین قرآن مین ہین وہ تمثیلاً دیگئی ہین۔

محبان خدا۔ خدائے تعالےٰ کے دفتر مین چار فرقے خدا پرستون کے بنائے گئے ہین

(۱) نبی۔ جو کہ خدائے تعالےٰ کے پیغمبر ہین۔ پروردگار عالم کو دنیا کا قائم رکھنا منظور ہے خلائق کو نیک طینت اور فرمانبردار بناکر۔ اسلیے ضرورت ہے کہ اُنھین بندون مین سے جنکو لائق اپنے وزن مین سمجھا اُنکو پیغمبری کا ہدایت نامہ بذریعہ وحی یا فرشتے کے عطا کیا تاکہ عوام الناس مطیع و فرمانبردار و مہذب بنکر دنیا مین اپنی ہستی کو قائم رکھین بندون مین درجہ بحیثیت عمل کے دیا ہے یعنے اُنکے لیے صالحین و متقین و صادقین و مومنین کا درجہ ہے۔

(۲) ولی۔ یہ محب خدا ہین۔ انکو وحی نہین آتی الہام غیبی ہوتے ہین۔ کشف و جذبات کی قوت عشق خدا کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ لوگ بعید جفاکش اور نفس کش مطیع پروردگار عالم ہوتے ہین۔

(۳) بزرگان دین۔ یہ لوگ کشف و جذبات کی قوت کو اپنے ریاض و کوششون سے حاصل کرتے ہین۔ حق تعالےٰ انکی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ نیک بندون مین داخل ہوتے ہین۔

(۴) مومن و مسلمین۔ یہ عام بندگان خدا ہین۔ جو احکام یا دفعات نازل کیے گئے

ہین اُنکے پابند ہین۔ جنھون نے اطاعت قبول کی وہ مقبول ہین۔

حق تعالےٰ نے نبیون کی گفتگو کو کلام پاک مین درج کیا ہے اور اُسی قدر گفتگو کو درج کیا کہ جسقدر بندون کیلیے مفید سمجھا۔ یعنے نبیون کی دعائین یا درخواستین درج ہین وہ ہم لوگون کے عمل مین لانے کیلیے ہین تاکہ بندے اپنے نفس یا خیال کے درخت کو اپنے دماغ مین شاداب و سرسبز بنائین جو عمدہ پھل لائے۔ اسی کے لیے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا مانگی رَبَّنَا جَعَلْنَا مُسْلِمِیْنَ ۔ اے رب بنا ہمکو حکم بردار یا فرمانبردار۔ یہ محض خیال ہے کہ نبیون کی دعائین صرف نبیون ہی کیلیے تھین۔ قرآن مجید قصے کی کتاب نہین ہے۔ جو کچھ اسمین ہے فرمان الٰہی ہے اور بندون کے سکھانے کیلیے اور اسکے مطابق رہنمائی کرنے کیلیے ہے اس خیال کی تائید مین ایک نظیر باغ والے کا قصہ جو کہ سورہ قلم کے پہلے رکوع مین ہے پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے:-

ایک شخص نے "انشاءاللہ تعالےٰ" نہین کہا تھا باغ بالکل تباہ و برباد ہوگیا تھا۔ اُنکی گفتگو کو بھی خدائے تعالےٰ نے درج کیا ہے۔ یہ ناشکری کی نظیر ہے یہ باغ والے تو نبی نہین تھے۔

جسمانی کاہلی و لاپرواہی

جسمانی کاہلی کا باطن سے تعلق ہے۔ کاہلی سے اظہار لاپرواہی اس جانب ہوتا ہے بالفعل لوگون کی حالت ادائیگی نماز و امور دین کے بجالانے مین کثرت سے لاپرواہی آگئی ہے۔ ادائیگی نماز ہر مسلمان کیلیے لازمی ہے اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا ۔ جبکہ ارادہ کرو نماز کے قائم کرنے کا بیشک نماز ہے

مومنوں پر فرض کی ہوئی وقتوں پر۔

اب حالت ایسی ہو گئی ہے کہ اگر کسی صحبت یا جماعت سے ایک شخص نماز کیلیے وقت پر اٹھکھڑا ہوتا ہے تو وہ گویا مطعون ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ مضحکہ ہوتا ہے۔ افسوس کہ ایسا وقت آگیا ہے۔ یہ بالکل باطنی بیماری کیوجہ سے مجبور ہو گئے ہین۔ خدا تعالے کا حکم ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ؁ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؁

جو لوگ نماز پڑھتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور قیامت پر یقین رکھتے ہین اور اُسکے لیے فکر کرتے ہین ایسے ہی لوگ ہدایت پاتے ہین اپنے رب سے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہین۔

اس فرمان مین تین حکم ہین۔ ایک نماز دوسرے زکوۃ تیسرے یقین آخرت کا ہونا عام برادران دین سے دریافت کیا جاتا ہے۔ کیا عام طور پر یہ احکام بجا لاتے ہین پروردگار نے ان حکمون کے بجالانے والون کو بشارت دی ہے ہدایت و فلاح ربانی پانے کی۔ اگر ہندوستان کے مسلمانون مین اوسط نکالی جاوے تو شاید پچھتر فی صدی بجالانے ہین ان احکام کے قاصر ملینگے۔ بلکہ بہتیرے ریاکار نمازی نکلینگے یہ ایک بہت معمولی حکم ہے جسکے ادائیگی سے ظاہرہ مسلمان ہونے کی شناخت ہوتی ہے اس احکام کا فائدہ حاکم نے محکوم کو بتا دیا ہے۔ بلکہ اس حکم سے بندہ کے واسطے تعلق دینی کا اظہار ہوتا ہے۔ کوئی تعجب نہین ہے پچھتر فی صدی مسلمان فی زمانہ محروم ہدایت و فلاح ہین۔ یہ غفلت ہے۔ نشان دل کے غافل ہونے کا (مرض القلوب) یہ تخمینہ مصنف کا ذاتی ہے ممکن ہے غلط ہو۔ ایک اطلاع ربانی درج کی جاتی ہے۔

واسطے غور و فکر کے۔ سورۂ اعراف رکوع ۲۲۔

ہم نے دوزخ کے واسطے بہت سے جن اور انسان پیدا کیے ہین۔ انکے دل تو ہین لیکن وہ اس سے سمجھنے کا کام نہین لیتے۔ انکی آنکھین ہین لیکن اس سے دیکھتے نہین انکے کان ہین لیکن اس سے سنتے نہین۔ ایسے لوگ چوپایون کے مثل ہین بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہین۔ یہی وہ لوگ ہین جو دین سے غافل ہین "

یہ حاکم فیصلہ اور محکوم کی حالت دونون کے مقابلہ کرنے سے دردوالے مسلمان کے دل کو افسردگی حاصل ہونی چاہیے۔

عاجزی کے ساتھ عرض ہے کہ کل علامات امراض باطنی کے ختم ہوے۔ علامات کے شامل لازمی امر ہے کہ بیماری کی تشخیص بھی لکھی جاوے۔ اور حشر یعنے کیا نتیجہ بیماری کا ہونیوالا ہے۔ بیماری کا علاج بھی ضروری ہے۔ ان تین امور پر بحث کی جاتی ہے

تشخیص بیماری

اس زمانہ کے مسلمانون کی عبادت کا معائنہ کیا جاوے اور ان آیات قرآنی کیساتھ مقابلہ کیا جاوے۔ سورۂ نسار کوع ۲۱۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ
خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا
كُسَالٰى لا يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ
اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ
لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ

البتہ منافق اللہ سے فریب کرتے ہین اور اللہ اُن کو
اس فریب کا بدلہ دیگا۔ جب نماز پڑھتے ہین تب لاپرواہی
یا بلا توجہی یا سستی سے ادا کرتے ہین صرف لوگو نکو
دکھلانے کیلیے اللہ کو تھوڑا یاد کرتے ہین۔ ایسے لوگ
مذبذب مالتین ہین کفر اور اسلام کے بیچ نہ اسلام کی

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

طرف نہ کفر کی طرف جسکو اللہ گمراہی مین چھوڑدے اُسکے واسطے کہین ٹھکانا نہین ہے ۔

تشخیص ان امراض باطنی کی بالکل صاف ہی جس بات کو خدا نے منع کیا ہو اُسی کو کیا جاتا ہے ۔ اس فرمان الٰہی سے ظاہر ہوتا ہے ۔ سورہ حدید

لَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔

مت ہو دین مین مانند اُن لوگونکے جنکو دیگئی تھی کتاب پہلے پھر مدت دراز گذر جانیسے صاف دین کے لوگون کا دل سخت ہوگیا اور لاپرواہ ہوگئے کتاب کے احکامات سے اسلیے بہت لوگ فاسق ہوگئے ۔

اس زمانہ مین مسلمانون کا حال ایسا ہی ہوگیا ہے ۔ قرآن کے احکامات سے لاپرواہ ہوگئے ۔ خدا نے فرمایا ہے سورہ مریم رکوع ۵ مین ۔

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا

کہدو لوگونکو جو گمراہی کی راہ پکڑے ہوے ہین پس اسکی گمراہی کی راہ پکڑے ہوے رہنے مین خوب اچھی طرح مدد کرتا ہے ۔

اب ضرورت ہے دریافت کی کہ کیا تعداد گمراہون کی ہے اور سیدھی راہ پر رہنے والون کی ہے گمراہون کی کثرت ہوگئی ہے انکی کثرت کیوجہ سے سیدھی راہ والونکو بھی چھینٹا نجاست کا پڑتا رہتا ہے ۔ یہ عارضہ مثل متعدی بیماری پلیگ کے ہی اسکے شناخت کیلیے حکیم و ڈاکٹر کی ضرورت نہین ہے ۔ امراض باطنی مین قوم مبتلا ہے باطنی بیماری کیوجہ سے ایمان مین اسلام کے اسقدر تغیر و تبدل آگیا کہ حالت اصلی بالکل باقی نہین رہی ہے اس بیماری کی وجہ سے ایمان کے مجہول و مفلوج ہونیسے

ہستی جا رہی ہے۔ تلاش کرنے سے اگر اوسط نکالا جائے آبادی مسلمان مین توفیصدی
پانچ صحیح وسالم ایمان کے مسلم نہین ملینگے۔ آیا لوگ بدعت مین مبتلا ہین یا نعماے
الٰہی کو ٹھیک طور سے استعمال نہین کرتے ہین یا دنیاوی طمع کی وجہ سے احکام الٰہی
سے غافل ہین۔ یہ قبول کرنا چاہیے کہ بالکل تندرستی ایمان کی عوام الناس مین
مشکل سے پائی جائیگی۔ بالکل تندرستی توصرف بزرگان و ماہرین دین مین پائی
جاسکتی ہے۔ عام مسلم کہنے کیلیے اسقدر امید کی جاسکتی ہے کہ احکام الٰہی کے پابند
ہون اور منہیات سے پرہیز کرتے ہون۔ اور کچھ نعماے الٰہی کو شکر کے ساتھ استعمال کرتے
ہون۔ عام طور سے تشخیص صاف ہے "مسلمانان درگور مسلمانی درکتاب" پھر کس
درجہ مین گردانے جاتے ہین امت محمدی ایجابی ضرور ہین مگر کثرت سے لوگ پیرو
نہین ہین۔ اور زبان سے اپنے کو مسلمان ضرور کہتے ہین۔ چونکہ زبانی رسم کو ادا کرتے
ہین مثلاً شادی۔ مرنے و ترکہ مین ایسے لوگون کیلیے خدا نے لفظ "تابعین" کا دیا ہے
مسلمین سے شے دوسری ہے۔ بیشک زمانہ حال کی رفتار سے اسلام منافقانہ گروہ مین
آپہونچا ہے۔ یا کثرت سے لوگ فاسقین مین ہین یا مدقوق ایمان کے جو کہ سختی مین فوراً
گر پڑینگے۔ اگر مصنف غلطی پر ہو تو خداے تعالےٰ کے فرمان کو دیکھا جائے۔ مِنَ
الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ "وہی لوگ منافق ہین
جو مُنہ سے بولتے ہین کہ ہم ایمان رکھتے ہین۔ اُنکے دل مین ایمان نہین ہے (سورہٴ
مائدہ رکوع ۶) یہ فرمان الٰہی ضرور حالت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ مُنہ سے تو لوگ
ضرور بولتے ہین۔ دل کا ایمان اعمال سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ بالکل غائب ہے۔
آنحضرت صلعم کی پیشین گوئی کو پیش نظر کیا جاتا ہے قابل غور ہے۔

پیشینگوئی حضرت رسالتمآب

۱۔ مسلم مین عمارؓ سے روایت ہے:۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مقرر میری امت مین بارہ منافق ہین یعنے باطن کے کافر اور زبان کے مسلمان۔ وہ بہشت مین نہین جاوینگے اور بہشت کی بو بھی نہین سونگھنے پاوینگے۔ جبتک اونٹ سوئی کے ناکے مین نہ گھس جاوے۔

۲۔ مسلم مین عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے:۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مقرر انسان کا قلب خدا مہربان کے قابو مین ہے۔ جیسے ایک دل اسکو پھیرتا ہے جدھر چاہتا ہے۔ یعنے مسلمان کو نڈر ہونا نہ چاہیے خدائے تعالےٰ سے ڈرا کرے اور ایمان ثابت رکھنے کیلیے دعا مانگا کرے۔ مسلمان کو کافر یا مشرک ہونا اور کافر کو مسلمان ہونا کچھ دور نہین۔

۳۔ بخاریؒ و مسلمؒ مین عقبہؓ سے روایت ہے:۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا قریب زمانہ وفات کے۔ لیکن اس سے ڈرتا ہون کہ دنیا کے لالچ مین نہ پڑو۔ اور آپس مین حسد نہ کرنے لگو۔

جیسا آنحضرت صلعم نے خیال کیا ویسا ہی زمانہ موجودہ مین آگیا۔ آپسمین حسد بھی موجود ہے۔ ایک دوسرے سے حسد مین مرے کھپے جاتے ہین۔ تنزلی کے سوا ترقی دیکھنے مین نہین آتی۔

۴۔ بخاریؒ و مسلمؒ مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے:۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ منافق کی تین شناختین ہین۔ جب وہ بات بولے

توجھوٹ بولے۔ اور جب وعدہ کرے تو برخلاف وعدہ کرے۔ جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

ایسی ہی حالت بالکل موجود ہے اس زمانہ مین۔ صورت بہین حالت مپرس۔

(۵) بخاریؒ مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے:۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مقرر ایسا زمانہ آویگا کہ لوگ کچھ پرواہ نہ کرینگے کہ کہان سے مال کو لیا۔ حلال سے ہے یا حرام سے۔

اس زمانہ مین حرص روپیہ کی اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ روپیہ ہونا چاہیے یہانتک اس سے کچھ غرض نہین کہ روپیہ کس طور سے آیا چوری سے خیانت سے حرام سے، سود سے، ظلم سے، دغابازی سے، دین فروشی سے، رشوت سے، جھوٹی گواہی سے، یا خلاف بہ الا اللہیاس کسی دوسرے حرام طریقے سے، سبحان اللہ میرا جان ومال آپ پہ قربان یارسول اللہ، پیشینگوئی کی ہر صورت موجود ہے۔

۶۔ بخاریؒ ومسلمؒ مین ابوسعیدؓ سے روایت ہے:۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ البتہ تم چلوگے اگلے لوگون کی چالون پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر۔ یہانتک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ مین گھسے ہونگے تو تم بھی انکی پیروی کروگے یعنے قدم بقدم ان ہی کی پیروی کروگے۔ راوی نے سوال کیا یارسول اللہ کیا یہود ونصاریٰ کی چال پر چلینگے۔ حضرت صلعم نے فرمایا۔ یہی نہین تو پھر کون۔

دوسری حدیث بھی اسی قسم کی ہے اسمین اسقدر زیادہ ہے کہ میری امت کیا فرعون کی طرح رسمین ادا کرنے لگے گی۔

(۷) بخاریؒ و مسلمؒ مین عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے :-
آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ قیامت سے پہلے ایسے دن آوینگے کہ لوگون مین جہالت اُتریگی۔ یعنے نزول کریگی (پھیلیگی) اور علم اُٹھیگا اور قتل بہت ہوگا۔ اسکے مطلب یہ ہین کہ حرص دنیا ایسی غالب ہوگی کہ لوگون کو علم دین پڑھنے کی پرواہ نہین رہیگی اور اسی کی کثرت ہوجائیگی۔ رات دن سوائے طلب دنیا کے اور کچھ نہوگا۔ اگر علم کو پڑھینگے بھی تو صرف دنیا حاصل کرنے کیلیے (علم سے مطلب علم دین ہے)

(۸) مسلمؒ مین جابرؓ سے روایت ہے :-
آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ قیامت سے پہلے بہت جھوٹے لوگ ہونگے انسے بچو

(۹) بخاریؒ و مسلمؒ مین انسؓ سے روایت ہے :-
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانی ہے کہ علم دین کے جاننے والے مرجائینگے۔ اور جہالت بالکل ظاہر ہوجاویگی اور حرامکاری پھیل جاوے گی اور شراب خواری زیادہ ہوجاوے گی۔

(۱۰) بخاریؒ و مسلمؒ مین ابو سعیدؓ سے روایت ہے :-
لوگ ایسے پیدا ہونگے کہ قرآن مجید کو پڑھینگے مگر اُنکے گلے سے نیچے نہ اُتریگا یعنے دل مین قرآن مجید کا اثر نہوگا۔ زبان سے پڑھینگے اور اُسپر عمل نہ کرینگے ایسے لوگ نکل جاوینگے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانہ سے۔ (مصنف۔ یہ حدیث بہت بڑی ہے یہانپر صرف جسقدر ضرورت تھی وہ درج کیگئی) بیشک قرآن مجید صرف درسی ہوگیا ہے یا پرستش کی چیز بنادیگئی ہے۔
حقیقت مین جیسی آنحضرت صلعم کی پیشینگوئی ہوئی ہے موجود ہے صورت

بیمین حالت میں ہیں۔ باطنی بیماری سے اسلام غائب ہو رہا ہے۔ ان پیشینگوئیون کو تیرہ سو برس ہو گئے اُسکی تصویر اس زمانہ مین بالکل کھنچی ہوئی ہے۔ سبحان اللہ نہایت ٹھیک ہے کہ کسقدر لوگ قدم بقدم مطابق یورپین قوم کے تہذیب و اخلاق پر چلنے کے خواہشمند ہو رہے ہین۔ جو اس قوم کے تمدنی اخلاق (باب دویم مین دکھلایا گیا ہے) مطابق فرمان الٰہی کے ہین اُنکی طرف توجہ نہین ہے بلکہ اُسکے بُرے اخلاق کی طرف راغب ہو رہے ہین اور اسی تمنا مین اسلامی اخلاق و تہذیب کو کھو رہے جا رہے ہین۔ انگریزی تہذیب مین لذات دنیا بھری ہوئی ہے اور یہ نئی تہذیب ہے۔ مسلمان کیلیے اسلامی تہذیب و اخلاق سکھاتی ہے ظاہری سادگی و باطنی کی عمدگی کو۔ ظاہری تہذیب و اخلاق جو دکھلانے کیلیے ہے اُسکے اسقدر خواہان ہو رہے ہین کہ دیگر اسلامی ملکون مین ارکان مذہب و اعتقاد نصاریٰ کی نقل بنا رہے ہین۔ اس ملک مین شرک و بدعت ہندؤن کی صحبت سے رسومات نئے ایجاد کیے گئے ہین اور اُنکے پیرو ہین۔ دلائل پیش کیے جاتے ہین کہ دنیا کو چلانا مطابق نئی تہذیب کے چاہیے۔ پرانی تہذیب اس زمانہ کیلیے موزون نہین ہے۔ یہ عذر و دلائل واسطے تسکین کرنے اپنی خواہشات کے ہے۔ اسلیے رجحان نیا مذہب قائم کرنے کا پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ اسی کو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے سورۂ نساء رکوع ۲۱ مین۔

یُرِیدُونَ اَن یَتَّخِذُوا بَینَ ذٰلِکَ سَبِیلًا	چاہتے ہین پس تحقیق کہ نئی پکڑین اسکے درمیان راہ (یعنے ایک نیا مذہب درمیان کفر اور اسلام کے نکالین)

(یہی ہو رہا ہے اس زمانہ مین)

بغیر شریعت کے خدائے تعالیٰ کی راہ پر نہین چل سکتا۔ اور شریعت مین دخل عقل کا نہین کیا جا سکتا ہے۔ یہ احکام حتمی ہین انکو اسی طور سے بجا لانا چاہیے بغیر تبدل و تغیر کے اگر ایسا کیا تو درمیانی دین قائم کیا۔ مگر رجحان سے لوگون کے ظاہر ہوتا ہے کہ پرواہ نہین ہے۔ چونکہ انکو وقتی کامیابی ہوتی جا رہی ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے سورۂ عمران رکوع ۱۹ مین۔

(۱) لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ط اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ج وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

نہ سمجھین منکر یا غافل یا کافر جو ہم نے ڈھیل دی ہے انکو اسمین بھلائی ہے انکے واسطے۔ ہمنے ڈھیل دی ہے انکو تاکہ زیادہ کرین برائیان انکے واسطے عذاب خوار موجود ہے۔

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

وہ لوگ جنھون نے خرید کیا کفر کو ایمان کے عوض مین ہرگز کچھ نہین بگاڑ سکینگے خدائے تعالے کا۔ اور ان لوگون کے واسطے دکھ دینے والا عذاب آگ ہے۔

خیال کرنا چاہیے کہ کافی ثبوت درج کیا گیا ظاہر کرنے مین کہ وہ اسلام اب نہین ہے اس زمانہ مین جسکا نام خدائے تعالےٰ نے رکھا مسلمین۔ جسپر آنحضرت صلعم سردار نے گروہ بنایا سکھا کر تعلیم دیکر اور فہمائش دیکر اور امانت ہاتھ مین دیکر رخصت ہوے۔ یہ اسلام جبکہ خدائے تعالیٰ کا نام رکھا ہوا ہے دین اصلیت مین نہین ہے تو پھر کیا ہے صرف رسمیہ مسلمان نام لیوا جو کہ جد امجد سے نام چلا آ رہا ہے وہ اسلام بنکر ہو گیا ہے۔

دین کو مقابلے سے زمانہ گذشتہ و حال کے معلوم کیا جا سکتا ہے ایک سو برس یا

قبل سے اسلام مین کمزوری آنی شروع ہوئی اور پچاس یا چند برس قبل اور اس زمانہ موجودہ سے مقابلہ کیا جاوے تو پایا جاویگا کہ وہ دین باقی نہین ہے۔ کس چیز نے فرق ڈالا۔ انگریزی تعلیم۔ عدم دینی تعلیم کے مصنفت کے نسل کے لوگون مین مذہب کی تعلیم کی وقعت اسوقت تک دل مین ضرور ہے۔ وہ جو لوگ زندہ ہین اُنمین خداترسی باقی ہے۔ اب دوسری نسل سے مقابلہ کیا جاوے تو کمی معلوم ہوجاتی ہے اسی طور سے نسلاً بعد نسلٍ کم ہوتا چلا آرہا ہے اور ہوتا چلا جائیگا اسکا نتیجہ یہ ہوگیا کہ لوگ اسلامی جذبات سے ایسے لاپرواہ ہوتے گئے کہ نام اسلام کا بدنام ہورہا ہے اور ہوگا۔ غیر مذہب کی نگاہون مین ذلت کی نظر سے دیکھے جارہے ہین بلکہ وہ لوگ مسلمان کو بُرے نام سے پُکارتے ہین۔ یہ مُنھ بولے مسلمان اپنے نامسلم حرکات سے اسلام کا نام بدنام کرتے اور توہین کرتے ہین۔ اسمین شک نہین کہ مسلمان نوکر پیشہ کسی درجہ کے ہون زیادہ تکلیف دہ اور غیر معتبر ہین۔ ہندو نوکر پیشہ کہین بہتر ہوتے ہین۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ یہ مُنھ بولے مسلمان مرض قلب مین مبتلا ہین اُنکے قلب پر سیاہی بیٹھ گئی ہے۔ خوف خدا جاتا رہا ہے۔ وہ چمک درونق یا جذبات نور اسلام کا مسلم کے قلب مین عطا کیا جاتا ہے وہ بالکل غائب ہوگیا ہے۔ اسی کو کہتے ہین خدا کی پھٹکار۔ پہلے زمانہ مین جہلا بوجہ دینی صحبت کے اُنکے قلب مین نجاست آنے نہین پاتی تھی بیشک یہ فرقہ مسلمان کا مقلد مشائخین و علما کا تھا اور ہے۔ ان لوگون کی لاپرواہی سے یہ خرابی بڑھتی جارہی ہے بیشک اسکے ذمہ دار یہ لوگ ہین۔ لوگ بہتیرے نمازی ہین۔ مرید ہین۔ خدائے تعالےٰ کا نام زبانی لیتے رہتے ہین۔ باطن اُنکا خراب ہے۔ قاتل امام حسین علیہ السلام بھی

نمازی اور خدائے تعالےٰ کا نام لیتے تھے۔ مگر باطنی بیماری مین مبتلا تھے۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے غور کیا جاوے:۔

"خدائے تعالےٰ کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا ہے جبتک وہ قوم اپنی حالت کو خود نہ بدل ڈالے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا چاہتا ہے تو کوئی بھی اسے ٹال نہین سکتا ہے اور نہ سوائے خدا کے اسکا مددگار ہو سکتا ہے"

پڑھنے والے کے دل مین خیال گذرے گا کہ بالکل بجنسہ یہی حالت اب موجود ہے۔ خدائے تعالےٰ کی پھٹکار قوم پر شروع ہوگئی ہے۔ ہائے افسوس۔ اسلام منافقون کے اسلام کی حالت مین آگیا ہے۔ منافق یا نافرمانبردار کی تعریف خدائے تعالےٰ نے سورۂ توبہ رکوع ۷ و ۹ مین فرمائی ہے جسے زبان اردو مین درج کیا جاتا ہے۔

"اے پیغمبر۔ تو ان نافرمانون سے کہدے۔ خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے خرچ کرو تم سے کچھ قبول نہ کیا جائیگا۔ تم لوگ نافرمان ہو۔ انکی خیرات مقبول نہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرتے ہین۔ نماز بھی پڑھنے آتے ہین تو کاہلی کے ساتھ آتے ہین۔ خرچ بھی کرتے ہین تو ناخوشی سے خرچ کرتے ہین۔ اے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) تو انکے مال اور اولاد پر تعجب مت کر۔ اللہ کو یہی منظور ہے کہ وہ حیات دنیاوی انھین مال اور اولاد کیوجہ سے مبتلا عذاب مین رکھیگا اور کفر کی حالت مین انکی جان نکلیگی۔ یہ نافرمان اللہ کی قسمین کھاکر مسلمانون سے کہتے ہین ہم بھی مسلمان ہین۔ مسلمانون۔ یہ مسلمان نہین ہین یہ بزدلے ہین ایسے لوگ اللہ تعالےٰ کو بھول گئے۔ تو اللہ بھی انکو بھول گیا

اپنے فضل اور رحمت سے (نَسُوا اللہَ فَنَسِیَہُمْ) " منافق وہی ہے جو نافرمانبردار خدا کا ہے اور اطاعت سے باہر نکلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں پر لعنت کی ہے (لَعَنَہُمُ اللہُ) اور انکے لیے دردناک عذاب مقرر کیا ہے۔ اے نافرمان لوگو۔ تم مانند ان ہی لوگوں کے ہوگئے ہو جو تم سے قبل کے لوگ قوی تر تھے اور مال اور اولاد زیادہ رکھتے تھے۔ وہ اپنے حصہ کے مطابق دنیاوی فائدہ اٹھا گئے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے بقدر اپنے حصوں کے فائدے حاصل کیے تھے اسیطرح تم بھی اپنے حصہ کے مطابق فائدہ حاصل کر رہے ہو۔ جس طرح انھوں نے باتیں بنائی تھیں اسیطرح تم بھی باتیں بنانے لگے ہو "

کیا اس زمانہ میں منھ بولے مسلمانوں کی حالت موجودہ نہیں ہے۔ بدعت شرک۔ نافرمانی۔ لاپرواہی۔ ایسی جو کہ خدا غائب کا صرف نام باقی ہے خدائے تعالیٰ کی لعنت ہے جھوٹ بولنے والوں پر۔ خدائے تعالیٰ کی لعنت ہے حق زنی پر حق العباد کے۔ نافرمانی خدا بے انتہا ہے پھر کیونکر گردانے جا سکتے ہیں۔ اس زمانہ کے مسلمان دائرہ میں ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ کے ہیں۔

اس زمانہ کے عام منھ بولے مسلمان نہ مومنین میں اور نہ مسلمین کے گروہ میں ہیں ایک نیا دین قائم کیے ہوے ہیں۔ کیا حشر ہوگا؟ اسکی بحث ہے۔

قبل حشر بیاری پر بحث کرنیکے باجازت ناظرین ایک مناظرہ بیان کیا جاتا ہے۔ ایک مولانا صاحب سے جو بحث ہوئی وہ درج کی جاتی ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ اس زمانہ میں پچہتر فی صدی گروہ منافق میں منھ بولے مسلمان ہوگئے ہیں یعنے نام کے مسلمان کام کے منافق یا دغاباز۔

مولانا صاحب کی رائے ہے کہ منافق کے گروہ مین نہین ہین۔ نقص علم کا ہے۔ اُنکا مطلب یہ ہے کہ گروہ منافق کا یہودی نے قائم کر دیا تھا (باب دوم مین بیان ہے دیکھ لیا جاوے) وہی ہین۔ اُنھین کے لیے لفظ منافق کا ہے کسقدر یہ غلط خیال ہے۔

منافق کے معنے مخالف یعنے جسکے دل مین نفاق ہے۔ بیشک خدا سے کسی کو مخالفت نہین ہے مگر اُسکے احکام سے مخالفت ہے یعنے اُنکے مطابق نہین چلتا۔ زبان سے مسلمان مگر دل مین مخالفت احکام سے ہے جسکی وجہ سے تعمیل حکم نہین کرتا ہے۔ یہی اوصاف یا تعریف خدا نے فرمائی ہے منافق کیلیے بوقت جنگ حدیبیہ کے کمزور ایمان کے مسلمان جبکہ قریش کے سازوسامان وکثرت فوج کفار کو دیکھکر بہت ڈرے اور گھبرائے اور بہانہ کر کے آنحضرتؐ سے رخصت لیکر گھر واپس آئے اُنکو خدا نے منافق گردانا اس آیت کو باب دوم سوانحعمری مین دیکھا جاوے۔ آنحضرؐ کے زمانہ مین منافق وہ تھے جو کہ مذہب اسلام کے پھیلنے مین دشمنی کرتے تھے۔ اس زمانہ مین نافرمان احکام الٰہی کے لوگ ہین چونکہ باطن خدا کی طرف رجوع نہین ہے۔ اسلیے دونون برابر ہین۔ دونون کا دل اتفاق کا نہین ہے نفاق مین ہے۔ اسیقدر فرق ہے۔ پہلا مذہب کا دشمن۔ دوسرا مذہب سے لاپرواہ۔ احکام الٰہی کوئی شے نہین ہے۔ چند احکام الٰہی اسی کے متعلق ہین جو درج کیے جاتے ہین۔ اسپر غور کرنا چاہیے۔

(۱) لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝	نہ ہو جاؤ تم مانند اُن لوگون کے جو کہ کہتے ہین کہ سُنا حکم کو مگر ایسا نہین سُنتے ہین کہ اُس پر عمل کرین۔

(۲) مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۔ (سورۂ مائدہ رکوع ۶)

یہی لوگ (منافق) ہین جو مُنھ سے کہتے ہین کہ ہم ایمان رکھتے ہین اور اُنکے دل مین ایمان نہین ہے۔

(۳) اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ (سورۂ نسار رکوع ۱۰)

جب منافقون کو کہا جاوے کہ آؤ خدا کے حکم کیطرف اور جو اُسنے اُتارا ہے اور اُسکے رسول کے حکم کی طرف اُسوقت منافق نافرمان ہو جاتے ہین اُنکا دل نہین چاہتا ہے ماننے حکم کو۔

(۴) اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَی الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰی لَهُمْ ط (سورۂ محمد)

بیشک وہ لوگ جوکہ پھر گئے ہین اپنی پیٹھ پر۔ بعد ظاہر ہونے سیدھی راہ کے (یعنے سیدھی راہ کرکے پھر گئے ہین جیسا کہ آجکل کے مسلمان ہین) اُنکو شیطان اپنی راہ دکھاتا ہے تعلق اور بھلائی سے کشادگی کے ساتھ۔

(۵) اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا

کیون نہین غور کرتے قرآن کے مضمون پر (اُسکے فائدہ کو) اور کیون نہین سمجھتے ہین (چونکہ اُنکے قلب پر قفل پڑا ہوا ہے یعنے سمجھ کا دروازہ بند ہے۔

المختصر قرآن مجید مین مختلف طریقے پر خدائے تعالیٰ نے منافقون کی تعریف فرمائی ہے اُنسے مقابلہ کیا جاوے اس زمانہ کے مسلمانون سے معلوم ہو جائیگا سورۂ نسار رکوع ۲۱ کو ضرور دیکھا جاوے جس سے اسوقت کے مسلمانون کی پوری کیفیت ظاہر ہو جاویگی۔

ظاہرہ حالات سے ظاہر ہے ایجابی امت محمدی کے وہی حالات ہین جیسا کہ قبل زمانہ آنحضرت صلعم مروج ہو رہا تھا کہ کعبہ کا حج بھی کرتے تھے خدا کو بھی مانتے تھے

اور بتون کی پرستش بھی کرتے تھے اور رسومات کفر مین بھی پکتا تھے یکیا نتیجہ ہوا خدا نے سلے اپنے نبی کو بھیجکر انکی ہدایت کی اور نبی کی ہدایت نہ ماننے والون کو برباد کر دیا اور خالص قوم مسلم قائم کر دی اسی طور سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام مہدی کا ظہور جلد ہونیوالا ہے اور غیر ایجابی امت موجودہ امت محمدیہ کی جگہ لیگی جیسا کہ توریت مین اولاد ابراہیم کو کہا گیا کہ تم جو ابراہیم کی اولاد ہونے پر ناز کرتے ہو خدا تم کو نیست و نابود کر دیگا اور ابراہیم کیلیے پتھرون سے اولاد پیدا کر دیگا پس صورت اسوقت ایجابی امت محمدیہ کی ہے کہ وہ اپنی بداعمالیون سے اس خیال کو وثوق دیتے ہین کہ خدائے تعالے کا غضب انکو نیست و نابود کرکے کسی دوسری قوم کو امت محمدیہ ہونے کی نعمت عطا فرماوے۔

بیماری کا حشر

حشر موجودہ امت محمدیہ۔ بعد ظہور آنحضرت صلعم کے دو امتین قائم ہوئین اس دنیا مین ایک امت ایجابی دوسری امت غیر ایجابی۔ امت ایجابی کی حالتون مین یہ کتاب ظاہر کر رہی ہے انکی حالتین نا امیدی کی ہوتی جا رہی ہین اسلیے اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہین ہے۔ خدائے تعالےٰ نے بذریعہ کلام پاک کے اطلاع دی ہے کہ کسی زمانہ مین ہادی نمودار ہوگا جسکا نام لوگون نے امام مہدی رکھ دیا ہے۔ نظر مین دکھلائی دیجاتی ہے کہ غیر ایجابی غیر قومون مین اسلامی جذبات دل مین پیدا ہوتے جاتے ہین اور وہ مسلمین ہوتے جاتے ہین جسوقت امام مہدی کا ظہور ہو جائیگا لوگون کا رجحان اسلامی جذبات کیطرف زیادہ ہو جائیگا

اس طرح کے جذبات کے لوگ ایجابی امت کے جانشین ہو جائینگے اور موجودہ ایجابی امت مثل قریش کے جو قبل زمانہ رسول اللہ کے تھے ویسے ہی ہو جائینگے یہی حشر ہے افسوس ۔ آیت قرآنی پیش نظر ہے ۔ سورۂ محمد رکوع آخر ۔

وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم	بیشک جو مخالفت کرے حکم سے خدا کے انکو بدل دینگے دوسری قوم سے پھر اُسکی مثال وہ قوم ہوگی اطاعت مین جیسے قبل مین تھی فرمانبرداری مین اپنے آقا کی ۔

ہر عارضہ کی ایک انتہا ہوتی ہے ۔ صحت یا موت اسکے دریافت کی حد بیماری سے معلوم کی جا سکتی ہے ۔ کہ کس حد تک عضو مین خرابی پہونچی ہے اور اسکے اثر کی کیا انتہا ہے ۔ یہ بہ آسانی دریافت ہو جائیگا ۔ سو برس قبل کے زمانہ سے اور حال سے مقابلہ کر لیا جائے اور اسی طور سے آئندہ کے ہونیوالے کی انتہا ظاہر ہو جائیگی کہ وہ ایمان نہین ہے جو کہ سو برس قبل مسلمانون مین تھا ۔ نیچے اُترتے ہوئے زمانے کو دیکھا جاتا ہے تو جیسے جیسے زمانہ گذرتا جاتا ہے ویسے ویسے ایمان مین کمزوری پیدا ہوتی جاتی ہے ۔ یہ مسلمانون کا باطن متعدی عارضہ مین مبتلا ہو گیا ۔ ایمان مین تغیر و تبدل شدید پیدا ہو گیا ۔ اس زمانے کے چلن کو مثالاً بیان کیا جاتا ہے ۔ خدا نے شیطان کو ایسی آزادی دیدی ہے کہ اُسنے اپنے قیام سلطنت کیلیے دنیا کی ہر زینت کو خوب رونق دیدی ہے اور لوگ اپنے خالق کو بھولے ہوئے ہین ۔ ذریعہ حصول رزق زیادہ دو رستے اہل زمت پیشہ ہین یہ دونون ذریعہ مین خلاف شرع کارروائی سے حلال رزق پیدا کرنا بالکل

معدوم ہے۔ حرام خوری، جھوٹی باتیں بنا کر رزق حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی کو خدا نے فرمایا ہے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ | جھوٹی باتیں بنا کر سنانے والے حرام خور۔

پیشہ وکالت۔ شراب فروشی، سود و رشوت خوری وغیرہ کا کثرت رواج ہو گیا ہے اور ظاہری فلاح حاصل ہے اور پرہیزگار پریشان حالت میں ہیں یہ کیسا تغیر ہے؟ یہ آزمائش خدا محب خدا کیلئے ہے۔

متعدی بیماری کو بھگانا آسان کام نہیں ہے۔ اسی طور سے اسلام کو اسقدر صدمہ پہونچ گیا ہے کہ اسکا دفعیہ و تدارک مشکل ہے۔ جبتک کوئی بڑی قوت مثل نبی کے پھر ظہور میں نہ آوے غیر ممکن ہے۔ نبی آخر الزمان آ گئے اب کسی دوسرے نبی کے ظہور کا امکان نہیں ہے۔ پھر کیا کیا جا سکتا ہے؟ نسخہ کلام پاک کا موجود ہے۔ اپنے نفس پر جہاد کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکے احکام پر چلنے کیلئے اپنے نفس کو مجبور کرنے کی ضرورت ہے۔ جب ہی اسلامی ایمان کی درستگی ہو سکتی ہے بغیر اسکے غیر ممکن ہے اگر اس بیماری کا زور بڑھتا گیا تو آئندہ خیر نہیں ہے۔

جسوقت موجودہ بچے پچاس برس کی عمر کو پہونچیں گے تو اسلام کا زور بالکل جاتا رہیگا ابھی موجودہ حالت ایسی نہیں ہوئی ہے جیسا عرب میں قبل زمانہ اسلام کے ہو گیا تھا۔ اگر ایسی ہی رفتار رہی تو بچوں کے زمانہ تک ہو جائیگا۔ اس زمانہ عرب میں موحد و غیر بت پرست تھے۔ اسلام دنیا سے بالکل غائب نہیں ہوا تھا۔ جب کوئی نبی موجود ہوا تو بہت جلد تھوڑے لوگ نبی کے پیرو ہو جاتے تھے۔ اور ایسے امید کی جاتی ہے کہ پھر اسلام کی بجا امت محمدی [illegible]

وہ بالکل غائب نہین ہوئی ہے۔ مضبوط دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید مین تبدل نہین آیا ہے۔ شاید کہ ترجمہ ہونے سے غیر زبانون مین آئندہ چلکر تبدل ہوجاسکے۔ خدا تعالے اس سے محفوظ رکھے قرآن مجید پڑھنے والون کی برکت سے تا قیامت اسلام باقی رہیگا اور مسلم پائے جاوینگے۔ مگر اسلام کی کثرت۔ قوت۔ قدرت۔ عظمت جاتی رہیگی بلکہ شروع ہوگیا۔ بیشک مومن ہر زمانہ مین ضرور ہونگے مگر اسقدر در پردہ ہونگے کہ انکا معلوم کرنا مشکل ہوگا مگر وہ بھی اُنسی حالت مین گردانے ہوئے ہونگے جیسے منہ بولے مسلمان ہونگے۔ یعنے ان منہ بولے مسلمانون کی خرابی سے عذاب و مصائب پے درپے آتے رہینگے۔ غریب مومن بھی ان ہی کے شامل ملے ہوئے رہینگے۔ اگرچہ حساب کے دن خدا تعالے فرق کردیگا۔ فرمان الٰہی پر غور کیا جاوے۔ سورۂ انفال رکوع ۴۔

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً۔

اور ڈرو اُس بلا سے جو مخصوص نہو گی انھین کیلیے جو نافرمان ہین بلکہ عام ہوگی (گنہگار اور غیر گنہگار سب کے لیے)۔

سورۂ اعراف رکوع ۱۲۔

اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ

پکڑا ہم نے اس شہر کے رہنے والون کو سختی اور دُکھ سے شاید وہ رو دین اور گڑگڑادین (یعنے اپنے حواس کو درست کرین)۔ (اور پھر سختی کی جگہ انھین آسانی دی۔ یہانتک کہ وہ خوب بڑھے اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا کو بھی سختیان

فَأَخَذَتْهُمْ بَغْتَةً

اور راستین پہونچی تھین) پس پکڑا ہم نے انکو اچانک وہ لوگ بے خبر تھے۔

سورہ مریم رکوع ۴۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

پھر اُسکے بعد آویگی بدخوا اولاد جوکہ نماز کو چھوڑیگی اور برائیون مین پھیلےگی یا اپنے خواہشات کی غلام ہوگی (یعنے دنیا پرستی آجائیگی شراب خواری تماش بینی وغیرہ) پھر جلد دیکھ لینگے بدلہ اپنے کام کا یعنے عذاب

حسرت۔ نہایت حسرت کا وقت آگیا کہ یہ وہ اسلام ہے جسکا مرتب اخلاق وتہذیب وجاہ وجلال وعظمت مالی وروحانی کی بنیاد ڈالی ہوئی بہت بڑے زبردست قوت کی جسکو تمام دنیا کے لوگ مان رہے ہین جنھون نے کتنی مصیبتین ومشقتین واذیتین برداشت کرکے قائم کیا اور بڑی چمکتی ہوئی روشنی سے روشن کیا (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ) اب وہ روشنی ڈگمگا رہی ہے کہ اب بجھے تب بجھے یعنے جڑ اسلام کی اُکھڑ رہی ہے (ہر کمانے را زوالے) بوجہ نافرمانی حاکم کے خاص کرکے نائب خالق المخلوقات کے۔

ہدایت رسول جہان پناہ۔ مسلم مین آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ بیشک خدائے تعالٰے نے تمھارے واسطے تین کام پسند کیے ہین۔ اول یہ ہے کہ خدائے تعالٰے کی بندگی کرو اور کسی کو اسکا شریک نہ بناؤ۔ دوم یہ ہے کہ خدائے تعالٰے کی رسی کو سب ملکر مضبوط پکڑو فرق نہ ڈالو۔ تیسرے خیرخواہی کرو اُسکی جسکو خدائے تعالٰے نے تم پر حاکم بنایا (تم مین سے) یعنے حاکم اسلام

رمولانا صاحبان فرماتے ہین حاکم سے مطلب کسی مذہب کا حاکم ہو۔ یہ علامت بیماری کی ہے یہ اُنکے سمجھ مین نہین آتا ہے حضور عالی کو کیا خصوصیت ہے غیر مذہب حاکم سے نامزد کیا حاکم شرع سے مطلب ہے) ہم لوگون کی نا فرمانبرداری پر غور کیا جاوے۔ اول عبادت تصدیق بالقلب نہین ہوتی ہے اور شرک کا رواج ہو گیا ہے۔ مزارون پر جاتے ہین اور مُرادون کی دعا مانگتے ہین۔ (یہ قوت صرف خدائے تعالے کو حاصل ہے) اور بہتیرے قسم کے رسومات بطور شرک داخل ہو گئے ہین۔ (دوسری ہدایت خدائے تعالےٰ کی رسی کو مضبوط پکڑ دو) خدا کی رسی قرآن مجید ہے۔ کیا ہم لوگون نے ملکر مضبوط پکڑا؟ کتنی لا پرواہی ہے کوئی عمل قرآن مجید کے مطابق نہین ہو رہا ہے۔ ماسوائے اسکے فہم مین اور مطلب مین کتنا فرق ڈالدیا جاتا ہے۔ تیسری ہدایات۔ حاکم اسلام کی اطاعت کرو۔ اسوقت حاکم اسلام ہر جگہ نہین ہے۔ مگر گذشتہ تواریخ کی کتابون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس ہدایت کی عملدرآمد اس زمانہ مین نہین کیگئی۔ ایک سب سے بڑے قصور کہ اہلبیت کے ساتھ جان نثاری نہین کیگئی۔ انکو چھوڑکر مصنوعی اماموں کا پیچھا کیا اسی قسم کی لا پرواہی سے اسلامی سلطنتین غائب ہو گئین۔ قوم کی تباہی نافرمانی و بدعملی سے ہوتی ہے۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو خدا اور رسول کی نافرمانی کریگا اسکو سزا ملیگی۔ سورۃ انفال رکوع ۲۔

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ	یہ مار لوگون کو ہے چونکہ اللہ اور رسول کی مخالفت
وَرَسُولَهٗ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ	کی ہے۔ جو شخص اللہ اور اُسکے رسول کی مخالفت
وَرَسُولَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ	کریگا تو سزا پاویگا بیشک اللہ تعالےٰ سخت عذاب

الْعِقَابِ ۝ ذٰلِکُمْ فَذُوْقُوْهُ ۔ | کرنیوالا ہے ۔ اے منکرو ۔ دنیامین بھی عذاب کا مزا چکھو ۔

اسی نافرمانی کیوجہ سے غیر مذہب کے غلام ہوگئے ہین یہی سزا ہے ۔

اب مسلمانون کی کیا حالت ہے ۔ ہمیہ مسلمان کثیر تعداد سے ہین ۔ دل سے مسلمان نہین ہین ۔ افلاس ۔ ذلت ۔ بے وقعتی ۔ بے اعتباری ۔ ہر طرح کی کمزوری مین مبتلا ہو رہے ہین ۔ چال چلن ایسا ہوگیا کہ جسقدر نقصان یا تکلیف مسلمان کو مسلمان سے پہونچتی ہے اُسقدر غیر مسلم سے نہین پہونچتی ہے ۔ یہ کیا نشانی ہے؟

زوال اسلام ۔ فرمان الٰہی پر غور کیا جائے ۔ سورۂ اعراف رکوع ۵ ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ | جنھون نے ہمارے احکام کی نافرمانی کی اور لاپرواہی کی اُنکے لیے آسمان کا دروازہ نہین کھولا جائیگا ۔ (یعنے دعا اُنکی نہین پہونچنے کی اور نہ رحمت ہانسے اُنکے لیے اُتریگی اسکے لیے دروازہ بند کردیا گیا)

اس فرمان سے ظاہر ہوگیا جو کیفیت موجودہ ہے ۔ یعنے تعداد کثیر کی دعا قبول نہین ہوتی ہے اور نہ خدائے تعالےٰ کی رحمت ملتی ہے اگرچہ دعا وقت تکلیف کے ہر وقت زبان پر ہوتی ہے ۔ کیا نتیجہ ہے ۔ اپنی نافرمانی کی وجہ سے خدا لاپرواہ ہوگیا ہے کہ نالائق کو بخشش نہین دیجاتی ہے ۔ اب زمانہ مسلمانونکا سخت آزمائش کا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کیلیے ہوا تھا ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام (اسرائیل) کے بارہ بیٹے تھے ۔ حضرت یوسف علیہ السلام خدائے تعالیٰ کی حکمت و تدبیر سے مصر کے بادشاہ بنا دیے گئے ۔ وہان اُنکے باپ اور برادران پہونچے ۔ وہان بارھون برادرون نے فرقہ قائم کردیا اسی کو خدائے تعالےٰ نے سورۂ اعراف

رکوع ۱۱ مین فرمایا ہے پورا رکوع پڑھ لیا جاوے چند سطرین بزبان اُردو درج کیجاتی ہین۔ خدائے تعالے فرماتا ہے :۔

اُے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) یاد کر جب اللہ نے بنی اسرائیل کو خبر دار کر دیا تھا کہ قیامت تک وہ (اللہ تعالے) انپر ایسا حاکم مسلط کریگا (آنحضرت کے وقت یہودی مغلوب ہوئے تو پھر آجتک بادشاہ نہوئے تجارت پر زندگی بسر کرتے ہین اور جہان ہین محکوم ہین) جو انکو بری مار دیتا رہیگا۔ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تیرا پروردگار جلد سزا دیتا ہے اور بخشش اور مہربانی کرتا ہے ہم نے بنی اسرائیل کو فرقہ فرقہ بناکر متفرق کر دیا۔ انمین بعض نیک تھے اور بعض بدعمل تھے۔ ہم نے انکو نعمتون سے اور مشقتون سے دونون طرح آزمایا کہ وہ رجوع ہون پھر بعد اُنکے ایسے ناخلف لوگ آکر کتاب (توریت) کے وارث ہوئے کہ اس معمولی زندگی کے اسباب کو وہ اختیار کر لیتے ہین (یہودی امرا کے خاطر بغرض حصول زر توریت کو بدل ڈالتے ہین) اور کہتے ہین کہ ہماری بخشش ہوجائیگی اور اگر ایسے ہی دنیاوی اسباب اُنکے پاس آجائین تو اُسے بھی لے لین۔ کیا اُن لوگون سے وہ عہد نہین لیا گیا تھا جو کتاب توریت مین لکھا ہوا ہے "

کیا موجودہ حالت ایسی نہین ہے۔ ان نافرمانیون کیوجہ سے کیا اس زمانہ مین دیکھا جا رہا ہے۔ ہر چہار طرف سے تنزل مالی۔ جسمانی و دماغی کے آثار موجود ہوگئے ہین۔ بلکہ یہ تصویر اسوقت کے مسلمانون مین دکھائی دیجاتی ہے عام طور سے ان تکالیف پر بھی خواب غفلت مین پڑے ہوے ہین بیدار نہین ہوتے۔ کچھ مسلمان اپنی ناکامی کیوجہ سے مذہب اسکے شاکی ہوتے جارہے ہین۔ چند اشخاص نے

مجھ سے شکایت کی ہے ایسے مسلمان تھوڑے تعلق سے مذہب کو بدل دینے میں تیار ہو جاتے ہیں گویا اپنے اعتقاد میں مذبذب حالت میں ہیں۔ اسی کو خدائے تعالےٰ نے سورۂ نساء رکوع ۲۱ میں فرمایا درج ہے۔

مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا ۝

یہ مذبذب حالتمیں ہیں (درمیان کفر اور ایمان کے) نہ ادھر ہیں اور نہ اُدھر ہیں جسکو اللہ گمراہی میں چھوڑ دے پھر اُسکے لیے کوئی راہ ٹھکانے کی نہیں ہے یعنے دین دنیا دونوں خراب ہیں۔

تاریخ دوہراتی ہے تاریخ کو۔ بنی اسرائیل کی آزمائش بہتیرے طریقوں سے کیگئی تھی اب وہی آزمائش بنی اسمعیل کے ساتھ ہو رہی ہے۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورۂ بقر میں ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ڈالا بنی اسرائیل پر ذلت اور افلاس و محتاجی۔

ناظرین کیا اس زمانہ میں مسلمانوں کی مذبذب حالت نہیں ہو رہی ہے۔ بیشک مسلمان بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ہو رہے ہیں۔ بیدار ہوں۔

نتیجہ نافرمانی خدا

تنزل اُمت محمدی مالی جسمانی۔ دماغی

وَاتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِیْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِیْنَ اور نافرمانوں نے اُن لذات دنیا کی پیروی کی تھی جو اُنھیں دولت دی گئی تھی۔ اور وہی خطاکار ہوئے۔ سورۂ فاطر رکوع ۴۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ۝

وہی خدا ہے جس نے تم کو سلطنت دی زمین مین پھر جو کوئی نافرمانی کرے اور اسکی نعمت کا شکر نہ کرے پھر اُسی پر ہے خرابی شکر نہ کرنے کی اور زیادہ نہین کرتے شکر نہ کرنیوالون کو انکی ناشکری انکے پروردگار کے پاس سوائے غصہ و بیزاری کے اُنکے لیے۔ اور نہین زیادہ کرتا ناشکرون کو انکی ناشکری مگر اُنکے لیے نقصان اور خسارہ۔

ایک نافرمانی سے خدا کا غصہ اور عتاب حاصل کرتے ہین دوسرے خود اپنے لیے نقصان و خسارہ حاصل کرتے ہین بالکل ویسا ہی دیکھا جا رہا ہے مسلمانون کے لیے۔

دریافت تنزلی کا ایک اہم امر ہے اس چھوٹے رسالے کیلیے۔ خیال کیا جاتا ہی کہ اسمین اختلاف رائے بہت ہوگی۔ بہرحال جرأت کرکے اور خدا کی مدد کے خواستگار ہوکر کوشش کیجاتی ہے یہ ضرور خیال رکھا جاوے کہ یہ تنزلی ایمان کی سچی آزمائش ہے جو قبل کی بگڑی ہوئی امتون کے ساتھ کیگئی تھی۔ خدا نے فرمایا ہے نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ آزماتا ہے اُنکو جو کہ نافرمانی کرتے ہین دو صوبون (صوبہ بہار و صوبہ متحدہ و آگرہ) کا تجربہ رکھکر۔ اور قریب قریب ہندوستان کے بڑے بڑے مقامون کے اسلامی حالات کو دریافت کرکے ظاہر کیا جاتا ہے کہ تنزل مسلمانون مین ہر چہار طرف یکسان ہے۔ اسے زمانون سے مقابلہ کرکے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مختصر طور پر ذرا کچھ دیا جاتا ہے۔

تنزل مالی۔ سو برس گذشتہ و درمیانی و موجودہ زمانون کے صورت حال سے مقابلہ کرنے مین ظاہر ہوتا ہے کہ نمایان تنزل پیدا ہو گیا ہے۔ خدا نے فرمایا ہے سورۂ عنکبوت رکوع ۱ مین۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ○	کیا لوگ سمجھتے ہین یہ کہکر کہ ہم ایمان رکھتے ہین چھوٹ جاوینگے اور اُنکی آزمائش نہین ہوگی۔ خدا کی آزمائش ایماندارونکے ساتھ ہے۔

اسلامی سلطنتین۔ غائب ہو گئین یا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مختلف حصون مین منقسم ہو گئین اُنکا عظمت و اقتدار جاتا رہا۔ بعض مقام پر مذہب کی اسقدر بے قدری ہے کہ اُسکے احکام مین اصلاح دی جارہی ہے اسلامی دنیا کو ختم کیا جارہا ہے خدائے تعالٰے فرماتا ہے۔

وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُھَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○	جو چیزین ہم دین وہ صرف دنیا کے مزے اور زینت کی ہین دنیا کی زندگی کیلیے۔ جو خدا کے پاس ہین وہ اچھے ہین ہمیشگی کیلیے عقلمندون کے واسطے۔

اسلامی خود سر ممالک۔ ہندوستان مین جو موجود ہین انکی حالت ظاہر ہے کہ ارچنگل کے قبضہ مین ہے۔ جسکی وجہ سے اُنکی قوت بالکل مجہول ہے ایسی طرز عمل کو اختیار نہین کرسکتے ہین اور دنیاوی زینت مین پھنسے ہین۔

ت ہند۔ انکی تعداد رفتہ رفتہ کم ہوتی جارہی ہے اگر اوسط آبادی شان مین نکالی جاے جو کہ ہندوستان کی چوتھائی آبادی مین ہین۔ شاید ایک کروڑ کی آبادی مین ایک لاکھ روپیہ سالانہ یا اس سے کچھ زیادہ آمدنی کا ایک شخص

نہین پایا جاویگا۔ زمانہ گذشتہ مین کثرت سے پائے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ کم ہوتے چلے جارہے ہین بوجہ نافرمانی اس کمی سے متدول لوگون کے متوسط یا غریب لوگون کی پرورش غائب ہوتی جارہی ہے۔ یہ اندازہ اس زمانہ کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اس زمانہ مین نقد روپیہ کی قدر ہوگئی ہے۔ اگلے زمانے مین مال کی قدر تھی اُسی سے دولتمند تھے۔

عوام الناس۔ اس گروہ مین مختلف درجون کے لوگ ہین جنمین خوشحالی و فارغ البالی کا اوسط نکالا جاوے تو بہت کم پایا جاویگا۔ رفتہ رفتہ کم ہوتے چلے جارہے ہین۔ اب زیادہ تعداد عوام الناس کی افلاس و پریشانی و مصائب کے شکار بنے ہوے ہین۔ وجوہات بالکل ظاہر ہین۔ افسوس کا مقام ہے کہ مرض قلب کیوجہ سے عقل پر پردے پڑ گئے ہین۔ بجاے سیدھی راہ کے گمراہی کی راہ کو پکڑے ہوے ہین۔ یہ دنیاوی لذتین اسلام کی جڑ کو اُکھاڑتی ہین۔

طرح طرح کے سرمایۂ عیش اس ملک مین انگریزی عملداری کے زمانہ سے مہیا ہوگئے ہین۔ انکی عملداری مین ایک پیشہ تحش کرنیوالیونکا قائم ہوگیا ہے جو کہ اسلامی عملداری مین نہ تھا۔ یہ پیشہ عورتون کی بدکاری کا یورپین ملک مین معیوب نہ سمجھا گیا۔ مسلمان خلاف شرع تعلق مین مبتلا ہوگئے اور خراب و تباہ ہوے جسکا نتیجہ کیا ملا؟ اسکو خدا نے فرمایا ہے سورۂ قصص رکوع ۶ مین۔

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ	بہت لوگ شہر ونکے ہلاک کردیے جو نکہ اتراتے تھے یا تکبری کرتے تھے اپنی امارت یا معیشت پر۔ پھر مکانات ویران پڑے ہوے ہین کوئی رہنے والا انکے بعد نہوا

اس شہر کے مسلمانون کی آبادی کا یہی حال ہوا ہے دوسرے مقام پر بھی ایسا ہی ہے کہ خدا کے احکامات کی لاپرواہی کا نتیجہ ظاہر ہے یہ خرابی ایمان کی ہے ایمان مین گھن لگا دیا یا بوجہ کمزوری کے دق کے کیڑے نے ایمان مین بیماری کا گھونسلا بنا لیا۔ جو کہ اصلی طاقت کو کھاتا جا رہا ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ کلام پاک سے مدد نہین لی جا رہی ہے۔ شاید جیسا کہ خدائے تعالےٰ نے یہود و نصاریٰ کے بارے مین سورہ حدید مین فرمایا ہے وہی تصویر اس زمانہ مین مسلمانون کی کھنچی ہوئی ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے :-

کیا مومنون کیلیے وہ وقت نہین آیا ہے کہ اللہ کے ذکر اور قرآن مجید کے احکام جو برحق اُترے ہین۔ پڑھنے سے اور معلوم کرنے سے اُنکے دل ڈرین اور اُن لوگون (یہود و نصاریٰ) کے مثل نہو جاوین جنپر پہلے کتاب اُتری پھر مدت گذرنے کے بعد اُنکے دل سخت ہو گئے اور اکثر نافرمان ہو گئے"

کیا ایسا ہی وقت مسلمانون کیلیے بھی آ گیا؟ قرآن مجید ہاتھ مین ہے اور عمل ندارد صرف گراموفون مین راگ سُننے کیلیے ہے۔ فرمان الٰہی درج کیا جاتا ہے :- سورہ ملائکہ۔

(۱) اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ

(خدائے تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو فرمایا) آپ تو صرف ایسے لوگون کو ڈرا سکتے ہین جو بغیر دیکھے ہوئے رب سے ڈرتے ہین اور نماز کے پابند ہین۔ اور جو شخص اپنے اچھے اعمال سے نفس کو پاک رکھتا ہے وہ اپنی ذات کیلیے حاصل کرتا ہے۔ اللہ ہی کیطرف لوٹکر جانا ہے۔

سورۂ بقر رکوع ۱۰ -

(۲) لیجعل ما یلقی الشیطن فتنۃ للذین فی قلوبھم مرض و القاسیۃ قلوبھم

وسوسۂ شیطانی سے مریض القلب اور سخت (دل) آزمائش کی جاتی ہے -

سورۂ بقر رکوع ۹ -

(۳) وقالوا قلوبنا غلف ط بل لعنھم اللہ بکفرھم

(یہودی) کہتے ہیں ہمارے دل (پردے) میں ہیں یعنے سمجھتے نہیں ہیں احکام دین کو بلکہ لعنت خدا کی اُنپر اُنکی برائیوں کیوجہ سے ہے -

بہت لوگوں کو کہتے سنا گیا ہے کہ قرآن کو انسان سمجھ نہیں سکتا ہے -

سورۂ بقر رکوع ۲۰ -

(۴) اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ -

وہ لوگ وہی ہیں جو خرید کرتے ہیں دنیا کے عیش کو آخرت کے عوض میں -

سورۂ بقر رکوع ۲۰ -

(۵) یایھا الناس کلوا مما فی الارض حللا طیبا و لا تتبعوا خطوات الشیطن ط انہ لکم عدو مبین ۝

(۶) انما یامرکم بالسوء و الفحشاء ط

اے لوگو کھاؤ وہ چیزیں جو زمین میں پیدا ہوتی ہیں حلال اور پاکیزہ اور شیطان کی تابعداری نہ کرو یعنے اُسکے بہکانے میں نہ آؤ وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال سکھاتا ہے بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے - بیشک شیطان حکم کرتا ہے یا سکھاتا ہے تم کو بُرے کام اور بےحیائی -

پروردگار نے فرمایا ہے کہ رزق حلال وطیب کھاؤ (کلوا مما فی الارض حللا طیبا)

زر سے رزق ملتا ہے رزق کو تین شئے سے تعلق ہے - ذریعہ - اسباب - طاقت - تمام دنیا
مین مال حاصل کرنے کی جڑ زمین ہی ہے - یہی ذریعہ ہے - بصورت زراعت و
معدنیت یہی اسباب ہے - انسان کے قوت دماغ سے حاصل کرنا - یہی طاقت ہے
کل جڑ زر کے حاصل کرنے کی زمین ہی ہے - سبحان اللہ حاصل کرنے کا اوزار قوت
دماغ ہی - یہ نعمت خدا نے ہر انسان کو عطا کی ہے - جتنی قوت دماغ مین ہوتی ہی
اتنا ہی مال حاصل کرتا ہی جو کہ روز ازل سے قسمت مین لکھا ہوا ہی - بصورت نوکری
وتجارت وزراعت طاقت کو لگانے سے مال ملتا ہی - یہی حال ذریعہ رزق کا ہی
ان ہی ذریعون سے گذشتہ زمانون مین رزق حاصل کرتے تھے اور اسمین بہت
برکت تھی - اسلامی سلطنت کی مدد ملتی تھی اور فلاح حاصل ہوتی تھی - غیر مذہب کے
عملداری سے ذریعہ برکت کا غائب ہوگیا - حرام رزق کا دروازہ کھل گیا لوگ اُسی
طرف راغب ہوگئے - یعنے سود خوری ورشوت وغیرہ بہتیرے ناجائز طریقون
سے اُسکے ساتھ غفلت اور بیجا عیش وعشرت مین پڑگئے - نتیجہ کیا ہوا ؟ برکت
بالکل غائب رحمت کا دروازہ بند افلاس کیون نہ بڑھے - حصول دنیا بیہوشی کا عمل
ہو رہا ہے یعنے بلا لحاظ حرام وحلال کے اور اسی کے بندے ہوگئے ہین خدا نے
فرمایا ہے - سورہ انفال رکوع ۴ -

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ -

تم کو معلوم ہو کہ تمہارا مال واولاد آزمائش ہے اور دوستی اُنکی برائی مین نہ ڈالو -

نتیجہ کیا ہو رہا ہے - شیطان کی تابعداری مین ہوگئے جسکو خدا نے منع کیا ہے
(لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ) حصول دنیا مین ہوکر اسقدر غافل ہوگئے کہ

دین کو ایک رسم بنا دیا۔ احکام کی طرف سے بالکل غافل ہو گئے۔ یہ حسرت نفسی
پروردگار ہونے کی وجہ سے خوف و ڈر دل سے جاتا رہا اور اسکا کوئی نائب
نہیں ہے جو کہ برائیوں سے روکے۔ قانون یا دستور اصل پرانے ہو گئے زیادہ
دن کے گذر جانے سے جیسے توریت یہودیوں کیلیے ہوا کہ دل میں لاپرواہی آگئی
دفعات قانون کو بالکل بھولتے چلے گئے۔ انسان کی طبیعت از غضب ہے۔ مثل
قانون انسانی کے ویسے وقتاً فوقتاً تجدید پیدا ہوتی ہے تاکہ لوگوں کا دل ملائم بنا
رہے اور خوف طاری رہے۔ ویسا نہیں ہے۔ آزادی ہے۔ شیطان اپنا عمل
کر رہا ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان نے بہکایا تھا پھر ہم لوگ انسان
ہیں ترغیب میں دل حاضر ہو جاتا ہے خدا سے استدعا ہے کہ معاف کرے۔ ہم لوگ
قصوروار بندے ہیں۔

مزید براں ماہرین علم زبان عربی دفعات کو غلط فہمی سمجھاتے گئے ہیں۔
مصنف کو اتفاق ہوا بحث کرنے کا ایک شخص سے شان نزول پر انہوں نے
کہا کہ دفعات کلام پاک کے وہ وقتی تھا اس حالت کے مطابق تھا جس وقت نازل
ہوا تھا تب اس زمانہ کیلیے موزون نہیں ہے۔ کلام پاک کی عبارت ایک معجزہ ہے
ہر زمانہ کی حالت میں مشابہ ہوتا ہے۔ یہاں پر دریافت شان نزول کی صداقت
پر سوال ہے۔ جن مصنف نے شان نزول کو لکھا ہے۔ بموجب تواریخی حالات کے
دریافت کرکے دفعات کو مشابہ کیا ہے یہ نہایت ٹھیک ہے۔ وہی دفعات
اس زمانہ کے مطابق بھی مشابہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر دفعات خاص وقتی ہوتا
تو یہ قانون تا قیامت قائم نہ کیا جاتا کیونکہ خداوند تعالے زمانہ کو رد و بدل کرتا ہے

اور اسی کے مطابق اخلاق و تہذیب بھی ہوتی ہے تو ویسا ہی قانون بھی ہوتا ہے قرآن سے ثابت نہیں ہوتا کہ خاص دفعہ خاص وقت کیلیے ہے۔ قانون کی دفعہ بموجب وقت ہوتی ہے بعدہ ہمیشگی اور یہی معجزہ آخری قانون کا ہے کہ ہر زمانہ کے مطابق ہے۔

وجہ افلاس او مسلمانان۔ افلاس مسلمانوں میں مثل سیلاب کے بڑھتا جاتا ہے گذشتہ صفحوں میں حکم ربانی دربارہ تقسیم روزی درجہ بدرجہ جو کہ ضرور ملتی ہے درج ہے صرف سوال کمی و بیشی کا ہے۔ کمی کی وجہ بھی ظاہر ہے خدائے تعالی کا حکم ہے بندوں کیلیے لِتَعَارَفُوا۔ ایک دوسرے میں تعارف رکھو تاکہ فائدہ اٹھاؤ۔ دوسرا حکم ہے وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا پر کیا ہے نور اسلام ہے جنہیں نور اسلام ہے کیفیت موجود ہے۔ روشنی اسلام ایک دوسرے کو بڑہ دکھلاتی ہے جس سے اتحاد واتفاق پیدا ہوتا ہے وہ بالکل غائب ہوگئی ہے۔ تیسرا حکم ہے آپس میں مسلمانوں کے الفت حاصل ہو جو الفت خدا کی طرف سے درمیان مسلمانوں کے ہوتی ہے یہ سب ذریعہ معاش پیدا کرنیکے ہیں۔ یہ تمام اوصاف غائب ہوگئے ہیں۔ سورہ انفال رکوع ۹

اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ
مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ
بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ
بَیْنَہُمْ ط وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ
حَکِیْمٌ ٥

دلوں میں ان کے الفت (محبت) آپس میں پیدا ہوگئی
اگر دنیا کا خزانہ بھی خرچ کرتا تو الفت ان کے
دل میں نہ پیدا ہوتی لیکن خدا نے الفت اسکے
دل میں ڈال دی کہ آپس میں بھائی بھائی ہوجائیں
پس خدا حکمت والا ہے۔

روزی حاصل کرنے کے خدائے تعالے نے حدود بنا دیئے ہیں۔ اگر اس حد کے

اندر رہو تو ضرور وافر روزی حاصل ہوگی۔ اس زمانہ مین شاید پچیس فیصدی آبادی
مسلمان مین ایسے ہین جو کہ فارغ بال اپنی روزی سے ہین۔ مگر وہ بھی اپنی ہوس کے
پیچھے پریشان حال ہین قناعت نہین ہی۔ بہرحال یہ پچیس فیصدی پچھتر فیصدی کی
حالت کو درست نہین کرسکتی ہے ماسوائے اسکے خدائے تعالےٰ قوم فاسق یا گمراہ
کو راہ نہین دکھلاتا ہے اس مقام پر یاد دلایا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل جو کہ حالت
افلاس مین ہو گئے تھے چونکہ نہایت گمراہی کے راہ پر تھے خدا نے فرمایا ہی ضربت
علیہم الذلۃ والمسکنۃ اور پر اُنکے ذلت اور افلاس ڈالا اور برائیون کیوجہ سے
اُنپر حاکم ظالم کو تسلط کیا یعنے قوم فرعون کو۔ بنی اسرائیل پر ایسا ظلم ہوتا تھا کہ
انکی اولاد نرینہ مار ڈالی جاتی تھی اور فرعون کے وہ لوگ غلام بنے ہوئے تھے
اور پریشان حال تھے۔ خدائے تعالےٰ کی سخت آزمائش ہوئی تاکہ خدا تعالیٰ کے
سامنے گڑگڑائین۔ ویسا ہی ہوا تب خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
اپنے تدبیر حکمت سے ظہور مین لایا۔ اُنھون نے فرعون کے چنگل سے اسرائیلیون
کو چھُڑایا۔ بجنسہ یہی مثال ہم لوگ مسلمانون کے غلام بننے کی ہورہی ہے اگرچہ
ویسا ظلم نہین ہے مگر افلاس کے دفعیہ کے ذرائع اختیار مین نہین ہین کہ طیب
طریقہ سے زر حاصل کیا جائے۔ اگر غیر قوم و غیر مذہب کے طریقون کو پکڑا جاوے
تو اُسکے لیے قوت دماغ کے نعمت کی ضرورت ہے۔ وہ نعمت زائل ہوتی جارہی
ہے۔ افلاس کا ہونا اور بڑھنا لازمی شئے ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ سخت
آزمائش خدائے تعالیٰ کی ہورہی ہے۔ تمثیلاً بیان کیا جاتا ہی اس میل مین واسطے
مقابلہ کرنے حالت موجودہ مسلمان سے۔ جب سے آنحضرت صلعم کا قیام مدینہ مین

شروع ہوا یہودیون کی مالی حالت کی تباہی شروع ہوگئی - قبل زمانہ قیام حضور عالی کے یہودی نہایت فارغ بالی کی حالت مین تھے - رفتہ رفتہ افلاس کی حالت مین مبتلا ہوگئے - یہ وقوع مین آیا بوجہ دشمنی آنحضرت صلعم اور قرآن مجید کے - اسی کی سزا مین حقتعالے نے برکت مال کو چھین لیا اور رزق کو تنگ کر دیا - یہودی محتاجگی اور افلاس کی حالت مین مبتلا ہوگئے - تب یہودیون نے آنحضرت صلعم سے شکایت کی کہ خدا کے دونون ہاتھ بند ہوگئے ہین یعنے خدا بخیل ہوگیا ہے - یہ لفظ نہایت بیہودہ خدا تعالی کی شان مین ہے - خدا تعالے نے بخل کو برا فرمایا ہے بلکہ بخل کرنے والون پر لعنت کی ہے - یہ لفظ خدا کی شان مین کفر کا ہے (نعوذ باللہ) اب فرمان الٰہی کو دیکھا جاوے - سورہ مائدہ رکوع ۹ -

قَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ

یہودی کہتے ہین کہ اللہ کے دونون ہاتھ بند ہوگئے ہین یعنے بخیل (خدا نے کہا) یہودیون کے ہاتھ بند ہوگئے ہین - چونکہ لعنت کیے گئے ہین رحمت الٰہی سے (بوجہ بدعملی و بدگوئی کے) بلکہ دونون ہاتھ اللہ کے کھلے ہوئے ہین خرچ کرتا رہتا ہے جسطرح چاہتا ہے وہ کیا ہے قہر و مہر -

بیشک اللہ جلشانہ کے دونون ہاتھ ہر وقت کھلے رہتے ہین ایک ہاتھ مین قہر ہے دوسرے ہاتھ مین مہر ہے - قہر کا ہاتھ کھولتا ہے اُنپر جو کہ نافرمان اور بدکردار ہین - یہودیون نے حرام کو حلال بنایا اور آنحضرت صلعم کو پیغمبر نہ مانا اسی طور انواع قسم کی ممانعت توریت مین درج ہے واسطے عمل کے اُسکے

مطابق نہین کیا شیطان کے پھندے مین پھنس گئے۔ شیطانی عمل مین ظاہرا بہت
فروغ ہے مگر آخر مین نتیجہ مصیبت کا ہوتا ہے۔ ویسا ہی یہودیون کیلیے ظہور مین آیا
کہ قہر کا ہاتھ خدا کا کھلا اور افلاس مین مبتلا ہو گئے۔ پھر عروج کی حالت مین ہو گئے
ہین یہ بالکل اُنکے خاتمہ کی نشانی ہے۔ مرتا ہاتھ اُبھر کھلتا ہے۔ جو قوم فرمانبردار خدا
ہے اور صلح سے ہے اپنے اعمال مین جبکہ آزمائش مین خدا کے سچے ایمان والے پائے
جاتے ہین دغاباز نہین رہتے خدا نے کہا ہے (آیت) فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ۔ خدا جاننا چاہتا ہے کون سچا اور کون دغاباز ہے
جب خدا کو اطمینان ہو جاتا ہے آزمائش سے تب رحم کے ہاتھ کو کھولتا ہے۔

اس زمانہ کے منہ بولے مسلمان کثرت سے مثل یہود کے اگرچہ زبان سے تو مومن
ہین مگر اعمال سے اس حد کو پہونچے ہوے ہین کہ بالکل فاسق اور منافق کے شمار
مین ہین اور خدا نے کہا ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اور يُنَبِّئُهُمُ الظّٰلِمُوْنَ
اور ایسی ہی آزمائشین بنی اسرائیل کی بھی ہو چکی ہین قبل زمانہ یہود کے پہلے
ذلت وافلاس کی۔ ظاہر ہے جبکہ خاندانی مسلمان ویسی ہی حالت نافرمانی خدا
مین مشغول ہین پھر کہان خدا سے بھاگ کر جائین گے۔ اسی آزمائش کی وجہ سے
مسلمانون کی عقل پر بھی پردہ پڑ گیا ہے عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً آپس مین مخالفت
تھوڑے لوگ کرتے رہتے ہین تاکہ مخالفت کے کرانے سے لوگ اپنا نشانہ
ٹھیک بنائین اپنے ذاتی شکار کیلیے۔ پھر کیونکر بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے
دست حسرت کے ملنے کا وقت ہے يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ
الْمُفْسِدِيْنَ۔ دوڑتے ہین فساد کی طرف اپنے آپس کی مخالفت۔ خدا فساد کو

نہین پسند کرتا ہے۔

تنزل جسمانی مصنف کو تعلق بیماروں سے رہتا ہے۔ اسکے تنزل مین جو احساس ہو رہا ہے اسکو مختصر طور پر نظرانداز کیا جاتا ہے۔ یہ حقیر اپنے بچپن اور شباب کے زمانہ کو یاد کرتا ہے اور اس زمانہ سے مقابلہ کرتا ہے۔ تو اس زمانہ کے لوگون کے قوے اور اس زمانہ کے لوگون کے قوی مین بہت فرق ہے۔ یاد نہین آتا کہ صغرسنی یا سن ہوش مین کبھی کبھی بیمار ہوا اسی طور سے اس زمانہ مین لوگون کی حالت دیکھی جاتی تھی۔ دیہاتون مین کوئی حکیم نہین ہوتا تھا اور نہ اسکی ضرورت تھی۔

فی زمانہ لوگون مین خیالات صفائی جسم و مقام کا بہت زیادہ ہے مگر ہر قسم کی مہلک بیماریون مین بہت جلد مبتلا ہو جاتے ہین بوجہ کمزوری قوے کے۔ مضبوطی قوے مضبوط تندرستی دیتی ہے۔ کمزوری قوے مین بھی رفتہ رفتہ چلی آرہی ہے مضبوطی قوے کی جانچ استعمال دوا سے معلوم ہوتی ہے۔ حکما کی دوا خالص (اصلی) حالت مین دیجاتی ہے۔ بوجہ بوسیدگی کے اسکا اثر اس زمانہ مین کم ہوتا ہے اگلے زمانہ مین یہی دوائین بہت مفید ہوتی تھین۔ قوے بیماری کو دور کرتا ہے اور دوا صرف مدد دیتی ہے۔ انگریزی دوائین جو کہ بہت قوت دار ہوتی ہین ان دواؤن کا وزن اور تعداد دوا کی نسخہ مین کم ہوتی تھی اور فائدہ بہت جلد حاصل ہوتا تھا۔ اس زمانہ مین اسکا اثر بالکل برعکس ہے اور یہ عام طور سے احساس ہو رہا ہے۔ کمزوری قوی خرابی غذا اور پریشانی دماغ سے ہوتی ہے۔ یہ دونون حالتین اسوقت موجود ہین۔ تندرستی اسلیے خراب ہوتی جارہی ہے اسکا اثر نسل پر پڑ رہا ہے۔ تخم کمزور ہے تو پیداوار بھی ضرور کمزور ہوگی۔ اسلیے بچون مین بیماری کثرت سے

ہوگئی ہے اور اموات بھی بہت زیادہ ہین۔ جبکہ بچپن جوکہ زمانہ نمو کا ہے وہ زمانہ جب خراب ہے تو آئندہ زمانہ جوانی یا بڑھاپے کا ضرور کمزور ہوگا

تنزل دماغی قوت۔ قوت دماغ کو گذشتہ درقون مین انسان کے وجودی پرورش مین کیا شے ہے بیان کردیا گیا ہے۔ الٹ کر دیکھ لیا جاوے۔ قوت دماغ کی ظاہر انمائش ذہانت ہے بذریعہ ذہانت ترقی دین و دنیا کی حاصل ہوتی ہے اسباب ظاہری سے ترقی کی جانچ کی جاوے اس سے درجہ قوت ذہانت کا معلوم ہوجائیگا۔ سو برس قبل درمیانی و حال کے زمانہ سے مقابلہ کیا جاوے۔ مسلمانون کی تعلیم اس ملک مین غیر ملکی زبان مین ہوتی رہی برابر قبل مین زبان عربی و فارسی مین ہوتی تھی اب زبان انگریزی مین ہورہی ہے کیا ترقی علوم و فنون بمقابلہ اگلے زمانے کے کیا ہے وہ ظاہر ہورہا ہے رفتہ رفتہ ہر پہلو کی رفتار مین تنزل پیدا ہورہا ہے اور ہم ترقی کی راہ سے بالکل علٰحدہ ہوتے جارہے ہین اور دنیا کا ہر متنفس دین کی طرف سے غافل ہوتا جارہا ہے۔ مقابلہ کیا جاوے حال اور درمیانی اور گذشتہ زمانہ سے۔

زمانہ حال کے علوم و فنون کی ترقی پہ غور کیا جاوے۔ بیشک انگریزی تعلیم کی زیادتی ہوگئی ہے مرکزی تعلیمگاہون سے دیونیورسٹی) سند یافتہ ضرور زیادہ ہوگئے ہین۔ تعداد ایم۔ اے۔ بی۔ اے کی زیادہ ہوگئی ہے۔ مگر بہت کم لوگ ایسے ہین کہ جنکے اوصاف دنیاوی جانچ مین نام برآوردہ پائے جاتے ہون یہ تعلیم طوق غلامی پہنانے کی ہے کہ صرف یہ لوگ گورے چمڑے آقاؤن کے خدمت گذار ہوت جس سے اسلامی وقار غائب ہورہے ہین اور کسی شمار مین داخل نہین ہین۔ نہ انکین دماغی ذکاوت مادہ کی پیدا وار حاصل ہوتی ہے۔ نہ دنیا حاصل ہورہی ہے۔

صرف زمانہ زندگی کے شمار کو ختم کرتے ہین ۔ اسوقت تعلیم کا نتیجہ نوکری ہے ۔
تعداد لوگون کی اونچی نوکریون مین کسی طور سے زیادہ نہین جو کہ تیس یا چالیس
برس قبل مین تھا ۔ تعداد کمی کو شمار آبادی مسلمان کی وجہ سے کر دیا جا رہا ہے (مصنف
اسکا قائل نہین ہے ۔ جوہر قابلیت کا ہمیشہ چمک اٹھتا ہے) جو موجود ہین انکے اسلامی
اوصاف حمیدہ قابل رشک نہین ہین بہ نسبت حضرات ماقبل کے ۔ اب نیچے
درجون کی نوکری پر غور کیا جاوے مثلاً جج و کلکٹر وغیرہ وغیرہ ۔ ہر صوبہ ۔ مین قبل کے
زمانہ سے مقابلہ کیا جاوے کم پائے جاوینگے ۔ بیشک اس زمانہ مین چھوٹی نوکریون
مین تعداد زیادہ ہے مگر انکا کوئی شمار نہین ۔ اب تصنیفات پر غور کیا جاوے کہ
کتنے لوگون کی تصنیفات یا تحقیقات آداب اسلامی و تواریخ و فن کی وجہ سے
ظہور مین آئی ہین بالکل لا معلوم تعداد مین پایا جائیگا اگرچہ چند اشخاص تصنیفات سے
ظہور مین آئے ہین مگر اتنی کم ہین کہ قریب نفی کے ہین ۔ انکار نہین کیا جا سکتا ہے کہ
فرقہ قادیانیون نے اسلامی تصنیفات کی طرف دلچسپی لی ہے ۔ مگر انکا فرقہ انھین
مین سے ہے جیسا کہ خدا تعالے نے فرمایا ہے "دنیا پکڑنے والا" ابھی انگریزی اخبار
میرے ہاتھ مین آیا ہے اسمین دیکھتا ہون کہ ڈاکٹر روس جو قبل مین پرنسپل مدرسہ
کالج کلکتہ کے تھے انھون نے نہایت افسوس سے تقریر کی ہے اس تقریر کا ترجمہ
ذیل مین لکھا جاتا ہے ۔

آجکل کے نوجوان مسلمان بالکل خواہشمند نہین ہین اپنے آبا و اجداد کے
قدم بقدم چلنے مین کہ اسلامی آداب و تہذیب و اخلاق کو حاصل کرین جو انکا موروثی
ذخیرہ ملکیت کا ہے ۔ وجہ کیا ہے اس حصول علم سے روپیہ نہین ملتا ہے اور انگریزی

تعلیم میں بی اے ہونے کے بعد تحریر یا منشی ہونے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ مسلمانوں میں فخر و غرور اپنے مذہب اور قومیت کا بہت زیادہ تھا اسکو اب بالکل کھو دیا۔ مسلمانوں کے آداب مذہب و اخلاق کو مغربی ممالک کے لوگ (یورپ والے) بہت زیادہ تحقیقات میں دلچسپی لے رہے ہیں اور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

کتنے افسوس و شرم کا وقت آگیا کہ ایک غیر مذہب انگریز ہم لوگوں کی کمزوری و تنزلی کو دکھلاتا ہے۔ بیشک یہ موجودہ تعلیم غلام بننے کی ہو رہی ہے صرف ہوس دنیا کیلیے وہ بھی حاصل نہیں ہو رہی ہے۔ کیا ترقی ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ صاحبان دنیا کا خیال ہے چونکہ مسلمانوں نے بدیر انگریزی تعلیم کو پکڑا اسلیے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ خیال محض غلط ہے (یہ مسئلہ جب تعلیم کی بحث آویگی تو اسوقت بیان کیا جاویگا) ایک دوست نے نمایاں کیا کہ صاحبان اہل پیشہ قانون نے بہت ترقی کی ہے۔ بیشک کچھ ترقی ہے۔ یہ ترقی قابل شمار نہیں۔ ایک لا مذہب طریقے کو پکڑا ہے چونکہ انکی صحبت ہے اور انہیں کا دور دورہ ہے اور زر حاصل کرنے کی ہوس ہے بیشک زر حاصل کرتے ہیں جو قسمت میں خدائے تعالے نے لکھدیا ہے۔ اس ذریعے سے رزق کا حصول ہوتا ہے۔ مگر یہ رزق طیب نہیں ہے۔ خدائے تعالے کا حکم ہے رزق طیب کھائے۔ کُلُوا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلَالًا طَیِّبًا وَاتَّقُوا اللَّذِی اَنْتُمْ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ۔ یہ پیشہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانے کو سکھلاتا ہے اور اسکے وہ موجد ہوتے ہیں۔ تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہ اس پیشہ کی آمدنی میں برکت نہیں ہے۔ ایسا کیوں ہے خیال کیا جاوے۔ خدائے تعالے نے فساد لڑائی جھگڑوں کو ناپسند کیا ہے۔

مسلمانون کی آپس کی لڑائی کو ناپسند کرتا ہے۔ قطع صلہ رحم پر خدائے تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے تاکہ حق العباد کی حق تلفی نہو۔ صاحبان قانون پیشہ اس فعل سے مدد ہوتے ہین۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے جو شخص برائی کا معاون ہوتا ہے صاحب شورا بھی اُسی کے ساتھ مین گردانا جاتا ہے۔ بیشک اس پیشہ مین ترقی ہے۔ شیطانی عروج مین ظاہرہ نمائش بہت ہے مگر چونکہ رحمانی احکام کے خلاف پیشہ ہے اسلیے اسمین برکت نہین ہوسکتی ایسا ہی تجربہ سے دیکھا جارہا ہے در اصل یہ ترقی نہین افسوس کا مقام ہے کہ نوجوان تعلیم یافتہ انھین ترقی کو دیکھکر اپنے اسلامی آداب کے کتب بینی سے معترض ہوگئے ہین۔

اب علم دینیات کی طرف بحث کی جاتی ہے اس زمانہ مین کسقدر مولانا موجود ہین نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انمین بھی کمی ہے حالانکہ مدرسہ تعلیم کیلیے بہت ہین مگر کیا نتیجہ حاصل ہورہا ہے ظہور مین نہین ہے بیشک چند اشخاص قابل قدر موجود ہین۔ مگر طوطی کی آواز نقارخانہ مین سنائی نہین دیتی۔ بالکل مجہول ہورہے ہین۔

فنون و ہنر۔ فن حکمت خاص اسلامی فن ہے اس فن کی بنیاد کلام پاک سے ثابت ہوتی ہے۔

لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِهٖ	لقمان کو علم حکمت دیا تحقیق شکر کرو اللہ تعالےٰ کا اور شکریہ کی بھلائی تمھارے اپنی ذات کیلیے ہوگی۔

خدائے تعالےٰ کی فرمائش ہے کہ شکر کرو خدا کا۔ کیونکہ دکھ و بیماری کا ذریعہ عطا کیا گیا ہے۔ شکریہ کیا ہے؟ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ جبکہ مریض بناتے ہین اور ہم ہی شفا دیتے ہین۔ بذریعہ علم حکمت کے اسکا شکریہ ادا کرنیکا حکم ہے

اور جو حضرات اس نعمت کو پائے ہوئے ہین بندگان خدا کی خدمت کرنے کا
حکم ہے۔ یہی شکریہ خدائے تعالے کا ہے۔ یہ امر صاف ہے کہ جب سے اسلام
قائم ہوا یہ علم اسکے ساتھ ہوا ہے صاحبان ممالک مغربی نے پرانی کتابون سے
علم حکمت بیکر ترقی و توضیح سے عمل کیا۔ اور یہ ترقی تین چار سو برس سے ہو رہی ہے
اس زمانہ کے قبل ہر چہار طرف دنیا کے وہی طریقے استعمال مین تھے۔ جو پرانی
کتابون مین ہین وہ اسوقت کتب خانون مین موجود ہین۔ صرف فرق یہ ہوا کہ مسلمانون
نے سوائے تنزلی کے ترقی کیطرف کبھی توجہ نہ کی۔ مسلمانون مین عادات عیش و
عشرت و نفاست بوجہ ترقیات دنیا کے آتی گئین اور فن جراحی اور فن دایہ کو بوجہ
کثیف کام ہونے کے چھوڑ دیا ان فنون کو جاہلون نے پکڑ لیا۔ حکما نے فن دایہ کو
چھوڑا بوجہ نا فہمی عوام الناس کے۔ خدائے تعالے کے حکم کو غلط سمجھا یعنے عورتون
کو حکم پردے کا ہے کہ اپنے کسی عضو کو غیر مرد کو نہ دکھائین۔ اس خیال مین عورتون
کو پرہیز ہوگیا یہ بالکل غلط فہمی ہے خدائے تعالے کا کوئی احکام ایسا نہین ہے
کہ اسکی پیروی مین مجبوری درپیش ہو خدائے تعالے نے ضرورت کے وقت اجازت
دی ہے کہ بوقت ہلاکی جان کے حرام کو حلال کرے۔ اللہ تعالے نے سورہ بقر
مین ارشاد فرمایا ہے وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ مت ڈالو اپنی جان
کو ہلاکی کی طرف۔ اسی طور سے زچہ کی زندگی مخدوش حالت مین ہوتی ہے
اس غلط فہمی کی وجہ سے یہ فن دایہ غائب ہوگیا اور نہ عورتون کو تعلیم دیکر تیار کیا
یہ وجہ خاتمہ کی ہوئی۔ فن جراحی کو حکما نے اپنی بدقسمتی کی وجہ سے چھوڑا۔ صرف
معالجات کی طرف توجہ کی اور خود رو نباتات کی دوائین استعمال مین رہین جسکے اثر

پیدا کرنے کے لیے تازگی کی ضرورت ہے وہ غیر سلطنت کے ہونے کی وجہ سے
نظم باقی نہ رہی علم کا کوئی قصور نہین ہی۔ فن حکمت کی ہر زمانہ کے نسل مین تعلیم ہوتی
رہی۔ مگر تغیر زمانہ کے ساتھ ترقی کی کوئی فکر نہین رہی۔ لامعلومیت کے وجود مین آگیا
بیشک مسلمان اس فن کی تنزلی کے قصوروار ہین۔ بمقابلہ اگلے زمانہ کے ماہرین فن
کم دکھلائی دیتے ہین۔ اب صرف کیا ہے کہ کم لیاقت کے فن ڈاکٹری حاصل کردہ
جنکو حاکم غیر مذہب نے غیر مکمل تعلیم دی واسطے اپنی خدمت گزاری کے وہ لوگ
صرف اپنا رزق اس ذریعے سے حاصل کرتے ہین چونکہ طوق غلامی (نوکری) مین پہنے
ہوئے ہین اسلیے قدر ہے ورنہ کوئی قدر لوگون کی نظرون مین نہوتی۔ یہ انحصار
لوگون کے قوت دماغ کی حد تک ہے۔ بہرحال تعلیم کسی طور کی ہو صاحب دماغ کی
قوت کسی طرح سے چمک کر نکلتی ہے مگر ایسا نہین پایا جاتا۔ فن دستکاری و ہنر
وتجارت مین بالکل تنزلی ہے۔ جو موجود ہے وہ صرف دلال یا گماشتہ یوروپین
(مغربی ممالک مین) ہین۔ کوئی مشین اپنی ایجاد نہین ہے۔ اب اگلے زمانہ کی
ترقیات پر نظر ڈالی جائے سو برس کے اندر کے زمانہ مین صاحبان قوت دماغ کے
کتنے لوگ تھے وہ لوگ صاحبان کمال دین و دنیا دونون کے تھے اب کیا ہوا
جو ایسے دماغ کے لوگ کیون پیدا نہین ہوتے خدا نے سورہ عمران مین فرمایا ہے
هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ وہی خدا تمھاری صورت بناتا ہی
مان کے پیٹ مین جیسا چاہتا ہے یعنے نیک بخت یا بدبخت ذہین یا کندذہن اس
زمانے مین کم درجے کے ذہانت کے لوگ ہین۔ صاحبان دماغ پیدا ہوتے تھے
قبل زمانے مین ایک سے ایک بڑھکر اور ماہرین علم دین کے بہت بڑے بڑے

علما کثرت سے ہر صوبہ کے شہرون مین و دیہات مین موجود تھے اور وہ صاحب دماغ تھے اب ویسے دماغ کے لوگ کیون نہین پیدا ہوتے۔

فقرا و صوفیائے کرام جابجا مشہور و معروف تھے اب ویسے کیون نہین نظر آتے شاعر و صاحب ہنر کثرت سے عام نظر آتے تھے اور سلسلہ نہین رکتا تھا اب کیون نہین پیدا ہوتے ایسی چھوٹی کتاب مین نظیر دماغ کے قوت والے لوگون کے نام کی نہین دیجا سکتی ہے۔ اس زمانہ کے مسلمانون مین آہستہ آہستہ نسلاً بعد نسلٍ قوت دماغ کا خلقی طور سے بگاڑ ہوتا جارہا ہے اور جسمانی شکل مین بھی فرق دکھائی دیتا ہے جتنے صاحبان دماغ ہین اُنکے سر بہت بڑے ہوتے ہین ویسے سر کے لوگ نہین دکھائی دیتے۔ اگلے زمانے کے لوگون مین بہت بڑے سر والے لوگ پائے جاتے تھے۔ جتنے بڑے بڑے قابل غیر مذہب مین موجود ہین اُنکا سر دیکھا جاوے تو بہت بڑا اور سڈول نظر آتا ہے ایسے سر مین قابلیت بھری ہوئی ہوتی ہے اور ویسے ہی سر کے لوگ اسلام مین پائے جاتے خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا یہ نعمت خدائے تعالےٰ نے مسلمانون کو عطا کی تھی۔ شاید یہ عطیہ خدائے تعالےٰ کا جو کہ قبل کے مسلمانون مین تھا اسکو کم کرتا آرہا ہے۔ یہ احساس مین آتا ہے کہ یہ تنزلی خلقی طور سے انحطاط دماغی ہے۔ خدائے تعالےٰ مصور ہے رحم کے اندر اور خدائے تعالےٰ ناخوش ہے اسمین بھی کمی کر رہا ہے هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ وہی خدا پیدا کرنیوالا اور بنانے والا صورتون کا ہے بِنَاءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ صورت بنائی تمھاری پھر اچھی شکل بنائی تمھاری۔ اب ظاہر ہے کہ شکل

یعنے سر کے قدمین فرق اور دماغی قوت مین تغیر دونون سے معلوم ہوتا ہے خلقی انحطاط کی علامت ہے۔ صاحبان دنیا پرست کا خیال ہے چونکہ مسلمانون نے انگریزی تعلیم کو بدیر شروع کیا (چالیس برس سے تعلیم ہو رہی ہے) اسلیے مقابلہ مین غیر مذہب لوگون کے نہین ٹھہرتے ہین شاید مادیت کے اصول پر درست ہو۔ مگر مسلمان مرتد مسلمین ہین اور غیر مذہبی تعلیم نے مرض القلوب مین مبتلا کر دیا۔ اور پروردگار کی لاپرواہی و بے توجہی کے اظہار ہوئے ہین۔ مسلمان بارہ سو برس تک بے دین لوگون کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے ہر امر علوم و فنون و ہنر وغیرہ مین جنکو اس زمانہ کے بڑے بڑے دماغ والے لوگ دریافت نہین کر سکتے ہین ایسے قوت دماغ کے لوگ مسلمانون مین تھے اب وہی مسلمان ہین کہ مقابلہ مین نہین ٹھہرتے کیا وجہ ہے؟ نافرمانی خدا کی وجہ سے دماغ مین انحطاط ہے۔ یہ حالت مسلمانونکی ہوگئی ہے جو کہ خدا کی طرف سے آزمائش ہے۔ مگر اس زمانہ کے مسلمان کہین و ر ہوگئے ہین۔ یہ کتاب موجودہ اسلامی مذہب کے پردہ تصویر کو دکھاتی ہے اور معائنہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جیسا خدائے تعالے نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے۔ (گذشتہ صفحون مین فرمان درج ہین) اُسکے مطابق ہو رہا ہے۔

اللہ تعالے بیشک زبردست ہے اور اسکی مار سخت ہے۔ جب کسی قوم پر ادبار آتا ہے تو پہلے عقل ماری جاتی ہے یعنے اظہار کمزوری قوت دماغ کی ہونے لگتی ہے وہ موجود ہے اس زمانہ مین۔ اللہ جو نعمت کسی قوم کو دیتا ہے اُسمین رد و بدل نہین کرتا ہے جبتک وہ قوم خود ہی اپنی صلاحیت کو نہ بدل ڈالے یعنے اللہ تعالے کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا ہے جبتک وہ خود نہ بدل ڈالے

اللہ جب کسی قوم پہ مصیبت ڈالنا چاہتا ہے تو کوئی اُسکو ٹال نہین سکتا اور نہ خدا کے سوا کوئی اُسکا مددگار ہو سکتا ہے ۔

غور کیا جاوے کہ ہر چہار طرف دنیا کی قومین غیر مذہب کی ہر طرح کی ترقی کر رہی ہین ۔ والا مسلمان مسلمان کسی جانب دنیا کے ترقی کی راہ پہ نہین ہین ، سوائے تنزلی کے اور خدائے تعالیٰ منصف ہے ۔ دنیا کو انصاف سے قائم رکھے ہوئے ہے قائماً بالقسط ۔ ظاہرا مسلمانون کی مصیبت زدگی تدارک ہے بوجہ اُنکی نافرمانی کے ۔ تاکہ دماغ کی آنکھ کو کھولین اور درستگی کی طرف توجہ ڈالین خدائے تعالیٰ نافرمانی کی سزا دنیا مین بھی دیتا ہے ۔ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ
مُنَافِقُونَ ط وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ
مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ
سَنُعَذِّبُهُم
مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ
يُرَدُّونَ إِلَىٰ
عَذَابٍ عَظِيمٍ

اور تمہارے اطراف مین گنوار دیہاتی ہین اُنمین بہتیرے منافق (نافرمان) ہین اور بہتیرے مدینے کے رہنے والے بھی وہ ہین مگر نفاق پہ پکے منافق ہین بہتیرے کلمہ گو اور روزہ نمازی تھے) اے پیغمبر تو (باوجود نبی ہونیکے) نہین جانتا ہے ہم اُنکو جانتے ہین ۔ عنقریب مین اُنکو چند بار سزا دیا جاویگا (یعنے دنیا مین سزا رنج و مصیبت و افلاس و ذلت کی سزا پھر عذاب قبر اور قیامت کی سزا)

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنھون نے اپنی بدکاری سے توبہ کی اور عمل نیک کیے عجب نہین کہ اللہ اُنکی توبہ کو قبول کرلے ۔ اس فرمان کے متعلق تاریخ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم واسطے تیاری جنگ تبوک فوج تیار کرتے تھے اور آدمی بھرتی کرتے تھے اور اُس زمانہ مین گرمی بہت سخت پڑتی تھی اور قحط بھی تھا بہتیرے لوگ

فوج مین داخل ہونے سے حیلہ اور بہانہ کرتے تھے اور خرچ دینے سے انکار کرتے تھے آنحضرت کو رحم آتا تھا اور چھوڑ دیتے تھے۔ تھوڑے دیہاتی عرب کے جنگ تبوک کے کوچ مین پیچھے رہتے تھے۔ اسی زمانہ مین یہ فرمان نازل ہوا۔ انہین سے تھوڑے لوگ فرمان کو سنکر ایسے خوف زدہ ہوے کہ توبہ کی اور مسجد قبا کے ستون مین اپنے کو باندھکر توبہ کرتے تھے اور یہ کہدیا تھا کہ جبتک خدائے تعالےٰ توبہ کو قبول کرے کھولے نہ جاوین۔ آنحضرت تبوک سے واپس آئے تو اس حالت کو دیکھا اور سنا اور فرمایا کہ ہم نہین کھولین گے۔ جب وہ لوگ توبہ مین بہت گڑگڑائے اور صدقہ دیا تب خدائے تعالےٰ کا حکم ہوا اور وہ لوگ کھولدیے گئے۔

ان احکام سے چند نصیحتین حاصل ہوتی ہین۔

(۱) عبادت ظاہری بالکل بیکار ہے جبتک کہ باطن ٹھیک نہو یہ جانچ سے ظاہر ہوتا ہے۔ فرمانبرداری خدا و رسول کی باطن سے تعلق رکھتی ہے اور نافرمانی کرنے سے نفاق مین داخل ہوتا ہے۔ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللهِ۔

(۲) نافرمانی کی تین سزائین ہین ایک دنیا مین مثلاً افلاس و مصیبت وغیرہ۔ دوسرے قبر کی سزا۔ تیسرے قیامت کی سزا۔

(۳) توبہ کرے تو پھر اس فعل کو نہ کرے مرض باطنی کو دفع کرے۔

(۴) اسوقت مسلمانون کی حالت اُن فرمان کے مصداق ہے۔ متفرد بولے مسلمان دنیا مین طرح طرح کی سزا پا رہے ہین۔ موجودہ حالت نافرمانی کی سزا ہے مگر خواب غفلت مین پڑے ہوے ہین اکثر لوگ اپنی اولاد اور مال اور

لذت دنیا کے سبب سے دین کے احکام کو ضروری نہین جانتے خدا نے کہا ہے۔
اَلَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ۝
جو لوگ کوشش کرتے ہین ہمارے احکام کے خلاف کرنے مین انکو عذاب بُرا ہے۔

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

پس انتظار کرو اور راہ دیکھو عذاب کی اللہ سیدھی راہ نہین دکھاتا ہے بدکار قوم کو۔

نَسُوا اللّٰہَ فَنَسِیَھُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ .... لَعَنَھُمُ اللّٰہُ ۔ (سورہ توبہ رکوع ۳)

بھول گئے اللہ کو پس اللہ بھول گیا انکو تحقیق کہ منافق وہی ہین جو کہ دائرہ سے باہر نکلے ہوئے ہین بسبب برائیون (نا فرمانی) کے ایسے پر اللہ لعنت بھیجتا ہے۔

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَھُمُ اللّٰہُ بِکُفْرِھِمْ ۔ (سورہ بقر رکوع ۱)

قلب پر غلاف پڑا ہوا ہے یعنی پرواہ نہین کرتے ہین بلکہ خدا کی لعنت ہے انپر انکی نا فرمانی کیوجہ سے۔

ناظرین سے دریافت ہے کہ کیا حشر ہے اسلام کا جب کہ یہ سب علامات موجود ہوگئے ہین۔ اطلاعاً درج کیا جاتا ہے کہ کتنی قومین بوجہ نا فرمانی کے آسمانی آفت سے ہلاک و برباد ہوئین جنکا تذکرہ خدائے تعالے نے واسطے آگاہی بندون کے کر دیا ہے۔ مختصراً بیان کیا جاتا ہے کہ سات آفات آسمانی سے سات قومین ہلاک ہوئین۔ اب آسمانی آفات سے امت محمدی بطفیل دعائے آنحضرت صلعم مستثنیٰ کر دیے گئے ہین مگر آفات زمین سے ضرور مبتلا ہو رہے ہین مثلاً لڑائیان مشرک مشرک مین۔ مشرک مسلمان مین۔ کافر مسلمان مین۔ مسلمان

مسلمان مین علیٰ ہذا القیاس ۔ ماسوا اسکے شخصی وذاتی بلایات ومصائب وغیرہ وغیرہ مسلمانون مین بوجہ نافرمانی خدا کے بکثرت موجود ہوگئے ہین یہ آفات بصورت عذاب ہے غضب مِنَ اللّٰہِ ۔ بھائیو ۔ سورۂ مومنین رکوع ۴ ۔

لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ؀	ہم نے انکو مبتلا کیا ساتھ عذاب مصائب کے پھر بھی اپنے رب کی طرف مائل نہین ہوئے اور نہ عاجزی اور زاری کی ویسے ہی رہے یہانتک کہ جب انپر عذاب سخت (قیامت) کا دروازہ کھول دیا جائیگا اُسوقت اُس عذاب مین نا امید اور عاجز و بے بس ہونگے

موجودہ مصیبت کے زمانہ مین سوائے اسکے کوئی علاج نہین ہے مگر خدا کی عبادت ساتھ خلوص دل کے اور ساتھ اصلاح ۔ خدا نے فرمایا ہے سورۂ تغابن مین ۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ؀	کیا نہین پہونچی تمکو خبر اُن لوگون کی جو کہ نافرمان ہوگئے تھے تم سے پہلے کے لوگ پھر چکھا اُنھون نے مزہ عذاب کا اپنے عمل کے سبب سے (برے کام کا برا نتیجہ) اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب شدید تیار کیا ہے

بھائیو کیون دین و دنیا کو کھوتے ہو اس لاپرواہی سے ۔ سمجھو کہ جتنے مصائب تم پر ہوتے ہین وہ خدا کی طرف سے ہین اسکا کوئی علاج نہین سوائے خدا کی رضا حاصل کرنے اور اپنے گناہون کی مغفرت چاہنے کے پھر بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنیوالا ہے ۔

نظرثانی

ان مضامین کی نظرثانی سے معلوم ہوگا کہ سراسر قصوروار مسلمان ہین اور اس تنزلی کیوجہ سے دریافت کی طرف کچھ کھوج وتلاش نہین ہے۔ اگر یہ قصور انگریزی تعلیم کے سبب ہے تو یہ وجہ ہندوستان کے لیے ہوسکتی ہے مگر دوسرے غیر ممالک کے مسلمانون کیلیے کیا حیلہ ہے۔ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ یعنے کل امت کی موت کا وقت مقرر ہے۔ مسلمانون کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ مسلمان جوکہ کلمہ گو ہین اُن کے لیے دنیا و دین دونون وابستہ کردیے گئے ہیں۔ اس زمانہ مین لوگون کا رجحان حصول دنیا پر بالکل ہوگیا ہے۔ اور دنیا ہرگز نہین حاصل ہوسکتی کلمہ گو کو حالت نفاق مین رہکر۔ کلام پاک کا علم سکھاتا ہے کہ کفر وشرک مین دنیا کی لذت اور فوق البھڑکی حاصل ہوسکتی ہے مگر اسکے لیے دین مین کوئی حصہ نہین ہے بلکہ اسکے لیے بھڑکتی ہوئی آگ مین جگہ ہے۔ دنیا کو حاصل کرسکتا ہے دین مین رہکر اگر رفتار اسکی ساتھ حدود اللہ کے ہو یعنے جو حدین اللہ تعالےٰ نے مقرر کردی ہین اُن حدود کے مطابق چلنے پر دین و دنیا دونون ملتا ہے وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ صرف کلمہ گو ہوکر اور زبانی مسلمان بنکر دین اور دنیا دونون نہین ملسکتا۔ تواریخ اسلام اسکو بتاتی ہے۔ انگریزی مثل ہے "تاریخ دوھراتی ہے تاریخ کو" وہی بالکل ہورہا ہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ بالکل مشابہ کرتی ہے اس زمانہ کے مسلمانون کی حالت کو۔ آئندہ تاریخ بیان کی جائیگی۔ خداے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورۂ یونس رکوع ۲۔

فَذَرُ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ۝	پس چھوڑو ان لوگون کو جو مرنے کے بعد دیدار الٰہی کی اُمید نہین رکھتے (یعنے خوف قیامت کا نہین ہے) انکو گمراہی مین بھٹکتا ہوا چھوڑ دو ۔

حصول دنیا ۔ خدائے تعالٰے نے حیات دنیا کے بسر کرنے کی ہدایتین ہر قسم کی دیدی ہین اور دنیا کی نعمتین ہم لوگون کے لیے بنائی گئی ہین اور حکم ہے دنیا کے حاصل کرنے کا ۔ فرمان ۔ فَلۡیَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ اِلٰی طَعَامِہٖۤ اپنی روزی بنانے کی راہ نکالین ۔ خدا کے ہاتھ مین دین و دنیا دونون ہین اور دونون کو حاصل کرنے کا حکم ہے مگر اسقدر ممانعت ضرور ہے کہ اسی کے ہوکر بالکل نہ رہجاؤ ۔ خدائے تعالٰے نے فرمایا ہے سورہ بقر رکوع ۲۶ مین ۔

(۱) زُیِّنَ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا ۔	کافرون کو دنیاوی زندگی اچھی دکھائی دیتی ہے ۔
(۲) اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۔	جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہین رکھتے ہین ۔ دنیاوی زندگی مین خوش ہین ۔
(۳) اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَقۡدِرُ ؕ وَفَرِحُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ؕ وَمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ؕ	خدا جسکا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے اور لوگ خوش ہوتے ہین دنیاوی بہبودگی سے مگر دنیاوی زندگی آخرت کی بھلائی کے نزدیک کچھ نہین ہے ۔

اے مسلمانون اس سے بچو تم مین بھی فی زمانہ یہی حال ہو رہا ہے کہ دنیاوی ترقی اور اسکی فوق البصر کی اور شان و شوکت کو معجزہ ترقی کا سمجھا جا رہا ہے

اسی کی فکر اور پریشانی مین مبتلا ہوگئے ہو دوسرون کی ترقی کو دیکھکر رشک کرتے ہو یہ بُری علامت بیماری کی ہے۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورۂ آل عمران کے تیسرے رکوع مین۔ کہ دنیا صرف دار الامتحان ہے۔ اس آزمائش کے لیے کسی کو اونچا بناتا ہے اور کسی کو نیچا کرتا ہے۔ اور خدا نے سورۂ بقر رکوع ۲۶ مین فرمایا ہے کہ "کیا تم گمان کیے ہوئے ہو کہ تم جنت مین داخل ہو جاؤ گے حالانکہ انکی حالتین جو تم سے پہلے گذر گئے ہین ویسی ہی ہے ابھی تک تم کو تجربہ سختی کا نہین ملا ہے انکو سختیان اور تکلیف بیحد پہونچی اور ذلیل و خوار بھی بنائے گئے یہانتک کہ رسول اور اُنکے پیرو مومنین بیساختہ پکار اُٹھے کہ مدد کب آئیگی تو خدا نے جواب دیا کہ اللہ کی مدد قریب ہے" معلوم ہو گیا کہ دنیا گھر امتحان کا ہے۔ خدا نے فرمایا ہے۔

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ

افسوس ہے منکرون کے سخت عذاب پر یہ وہ ہین جو بمقابلہ آخرت کے دنیاوی زندگی کو زیادہ پسند کرتے ہین (یعنے دنیا کو دین پر مقدم کیے ہوئے ہین) اور لوگون کو خدا کی راہ سے روکتے ہین اسطرح کہ اسمین کجی ڈھونڈتے ہین یہی لوگ بالکل گمراہی مین ہین۔

امتحان اسی کتاب قرآن مین ہوگا۔ عمل اُسی کے مطابق دنیا مین ہونا چاہیے اس زمانہ مین مسلمانون کا بالکل حوصلہ و تمنا دنیا طلبی ہے۔ مذہب ایک چیز فضول سمجھا جا رہا ہے۔ اعتراضون کی بوچھار ہے۔ گمراہی کے خیالات بالکل بھرے

ہوسے ہین جنکو دنیاوی کامیابی و فارغ البالی ہورہی ہے غرور و تکبر مین بھرے ہوئے ہین اور دوسرون کو رشک و حسد سے نجس بنائے ہوسے ہین چونکہ دنیاوی زینت کے خواہشمند ہورہے ہین۔ روحانی قوت کی مدد کے بالکل خواہشمند نہین ہین ایسے لوگون کیلیے خدا نے فرمایا ہے سورۂ نجم رکوع ۲ مین۔

(۱) فَاَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا
وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا
ذٰلِکَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ
الْعِلْمِ۔

جو لوگ میری یاد سے مُنھ پھیرتے ہین اور دنیاوی زندگی کے خواہان ہین تو ایسے لوگون سے پرہیز کر یہ اس سبب سے ہے کہ انکے علم کی رسائی یہین تک ہے یعنے دنیا۔

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَهُمْ
اَعْمَالَهُمْ
فَهُمْ
یَعْمَهُوْنَ

وہ لوگ جنکو آخرت کا یقین نہین ہے اُنکو دنیا کی زینت کو اچھا اچھا بنا کر دکھایا ہے تاکہ اُسکے کام مین پھنسے رہین غفلت مین یہی سب کچھ ہے پھر وہ لوگ حیران و پریشان و خراب پھرتے ہین بعض کو وہ بھی حاصل نہین ہوتا ہے۔

(۳) مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا
نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَهُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ
اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ
وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝
(۴) مَنْ کَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ
ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط (سورۂ ہود رکوع ۲)

جو کوئی دنیاوی زندگی اور دنیاوی زینت کی نیت رکھتا ہے تو ہم اُسکے اعمال کا بدلہ دنیا ہی مین پورا کر دیتے ہین وہ یہان نقصان مین نہین رہتا ہے مگر یہی لوگ ہین جنکے لیے آخرت مین جہنم کی آگ کے سوا کچھ نہین ہے جو کوئی چاہتا ہے ثواب دنیا کا پس خدا کے پاس ثواب دنیا اور آخرت دونون کا ہے۔

(۵) مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ٥

جنکی نیت آخرت کی کھیتی کی ہوگی تو اُسکی کھیتی مین ہم زیادتی کرینگے یعنے آخرت کے ساتھ دنیا بھی دینگے اور جسکی نیت دنیا کی کھیتی کی ہے تو اُسے ہم دنیا تو دینگے مگر آخرت مین کچھ حصہ اسکا نہوگا۔

مسلمانون کیلیے لازمی وکلیہ ہے کہ دین و دنیا دونون کی ترقی کا حوصلہ رکھین اور انکی کوشش مین رہین۔ مسلمانون کے خواہشات یورپین کی دنیاوی ترقی کیطرف ہو رہے ہین اُنکی روش پر چلنے کو مائل ہو رہے ہین۔ انکی ترقیات کے علم کو ضرور حاصل کرین اس سے خدا کو پہچانتا ہے۔ مگر دین مین اُنکی روش پر نہ چلین اُنکے بُرے اخلاق کو نہ سیکھین۔ حصول دنیا مین انکی تتبع کرین۔

آنحضرت صلعم نے بھی غیر مذہب کی اتباع کی تھی جنگ خندق مین۔ خندق کا طریقہ لڑائی ایران کا تھا اور حضور عالی نے بھی اُسکے مطابق کیا۔ ماسوا اسکے ایک بار ایک صاحب اپنی پگڑی کافر کیطرح باندھکر حاضر ہوے حضور نے منع کیا اور فرمایا کہ کافرون کے شمار مین آجاؤگے۔ کافرون سے بہت نفرت تھی۔

دوسرے شخص پگڑی مثل مشرک کے باندھکر آے اسمین کوئی مضائقہ نہین ہے یہ اہل کتاب کا طریقہ ہے بلکہ خود بھی مثل یہودی کے کبھی پگڑی باندھ لیا کرتے تھے۔ (واقدی)

مسلمان یورپین ترقیات کے متبع ہون اور اسکے لیے کوشش کرین۔ مگر صرف فرق یہ رکھا جاوے کہ یورپین قوت مادیت کا حوالہ دیتے ہین۔ مسلمان کو لازم ہی کہ قوت ربانی کے طفیل سے اور ساتھ اپنی کوشش کے حاصل کرے اسکے لیے

ضرورت ہے کہ جو قانون ربانی بتائے اُسکی راہ چلے جب ہی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ جن حضرات میں ترقی ہے وہ باطن سے بھی ویسے ہو گئے ہیں۔ اس کتاب نے تشخیص وحشر کے علامات کو ناظرین کے سامنے پیش کر دیا اور حالت مرض کی معلوم ہو گئی اب کیا نتیجہ ہونے والا ہے ظاہر کیا جاتا ہے۔

حشر کے معنے آئندہ کے حالات کی انتہا۔ اور آئندہ کے ہونے والے کو قبل از وقت بیان کرنا یہ غیبی قوت سے تعلق رکھتا ہے یہ قوت صرف خدا تعالے کو حاصل ہے کسی نبی کو بھی یہ قوت نہیں عطا کیگئی۔ اسلیئے کسی شخص کی مجال نہیں ہو سکتی ہے کہ آنیوالے واقعے کو بیان کرے۔ مگر ظاہر حالت سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ خدا تعالے نے سورۂ نسار رکوع ۲ میں فرمایا ہے یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا۔ یعنے چاہتے ہیں پس تحقیق کہ پکڑیں کہ اُسکے درمیان میں نئی راہ (یعنے ایک نیا مذہب درمیان کفر اور اسلام کے نکالیں) خدا تعالے نے حالت کو ظاہر کر دیا اس حکم سے۔ پیشنر در۔ جو کہ صحت و بیماری کا پیشہ کرتا ہے وہ علامات اور عضو کے عدما دُنیت کے ساتھ پشینگوئی انتہا کی کر سکتا ہے۔ ہوس دنیا نے اسلام کو نہایت متعدی و کہنہ بیماری میں اُسکے پیروں نے مبتلا کر دیا ہے۔ بیماری کہنہ ہوتی جا رہی ہے بغیر اصلاح کے دفعیہ بیماری مشکل ہے۔ دوسری نسل تک صرف نام اسلام کا رہ جائیگا کارگزاری زیادہ مادیت یعنے دنیا پرستی کی ہو جائیگی مگر ایسا نہو گا کہ جیسا قبل زمانہ اسلام کے یعنے بالکل بت پرستی یا خدا کا بیٹا قائم کر لینا۔ اسکا محافظ قرآن مجید ہے۔ مگر جو قوتیں صرف خدا کیلیئے خاص کی گئی ہیں اُسمیں شریک بنا دینگے بوجہ رجحان مادیت کے۔

مذہب یا عبادت بصورت پرستش کے ہوجائیگی یعنے بزرگون کے نامون کی پرستش ہوگی۔ مثلاً مادیت بزرگان دین کی قبرپرستی پیرپرستی زیادہ ہوجائیگی اور قرآن مجید بھی کتاب پرستش کی ہوجائیگی (جیساکہ مذہب سکھ کرتے ہین) انواع قسم کی اخلاقی بیہودگیان جنکو اسلام نے منع کیا ہے عام طور پر مروج ہوجائیگا۔ جنکے دل مین اصلی درد اسلام ہی انکو لازم ہے کہ غافل نہون اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے رہین یعنے علاج کی طرف کوشش کرین۔

خدائے تعالےٰ نے دنیا کو بنایا ہم لوگون کیلیے اور خدا روزی دینے کا ذمہ دار ہی مگر آسمان سے نہین گرا دیتا ہے۔ اُسکا حکم ہے تلاش کرکے حاصل کرو۔ ہم لوگونکے سردار پیغمبر صلعم نے دین و دنیا دونون کے اعمال کو کرکے دکھلایا اور سکھلایا۔ (دیکھو سوانحعمری باب دوم) حضور عالی نے اپنی زندگی مین ہر قسم کی دنیاوی زندگی گذاری امارت۔ تجارت۔ زراعت۔ سلطنت۔ بلاغت۔ عدالت۔ سپہ سالاری۔ فقر۔ فاقہ عاجزی و انکساری ایسی زندگی کسی کو حاصل نہین ہوتی کہ ہر قسم کی زندگی کا نمونہ لیے ہوے تھے یہی بہت بڑا معجزہ خدائے تعالےٰ نے عنایت کیا تھا اخیری حصہ دنیا کیلیے۔ خدا کو معلوم تھا کہ رنگ دنیا کا کیسا کیسا ہوگا اُسی کے مطابق پیغمبر کو دین و دنیا دونون کو سکھاوے اور یہی معجزہ قرآن کا بھی ہے دونون قسم کی زندگی کو سکھاتا ہے۔ ہم مسلمانون کو لازم ہے اور ضروری ہے کہ انھین دو تعلیم کے مطابق اپنا عملدرآمد رکھین۔

خدا نے ہمکو مشکل دین نہین دیا ہے بلکہ بہت آسان ہے صرف خیال سے پابند ہونے کی ضرورت ہے اسلیے استقلال اور ضبط کا رکن ضروری ہے اسی سے

خدا راضی ہوتا ہے اور یہی ذریعہ بھلائی دین و دنیا کا ہے اَللّٰہُ الْقَآئِمُ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا
کَسَبَتْ اللہ دنیا و دین کو قائم کیے ہوے ہے کل لوگون کے اپنے اپنے اعمال و افعال سے
جیسا اعمال ہے ویسا پاتے ہین۔ اس زمانہ مین امت محمدی حصول زینت دنیا کی فکر مین
یا مشغولیت مین محو ہو رہے ہین اور شیطان کے مطیع ہوگئے ہین۔ سورۂ انفال رکوع ۲۔
شیطان نے خدا سے کہا۔ جیسا تو نے ذلیل کیا ہے مین بھی تیرے بندون کی تاک مین
بیٹھونگا سیدھی راہ (اسلام) سے بہکانے کو اور انکے آگے پیچھے داہنے بائین ہونگا انمین کے
اکثر کو شکر گذار نہ پائیگا۔" مطلب:۔ آگے ہونگا یعنے قیامت وبہشت و دوزخ کو
بھلا دونگا پیچھے سے یعنے دنیا کو انکی آنکھون مین آراستہ دکھاؤنگا۔ داہنے۔ سے یعنے جو
بندے تیری نعمت پائے ہوے ہونگے انکو مغرور بناؤنگا۔ بائین۔ یعنے برے کامون
کو انکے دل مین شیرین بناؤنگا۔ ان اعمال سے تیرے بندون کو نکما بناؤنگا یعنے
فاسق ہونگے۔

ناظرین کے دماغ مین غالبًا خیال پیدا ہوگا یہ صدی کا زمانہ ویسا ہی ہے جیسا کہ قبل
نبوت آنحضرت صلعم کے عرب مین ظہور مین آیا تھا۔

علاج امراض باطنی

انتہائے عارضہ کو دیکھکر مایوسی کامیابی مین ضرور ہے۔ مگر رحمت باری تعالیٰ سے
نا امید نہونا چاہیے کافر نا امید ہوتے ہین۔ ابھی مسلمان اس حد کو نہین پہونچے ہین
علاج کی طرف کوشش کی جائے۔ علاج کو خدا نے تعالےٰ نے بتادیا ہے۔ سورۂ
یونس رکوع ۶ مین ہے۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ -	اے لوگو تمہارے پاس رب کی طرف سے نصیحت آئی ہے (قرآن) جو کہ تمہارے مرض باطنی کیلیے علاج و شفا ہے۔ اور مومنون کیلیے باعث ہدایت و رحمت (کہدو اے محمد) یہ قرآن مجید اللہ کا فضل اور اسکی رحمت مومنون کیلیے ہے۔

اس فرمان الٰہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے امراض باطنی کے لیے نسخہ دیدیا ہے۔ اسکے استعمال سے شفا حاصل ہوتی ہے علاج کی کامیابی کے لیے شرط کی ضرورت ہے۔ ایک توجہ مریض کی دوسرے معالج کی ہدایت کے مطابق پیروی کرنا۔ معالج چند ہدایتین دیتا ہے۔ ایک دفعیہ کسافت (یعنے توبہ و استغفار) دوسرے پرہیز مہیا ہے۔ تیسرے استعمال نسخہ یعنے دوا کا اپنے وقت پر۔ چوتھے تدبیر یعنے انگریزی مین جسے نرسنگ کہتے ہین یا تیمار داری۔

خدائے تعالےٰ نے جو نسخہ اعراب کو دیا سورہ حجرات رکوع ۲ مین ہے (گذشتہ ورق مین یہ نسخہ لکھا گیا ہے) اس زمانہ کی بیماری کیلیے بہترین نسخہ ہے۔ یہ خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ جب تک بیماری کی کسافت کو دور نہ کریںگے اور پرہیز نہ کیجیے کوئی علاج مفید نہو گا۔ حکیم کسافت کو دفع کرنے کیلیے جلاب دیتے ہین۔

دفعیہ کسافت (توبہ و استغفار) یہ کیا ہے خدا کے سامنے اپنے گذشتہ برے اعمال کی معافی مانگنا اور توبہ کرنا آئندہ کیلیے۔ اسکے لیے خدائے تعالےٰ نے دروازہ کھول رکھا ہے۔ یہ دروازہ بند ہو جاتا ہے اسکے لیے جو شخص وقت مرگ درخواست کرتا ہے۔ کتابون مین دیکھا گیا ہے کہ ایک سو بیس برس قبل وقوعہ قیامت کے یہ دروازہ

بند ہو جائیگا واللہ اعلم (اس بیان سے مصنف ذمہ دار ہین) قیامت اچانک آ جائیگی بہرحال توبہ زبان سے بولنا اور اعمال مختلف۔ یہ بالکل مفید نہین زبان اور اعمال دونون ایک ہونے چاہیین۔ یعنے اپنی اصلاح کرے اسی کو خدائے تعالے نے فرمایا ہے۔ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ توبہ کرلین اور اصلاح کرلین اور حق کو ظاہر کردین۔ پس ایسے لوگون پر ہم متوجہ ہوجاتے ہین۔ ہم بہت مہربان توبہ قبول کرنیوالے ہین۔ توبہ ایسی ہووے کہ جس فعل کو وہ کرتا ہے اُس فعل سے اُسکو نفرت ہوجاوے۔ اسی کو توبہ خالص کہتے ہین۔ بعد اُسکے اپنے وقتی ضرر کا خیال نہ کرے۔ خدا کے خوف کو اور حکم کو اُسپر مقدم سمجھے۔ مثلاً سود خوار ہے سود کے نہ لینے سے اُسکا ظاہرہ نقصان ہے مگر خدا کے خوف اور حکم کے سبب سے نقصان کو گوارا کرتا ہے اسی کو خدائے تعالے نے فرمایا ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ

اے مومنو خدا کی طرف اپنے گناہون سے توبہ کرو توبہ ایسی کرو کہ پھر بُرے کام کے کرنیسے نفرت ہوجاوے

عوام الناس مین غلط فہمی بہت زیادہ ہورہی ہے بابتہ قبول دعا و استغفار کے یہ کتاب مسئلہ کو حل نہین کرتی ہے یہ فرائض علمائے دین کا ہے۔ خدائے تعالے نے فرمایا ہے۔

مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

تحقیق جس کسی نے گناہ یا بُرائی کی جہالت سے یا ناواقفیت سے پھر توبہ کی بعد اسکے اصلاح کی یعنے اُن برائیون کو چھوڑدیا تب خدائے تعالے مہربان بخشش کرنیوالا ہے۔

یہان پر مسئلہ حل کرنے کا ہے کہ جو بُرائی جہالت اور ناواقفیت سے ہوتی ہے پھر اسکو نہین کرتا ہے تب اسکو خدائے تعالےٰ معاف کریگا۔ اس زمانہ مین جتنی بُرائیان ہو رہی ہین وہ واقفیت سے ہوتی ہین۔ یعنے خدا سے ڈھیٹ بنکر بُرائی کرتا ہے توبہ بھی کرتا ہے اور استغفار بھی مگر افعال بد کو چھوڑتا نہین کرتا چلا جاتا ہے ایسی توبہ اور استغفار بیکار ہے۔ زمانہ کے عام خیال کے مطابق اکثر یہی خیال دل مین پیدا ہوتا ہے کہ جب ضعیفی آویگی تب توبہ کرلینگے۔ ابھی اپنے خواہشات کے غلام بنے رہین یہانتک کہ اچانک موت آجاتی ہے اور مرتے وقت توبہ نصیب نہین ہوتی۔ سورۂ نسار رکوع ۳ مین ہے۔

(۱) إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

پس تحقیق کہ خدا نہین قبول کرتا توبہ جو جان کر بُرائی کرے مگر جو شخص بُرائی کرتا ہے ناواقفیت سے پھر توبہ کرلیتا ہے اور اسکے قریب نہین جاتا ہے (ایسی حرکت سرزد نہین ہوگی) پھر تو توبہ کو قبول کرلیتا ہے اسکی۔

دوسری آیت اسی سورہ کی۔

(۲) وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ط

اور ایسے کسی کی توبہ قبول نہین ہوتی جو کہ بُرائی کو کیے جاتے ہین جبتک موت سامنے آگئی (یعنے مرتے دم تک بُرے کام کو نہ چھوڑا) مرنے کے وقت توبہ قبول نہین ہوتی ایسے ہی لوگ کافر مرتے ہین۔

سورهٔ توبہ رکوع ۱- مین ہے -

(٣) فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ

پس تحقیق کہ اگر توبہ کی تم نے برائیون سے - پس بہتر ہے تمہارے لیے اور اگر لاپرواہی کی تم نے توبہ سے اور برائیون کو نہ چھوڑا پس تحقیق کہ تم عاجز نہ کروگے خدا کو -

سورہ فرقان رکوع ۵ قرآن مین دیکھا جاوے توبہ و استغفار کا فائدہ بہت زیادہ ہے خدا نے فائدہ کو بتادیا ہے سورهٔ ہود مین -

اَسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ

اپنے رب سے بخشش مانگو کہ تمہارے گناہ گذرے ہوے بخشدے پھر توبہ کرو طرف اسکے (گناہ نہ ہووے) تو اللہ تم کو بہت اچھی طرح رکھیگا اور اپنا فضل زیادہ تمہارے اوپر بڑھائیگا یعنے دین و دنیا دونون اچھا ہوگا -

اس زمانہ کے ہندوستانی مسلمانون مین ہر قسم کی برائیان آگئی ہین اور اُنکو ہنر سمجھکر کرتے ہین - یہ کسافت قلب مین ایسی منجمد ہوگئی ہے کہ اُسکے دور کرنے کیلیے بہت زمانہ چاہیے - مگر صبر، استقلال و ثابت قدمی کے ساتھ عمل کیے جاوین تو ضرور کامیابی ہوگی - مگر بغیر دور کیے ہوے گندگی کے عمل مفید نہوگا - یہ بالکل ویسا ہی ہے کہ اگر مریض کا پیٹ خراب ہے اور اسمین مادہ جمع ہے جبتک مادہ کو دفع نہ کرلیا جاوے تب تک دوا مفید نہین ہوتی - اس زمانہ کے مسلمانون کی عبادتون کو ویسی ہی سمجھا جاوے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے مثال مین دیا ہے -

مثال خدا" باران رحمت کے ذریعہ سے خشک اور مردہ زمین مین تازہ درخت اُگاتا ہے۔ مگر باران رحمت کا اثر تمام زمین پر یکسان نہین ہوتا ہے" یعنے زمین اچھی ہے تو اُسمین پیداوار اچھی ہوتی ہے۔ اگر زمین خراب یعنے کنکر سے بھری ہوئی ہے تو اُسمین پیداوار نہین ہوتی ہے۔ بہتیرے لوگون کی عبادتون کو اسی طرح پر خیال کیا جاوے۔ قرآن مجید سے مومن ومشرک و فاسق کو یکسان فائدہ نہین پہونچتا جو شخص باطنی بیماری سے پاک ہے (گندگی نہین ہے) اُسکے لیے یہ نسخہ قرآن مجید کا تیر بہدف ہوتا ہے۔ باوجود گندگی کے بھی اگر نسخہ کی دوا ہوشیاری سے استعمال کی جاوے تب بھی گندگی کی جڑ کو اُکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ یعنے اُس سر زمین سے کنکر اُکھاڑ کر پھینک دینے سے اُس زمین مین پیداوار اچھی کر دیتا ہی کنکریلی زمین کے میدان صوبہ متحدہ مین کثرت سے پائے جاتے ہین جو اکثر ہرن کی چراگاہ ہوتے ہین اور شکاریون کیلیے بہترین شکارگاہ ہین۔ اُسی طور سے زنگ (کنکر) بیٹھا ہوا قلب (کھیت) پر انسان کے شیطان کی کھیتی بنی ہوئی ہے اور بُرا عمل کا شکارگاہ ہے۔ خدائے تعالےٰ نے اپنے کلام پاک کے کوئی صفحے اور کوئی ورق کو خالی نہین رکھا ہے دو احکام سے جو کہ گذشتہ ورقون مین بیان کیا گیا ہے یعنے تقوی القلوب وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یہ احکام لابدی وضروری ہین اسی لیے تاکیداً ہر صفحہ مین درج کیا گیا ہے۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورہ اعلےٰ مین جسکو مسلمان بچپن سے پڑھتے ہین اور نماز مین بھی برابر پڑھا کرتے ہین مگر اسپر عمل نہین کرتے ہین قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۔ بیشک فلاح ہی اُسکو جسنے گندگی کو دور کیا اپنے قلب سے اور عبادت کی اپنے پروردگار کی صدق

دل سے ۔ یہ صاف ظاہر حکم ہی مگر عمل نہین ہی اسکی کیا وجہ ہے کہ دنیا کے لالچ کی قوت اسقدر زبردست ہے کہ غیبی ہدا کی پرواہ نہین ہے ۔ خدا نے فرمایا ہے سورۂ شوری رکوع ۴ مین ۔

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ ۔ | وہ لوگ جو پرہیز کرتے ہین اور بچتے ہین گناہ کبیرہ سے اور برے افعال سے ۔

اس زمانہ مین برائیون سے پرہیز نہین ہوتا ہے چونکہ شیطانی تعلق کا سامنا بہت زیادہ ہے ۔

پرہیز پرہیز واسطے دفعیہ بیماری کے لازم و ملزوم چیز ہے بغیر اسکے کوئی دوا فائدہ مند نہین ہوسکتی ہے ۔ خدا نے بہت آسان پرہیز بتایا ہے ۔ وَلَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۔ پرہیز کرو گناہون سے تو البتہ بدلہ پاؤ گے خدا کے پاس سے اچھا ۔ اس ملک مین تین قسم کا علاج ہے اور ہر علاج مین پرہیز علیحدہ علیحدہ ہے اُسکے اصول کا بیان اور سفارش کی جاتی ہے ۔

(۱) ویدک علاج کا پرہیز ہے کہ قطعی ممانعت ہر غذا سے کی جاتی ہے قریبًا فاقہ ہے ۔ ایسے پرہیز سے فاقہ ہوتا ہے ۔ اس پرہیز کو جوگی کرتے ہین یا راہب کرتے ہین یعنے سب نعمتون سے علیحدہ رہنا ۔ رہبانیت کو خداے تعالےٰ نے منع کیا ہے ۔ مسلمانون کیلیے بالکل بیکار ہے ۔

(۲) حکما کے علاج مین پرہیز ہے کہ جتنی غذا لذت کی ہوتی ہے اُنکو موقوف کر دیتے ہین ۔ صرف ایسی غذا دیتے ہین کہ جس سے زندگی قائم رہے ۔ اس پرہیز کو اہل تصوف برتتے ہین یعنے دنیا سے علیحدہ اسقدر نہین کہ رہبانیت کے درجہ مین آجاوے ۔

طرف المقدور دنیا سے تعلق رکھتے ہیں کہ خدا کی مانعت سے بچے رہیں۔ یہی اولیاء اللہ ہیں جنکے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے سورۂ یونس رکوع ۷ میں۔

آگاہ ہو اولیاء اللہ کو کچھ خوف و غم نہوگا قیامت کے دن۔	أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

پہچاننا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ اپنے ہر بندہ سے ایسی امید نہیں کرتا۔ خدائے تعالیٰ نے نعمتیں دنیا میں دی ہیں اور اُنکے لیے حکم حاصل کرنے کا ہے مگر ساتھ پرہیز کے [illegible] اسلام [illegible] اسکے لیے طریقہ انگریزی علاج [illegible] حاصل ہوتا ہے اس پرہیز میں قوت کو قائم رکھنے کا خیال رہتا ہے۔ (۲) انگریزی علاج میں پرہیز اسقدر ہے کہ جو اشیاء بیماری کیلیے مضر ہیں اُنسے پرہیز ہے۔ اس علاج میں قوت کا خیال زیادہ رکھا جاتا ہے۔ اسی لیے سخت پرہیز کیا جاتا نہیں کیا جاتا۔ غذائیں وہ کہ جو نقصان دہ ہیں اُنسے پرہیز رکھکر کل غذاؤں کا استعمال جیسے پہلے تھے منہیات شرعی ہیں جو کہ نہایت مضر ہوتے ہیں اُنسے پرہیز کیا جاتا ہے۔ [illegible] نہیں تو نار ہوگا اور اس پرہیز سے دین و دنیا دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ مصنف ڈاکٹر ہے اور انگریزی دواؤں سے علاج کرتا ہے اسی لیے اسی پرہیز کی فہمائش کرتا ہے۔ اسی پرہیز کو اگلے زمانے کے لوگ یعنی ابتدائے زمانۂ اسلام سے لیکر ایک ہزار برس ہجری تک کرتے رہے وہی لوگ فائدہ مند ہوتے رہے اور خدائے تعالیٰ انکی طرف متوجہ رہا۔ انکے مشکلات کو آسان کرتا رہا۔ اور ہر قسم کی امداد کرتا رہا۔ ان لوگوں کی قسمت و تقدیر کو عام طور پر حسب خواہش بناتا رہا۔ یہی ترقی کے وجوہات ہیں۔ یہانتک ہوا کہ ہر چہار طرف دنیا کے روشنی اسلام چمکتی رہی۔ سوال یہ ہے کہ اب کیوں فرق آگیا

باوجودیکہ علم وتصانیف واسطے حصول علم دین کے کثرت سے موجود ہیں باعتبار اگلے زمانوں کے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ اگلے زمانوں کے لوگوں کا قلب بالکل صاف تھا انمیں گندگی نہیں تھی یہ انکے سچائی قلب کی شہادت ہے کہ علم وتصنیفات وصحبت غیر مسلم موجود تھی مگر اپنے اعتقاد میں نہایت پختہ تھے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بھی ہر قسم کے مذہب کے لوگ موجود تھے اور انکی صحبت رہتی تھی مگر اسلام [illegible] قوت لوگوں کے دلوں میں ایسی مضبوط تھی کہ غیر مذہب کی صحبت کا اثر [illegible] پاتا تھا اور اسی کو خدائے تعالیٰ نے پسند کیا ہے تقویٰ القلوب [illegible] خدائے تعالیٰ ان لوگوں پر مہربان تھا۔ [illegible] رکوع ۵ میں۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّیُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

اے وہ جو ایمان لائے ہو اگر پرہیزگاری اختیار کروگے [illegible] اللہ سے، بیشک متفرق کریگا حق اور باطل میں امتیاز بناویگا دین اور دنیا میں اور دور کریگا برائی تمہاری [illegible] نفس سے اور بخشیگا تم کو۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یہ فرمان الٰہی حتمی ہے اس سے ظاہر ہوا کہ ایسے ہی دل اگلے زمانہ کے لوگ رکھتے تھے۔ یہ برکت قرآن مجید کے عمل سے حاصل تھی۔ اس زمانے کے مسلمانوں میں عمل قرآن بالکل غائب ہے۔ خدا کی طرف سے بالکل لاپرواہی ہے۔ خدا بھی لاپرواہ ہو گیا۔ نتیجہ عام بدبختی۔ رنج وغم ومشکلات میں مبتلا تاکہ بیدار ہوں۔ گھبرانے کا وقت نہیں ہے بلکہ شکریہ خدا بجالانے کا وقت ہے۔ خدائے تعالیٰ نے بہت سی نعمتیں عطا کی ہیں۔ اگر بھلائی منظور ہے مسلمانوں کو تب ضرور بیدار ہوجانا چاہیے۔ [illegible]

دور کرنا چاہیے۔ تاریخ بنی اسرائیل کی امت محمدی کے ساتھ دھرا رہی ہے۔

مختصر تواریخ بنی اسرائیل کی درج کی جاتی ہے اسلیے تاکہ پڑھنے والون کو واقفیت ہو اور ثابت کریگا دلائل تنزل کو۔

تواریخ بنی اسرائیل

امید کی جاتی ہے کہ بنی اسرائیل کی ہستی سے پڑھنے والے واقف ہونگے۔ عدم ناواقفیت کیلیے مختصر کیفیت درج کی جاتی ہے۔ اس قوم کی موجودگی حضرت یعقوب علیہ السلام جنکا دوسرا نام اسرائیل تھا یہ پوتے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہین حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے ایک بیٹے کا نام حضرت یوسف علیہ السلام تھا۔ مصر کی بادشاہت ملی حضرت یوسف اور کل خاندان کے لوگون نے مصر مین قیام کیا۔ بارھون بیٹون کے مصرف الگ پیرو ہوگئے جنکی وجہ سے بارہ فرقے بنی اسرائیل کے ہوگئے۔ فرقہ بندیون کی وجہ سے کمزوری ایمان مین آتی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مذہب کی قوم یعنے فرعونیون کو عروج ہوگیا یہانتک کہ خدائی کا دعوے کیا۔ اور بنی اسرائیل مبتذل حالت مین ہوگئے۔ یہ حالت تشابہ کرتی جاتی ہے اسوقت کے مسلمانون کے فرقہ بندیون سے اسوجہ سے اسلام مین بھی کمزوری آگئی۔ غیر مذہب کی قوم کا تسلط ہوگیا جیسے بنی اسرائیل فرعونی قوم کے غلام ہوگئے تھے ویسے ہی ہم لوگ بھی غلام بنگئے اور ہر قسم کے مصائب مین مبتلا ہوگئے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اولاد نرینہ بنی اسرائیل کی [illegible] بنی اسرائیل لاچار و بیکس تھے [illegible] جسکی وجہ سے افلاس بڑھتا جاتا ہے

اور جس سے جسمانی قوت زندگانی غائب ہوتی جا رہی ہے جو کہ دماغی اذیت ہو یہی آزمائش خدا ہے۔ فرعون کو خدا نے خوب ڈھیل دی کہ فرعون زیادہ ظلم کرے تاکہ بنی اسرائیل خدا کے سامنے زیادہ عاجزی کریں۔ خدائے تعالیٰ بڑا حکمت والا ہے۔ انہیں بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا اور قوم فرعون غرق اور تباہ ہو گئی اور بنی اسرائیل کو بادشاہت مصر و شام کی ملی۔ خدا نے وعدہ کیا تھا دو سلطنت دینے کا اس وعدہ کو ایفا کیا۔ قبل یافتنی بادشاہت کے بنی اسرائیل کی بڑی بڑی سخت آزمائشیں کی گئیں یہ چھوٹی کتاب ہے تاریخ لکھنے کیلیے کافی نہیں ہے

بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مدت تک بنی اسرائیل اچھے رہے وقت بادشاہت کے انکی نیت بگڑی مرض القلوب میں مبتلا ہوئے ہر قسم کی برائیوں اور نافرمانیوں کے مرتکب ہونے لگے۔ پھر خدائے تعالیٰ نے اُنپر ایک ظالم کافر بادشاہ جسکا نام جالوت تھا بادشاہ بنا دیا۔ اُسنے بنی اسرائیل کو لوٹا مار انکالدیا۔ وہاں سے بھاگ کر بیت المقدس میں پناہ لی اس زمانہ میں حضرت اشموئیل علیہ السلام پیغمبر تھے۔ بنی اسرائیل نے اُن سے درخواست کی۔ بنی اسرائیل میں سے ایک سردار (بادشاہ) بنا دیا جائے۔ تاکہ سب ملکر کافر بادشاہ جالوت سے خدا کی راہ میں لڑائی کریں۔ حضرت اشموئیلؑ نے کہا کہ تم لوگ نہیں لڑو گے دین کیلیے۔ بنی اسرائیل نے یقین دلایا اپنی آمادگی پر۔ حضرت اشموئیلؑ نے خدائے تعالیٰ سے التجا کی۔ تب خدائے تعالیٰ نے ایک برتن میں تیل اور ایک لانبا عصا بھیجا ساتھ اطلاع کے۔ اگر اجنبی گھر میں آوے اور تیل اُبلنے لگے اور عصا کے برابر ہووے تو وہی سرداری کے لائق ہے۔ ایک بھشتی بہت

لانا گھر کے اندر آیا اور تیل مین جوش آگیا اور پیمائش مین اُس عصا کے برابر ہوا۔
حضرت اشموئیل ع نے اسی کو سردار بنا دیا۔ بنی اسرائیل بہت خفا اور ناخوش ہوئے
کہ ان لوگون مین سے کسی کو سرداری نہین دیگئی حالانکہ انہین لوگ مالدار اور عزت
والے تھے۔ وہ بھشتی ایک بہت معمولی آدمی تھا۔ اس بھشتی کا نام طالوت تھا۔
بنی اسرائیل اسکی سرداری کو قبول نہین کرتے تھے۔ حضرت شموئیل ع نے فرمایا
کہ وہ سرداری کے لائق ہے چونکہ خدا کا حکم ہے بنی اسرائیل نے کہا کہ اگر اور کوئی
نشانی دکھلائی جاوے تب ہم قبول کرینگے۔ حضرت اشموئیل ع نے خدا سے پھر
التجا کی تب خدائے تعالے نے حضرت موسٰے علیہ السلام کے تبرکات کا صندوق
جسکو فرشتے اٹھائے گئے تھے عطا کیا۔ تب بنی اسرائیل راضی ہوے۔ طالوت نے
فوج تیار کی۔ فوج کو لیکر طالوت لڑنے کو روانہ ہوے۔ زمانہ گرمی کا تھا
طپش بہت پڑ رہی تھی پیاس کی شدت سے بہت پریشان ہو رہے تھے اتفاقیہ
ایک ندی راستہ مین ملی طالوت نے حکم دیا کہ ایک چلو پانی سے زیادہ نہ پیا جائے
ایسا ہی کیا گیا پھر آگے کوچ مین بڑھے پھر پیاس کی شدت سے پریشان ہوے
طالوت نے کہا یہ خدا کی آزمائش ہے۔ پھر ایک ندی راستہ مین ملی وہی حکم کیا جو
پہلے حکم کیا تھا یعنے ایک چلو پانی سے زیادہ نہ پیا جاوے۔ تھوڑے لوگ صرف
ایک چلو پانی پیکر رہگئے مگر زیادہ لوگون نے فوج کے خوب پانی کو پی لیا نافرمانی
کی۔ جنھون نے ایک چلو پانی پیا تھا وہ ندی کے پار ہو گئے اور جنھون نے زیادہ
پانی پیا تھا وہ ندی کے پار نہو سکے۔ ایک چلو کے پانی پینے والے بہت کم تھے
اسلیے طالوت کی فوج کم ہو گئی۔ اور جالوت کی فوج بہت بڑی تھی۔ اس چھوٹی

فوج طالوت کی بڑی فوج جالوت کو دیکھکر خوف زدہ ہوگئی۔ طالوت نے اسی چھوٹی فوج سے جالوت کی بڑی فوج کا مقابلہ کیا اور شکست دی۔ جالوت مارا گیا بادشاہت حاصل ہوئی نصیحت۔ بنی اسرائیل اس آزمائش مین نکمے ٹھہرے۔ آزمائش کو صبر اور تحمل سے ادا نہین کیا۔

دوسری آزمائش بخت نصر بابلی نے بیت المقدس کو لوٹا اور خراب کیا۔ اور توریت کو جلا دیا۔ جنکو توریت یاد تھی اُنکو قتل کر دیا اور بقیہ کو قید کیا۔ اسمین حضرت عزیر بھی قیدی تھے۔ بخت نصر اسقدر ظلم کرتا تھا کہ شاہ فارس نے حملہ کیا اور بخت نصر کو ہلاک کیا۔ تب حضرت عزیر نے قید سے رہائی پائی۔ راستہ مین ایک سو برس کے لیے خدا تعالےٰ نے حضرت عزیر کو موت دی۔ حضرت عزیر کی موت کی کیفیت لوگون کو معلوم ہے حاجت لکھنے کی نہین۔ جب حضرت عزیر زندہ ہوے اور قوم کے پاس آئے تو قوم نے انکو آزمایا کہ توریت کو جانتے ہین یا نہین۔ اُنھون نے تمام توریت کو لکھ دیا۔ ایک نسخہ توریت کا چھپا ہوا تھا وہ ملا اس سے ملایا گیا تو بالکل ٹھیک پایا گیا۔ قوم نے بہت تعجب کیا اور حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا مانا۔

سورۂ بقر رکوع ۲۶ مین خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل سے "پوچھو کہ ہم نے کتنی ظاہر نشانیان اُنکے پاس بھیجین۔ جو کوئی اللہ کی نعمت پاکر اُسے بدل ڈالیگا تو اللہ کی مار بہت سخت ہے"۔

سورۂ نور رکوع ۵۔ یہودی حضرت عزیر کو اور نصاریٰ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ خدا کو چھوڑ کر اپنے علما اور مشائخین کے فرمانبردار ہونے لگے اور انکی پرستش کرنے لگے اور اُنکے کہنے پر چلنے لگے۔ وہ لوگ حلال کو حرام اور حرام کو

حلال مثلاً سود خواری و بدعت وغیرہ وغیرہ کو جائز بنایا اور اُنکو سجدہ و رکوع کرنے
لگے حالانکہ سوائے معبود واحد کے دوسرے کی عبادت ساتھ سجدہ وغیرہ کے کرنیکا
حکم نہین تھا۔ اسی کو خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورۂ توبہ رکوع ۵ مین اِتَّخَذُوْا
اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ٹھہرایا عالم اور مشائخین درویش
کو اپنا مربی خدا کو چھوڑ کر۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے دو بیٹے حضرت اسمٰعیل
اور حضرت اسحٰق علیہما السلام تھے حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے حضرت یعقوب عرف
اسرائیل تھے۔ بنی اسرائیل (یہود) حضرت اسرائیل علیہ السّلام کی امت مین ہین
اور ہم لوگ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی امت مین ہین۔ تو اب تاریخ بنی اسرائیل
و بنی اسماعیل پر غور کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ تاریخ بنی اسرائیل دوہرا
رہی ہے تاریخ بنی اسماعیل کے ساتھ۔ دونون چچا زاد بھتیجے تھے ترکہ برابر ہونا چاہا
اگرچہ امت محمدی اُس حد کو نہین پہونچی ہے مگر قریب قریب پہنچتی جا رہی ہے
آئندہ زمانہ مین دونون تاریخین برابر ہو جائینگی۔ یہ حکم الٰہی قرآن پر درج ہے
اس زمانہ مین مسلمانون کے قریب قریب مصداق ہے یعنے پیر پرستی۔ قبر پرستی
و فرمانبرداری ہو رہی ہے اور کلام پاک کے مطلب مین بھی تفرقہ ڈالا جا رہا ہے۔
مگر ابھی کچھ فرق ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگون کے پاس کلام پاک کی عبارتین
محفوظ ہین۔ اور تصدیق القلب والے لوگون کیلئے تعلیم ہے۔ شاید آئندہ کی
نسلون مین اسکا ترجمہ ہوتا جاویگا اسمین رد و بدل ہو جائے تو تعجب نہین ہے
جسکو آنحضرت صلعم نے اپنی پیشینگوئی مین فرمایا ہے قرآن نہین رہیگا۔ اسکے
مطلب کیا ہین۔ مثل توریت و انجیل کے ہو جاویگا۔ یعنے مختلف زبانون مین

ترجمہ ہوگا اور اسکا فہم اس زبان کے فہم کے مطابق ہوگا۔ جیساکہ انجیل و توریت مین ہوگیا۔ اور اسی کو لوگ پڑھینگے اور مطابقت کرینگے۔ آنحضرت کی جتنی پیشین گوئیان تھین وہ اس زمانہ کی موافقت کررہی ہین۔ آنحضرت صلعم نے پیشین گوئیان کی ہین اسی بنی اسرائیل کی تواریخ کو دیکھ کر۔ تاریخ دُہراتی ہے تاریخ کو۔ دینی بھائیو۔ اسوقت جو کچھ ہو موحد ہو مشرک نہین ہو مگر مرض مین مبتلا ہو۔ اپنے درستگی کی فکر کرو۔ اس سخت آزمائش مین اپنے کو ثابت قدم رکھو۔ دنیاوی لغویات و طمع کو چھوڑو جب اس طمع کو زیر نہین کروگے ھُوَ سَمّٰکُمُ المُسْلِمِیْنَ نہین ہوسکتے ہو۔ ان فرمان الٰہی پر غور کرو جو کہ درج کیا جاتا ہے۔

(۱) اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّکُمُ اللّٰہُ بِشَیْءٍ	ایمان والے کو خدا آزماتا ہے ساتھ کسی شے کے یعنے کسی طور سے مثلاً تکالیف و مصائب کے (اسوقت یہ آزمائش موجود ہے)
(۲) لِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّخَافُہٗ بِالْغَیْبِ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ٥	خدائے تعالےٰ معلوم کرنا چاہتا ہے۔ کہ غیبی خدا سے کون بندہ ڈرتا ہے جو کوئی آزمائش پر بھی زیادتی کرے تو اسکو عذاب سخت ملیگا۔
(۳) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا ٥ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا	بس فلاح پائی جسنے اپنے کو پاک رکھا (یعنے نفس کو برائیون سے یا نا فرمانیون سے پاک رکھا) مقرر خراب اور بدنصیب ہوا جسنے خاک مین ملایا احکام الٰہی کو

(یعنے اپنے نفس کو برائیون کے کرنے سے نہ روکا۔ یعنے نفس کا رجحان ایسی زبردست کہ احکام الٰہی کا خوف دل مین نہ رہا۔)

بیشک برائی شروع مین اچھی معلوم ہوتی ہے مگر اسکا نتیجہ خراب ہے۔ اس برائی کی ترغیب سے بچنے کی ضرورت ہے۔ شیطانی عمل بہت مرغوب ہوتا ہے۔ ان فرمانون سے ظاہر ہے کہ پرہیز کرو تو اچھے رہوگے۔ بدپرہیزی کروگے برے رہوگے۔ اسکا نمونہ اس زمانہ مین موجود ہے۔ اسیوجہ سے مسلمانون کی حالت روز بروز زردی ہوتی جارہی ہے۔ اور خدا لاپرواہ ہوگیا۔ اور آزمائش کے مصائب مین مبتلا کر رہا ہے اور اس سے مسلمان غافل ہو رہے ہین۔

دینی بھائیو۔ اپنے کو بیدار کرو۔ خدا تعالے نے اپنے کلام پاک کے ذریعہ کثرت سے وعدہ بھلائی کا مسلمانون کو کیا ہے۔ خدا تعالے اپنے وعدہ کے برخلاف نہین کرتا۔ مگر اپنے وعدہ کے ایفا کرنے کیلیے شرائط ہین۔ اب فرمان الٰہی پر غور کیا جاوے جنمین خدا کا وعدہ ہے۔ مگر ہم لوگ محروم ہین۔

سورۂ انبیاء رکوع ۲۔

(۱) وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ	اور جو کوئی ذرا بھی اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوکر ڈرا۔ اور اپنے جی کو یا خواہش کو یا لالچ کو روکا اُسکے لیے جنت جگہ ہے۔
(۲) ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ	پھر خوف رکھا پھر ایمان رکھا۔ پھر پرہیزگاری کی برائیون سے اور اچھا کام کیا۔ خدا دوست رکھتا ہے اچھے کام کرنے والون کو۔

سورۂ یونس رکوع ۷۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۙ	وہ جو ایمان والے ہین اور برائیون سے پرہیز کرتے

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

ہین اُنکے لیے خوشخبری ہے کہ دنیا وی زندگی اور آخرت مین بھلائی ہے اللہ کچھ فرق نہین کرتا ہے اپنے کلام مین اور یہ بہت بڑی مراد یا کامیابی ہے بندہ کیلیے۔

خدا تعالےٰ نے کتنے نبی اور کتابین نازل کین اسواسطے نہین کہ ہر امت کو جدا جدا راہ بتادے بلکہ سب پیغمبرون کی امت کو ایک ہی راہ بتائی گئی تھی جب وہ امت اس راہ سے بھٹکی تو اور پیغمبر کو خدا تعالےٰ نے بھیجا اور جب اس کتاب سے بھکے تو اور کتاب بھیجی۔ خدا تعالےٰ ایسا ہی کرتا رہا۔ صرف ایک ہی دین کو قائم رکھنے کیلیے۔ مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے انسان کی تندرستی ایک شئے ہے اور بیماریان تندرستی کو خراب کرنے کیلیے بیشمار ہین۔ جب ایک مرض مین مریض گرفتار ہوا اسکے مطابق دوا و پرہیز طبیب بتاتا ہے۔ جب پھر دوسرے مرض مین گرفتار ہوا تو دوسری قسم کی دوا اور پرہیز اسکے موافق بتایا جاتا ہے۔ اسی طور سے مختلف نبی اور کتاب آتی گئین۔ یہ آخری کتاب کہ اسکے بعد دوسری کتاب نہین آنیوالی ہے اسلیے سب مرضون سے بچنے کیلیے اور ہمیشہ کیلیے جبتک دنیا قائم ہے نسخہ جات دیے گئے ہین۔ یہ آخری کتاب کیمیا ہے (قرآن شریف) اسمین نسخہ جات مجرب درج ہین پرہیز کے ساتھ عمل مین لانے کی ضرورت ہے۔ عمل کے بارے مین خدا تعالےٰ کا حکم ہے۔ سورہ بقرہ رکوع ۲۸۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور مت ٹھہراؤ خدا کی آیتوں (قرآن) کو ہنسی یا مذاق [illegible] (ہنسی ٹھٹھا نہ کرو) اور یاد کرو تم

وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ
وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ

(مسلمانون) نعمتون کو جو خدا نے دی ہین۔ اور یاد کرو
جو اُتارا ہے (قرآن) تم پر۔ اور حکم شریعت کا نصیحت
کرتا ہے کہ حکم پر قرآن کے چلو۔ اور ڈرو خدا کی نافرمانی
کرنے سے حکم کے اور جانو وہ خدا سب چیز کی خبر رکھتا ہے

یاد دلایا جاتا ہے مسلمانون کو آنحضرت صلعم کی وصیت کو "تم لوگون مین ایک چیز چھوڑے جاتا ہون اگر تم نے اسکو مضبوط پکڑ لیا گمراہ نہوگے" وہ چیز کیا ہے قرآن مجید۔ کتاب اللہ۔

نسخہ۔ مخزن ادویہ دمعالجہ وعلم تمدن کی کتاب ہم لوگون کے ہاتھ مین ہے (قرآن) مگر اُسکے نسخہ کا استعمال نہین ہے۔ خدائے تعالےٰ نے سورہ فاطر مین فرمایا ہے "اس کتاب قرآن مجید کا وارث بندگان صالح کو ٹھہرایا ہے اور ان مین سے بعض تو عمل نہ کر کے اپنی جان پر ظلم کرتے ہین اور بعض میانہ روی مین ہین اور بعض ایسے بھی ہین جو اللہ کے حکم سے نیکیون مین دوسرون پر سبقت لیجانیوالے ہین۔ یہی بڑا فضل ہے خدائے تعالےٰ کا" ہم لوگون کو اس نسخہ کی کتاب کا وارث بنایا ہے۔ اس کتاب کی تعریف مین قلب مین قوت نہین ہے کہ بیان کو لکھ سکے یہ کتاب زبردست کیمیا کی عطا ہوئی ہے جس سے دین دنیا دونون حاصل ہوتے ہین جسکا کمال اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا
هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

آج ہم نے تمھارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت
کو تمام کر دیا اور تمھارے لیے مذہب اسلام کو پسند کیا۔
یہ کتاب دی ہے بڑی مبارک یا برکت والی ہے

فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

تب اُسکے مطابق پیرو ہو اور دل مین خوف رکھو شاید تم پر رحم کیا جاوے۔

یہ فرمان آخری حج کے راستہ مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملی۔ صحابہ موجود تھے سنکر آبدیدہ ہوئے۔ دریافت کیا گیا کیون ایسے غمگین ہوے۔ فرمایا ہر کمال کو زوال ہے۔ یعنے اسلام کو زوال کا سامنا آئیگا۔ یہ خیال نہایت ٹھیک ثابت ہو رہا ہے اب یہ دین اسلام زوال کے راستہ پر ہے۔ زیادہ درد کا مقام ہے کہ اس صدی کی نسل خطاوار ہو رہی ہے اور آئندہ کی نسلین ملک الموت کا کام کرینگی۔ اسلام کی بقا اور دین کی حفاظت کیلیے ایک کتاب قانون کی تکمیل کرکے بطور نعمت بدست اپنے پیارے نبی کے وارثون کو امانت دیا ہے امید کہ اسمین خیانت نہ کی جاوے تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ یہ آیتین قرآن کی کھلی ہوئی کتاب کی ہین۔ ہدایت ہے اور خوشخبری ہے ایمان والون کے لیے۔

قرآن مجید۔ قرآن مجید کی امانت اسلیے ہم لوگون کو دی گئی ہے کہ جو اسمین احکام ہین امانت دار اس کتاب کے ذریعہ سے درستگی کی راہ پر رہین اور اسی کے ہمیشہ پیرو رہین۔

وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

فرض کیا ہم نے اوپر تمھارے حکم (آیت) کو۔ جو کہ نیچے اُتاری ہے احکامات روشن شاید نصیحت پکڑو اُن احکامات پر عمل کرنے کو۔

امانت نہین دیگئی اسواسطے کہ پرستش یا گراموفون کے راگ مین سُننے کیلیے

یا صرف نمازون ۔ دعا ۔ تعویذ ۔ عملیات یا مُردے کی تقریبات کے استعمال مین صرف لانے کو یہ کتاب ایسی ہے کہ جسکی تعریف مین خدا نے کہا ہے اگر یہ کتاب کسی پہاڑ پر اُتاری جاتی تو پہاڑ دب جاتا اور پھٹ جاتا ۔ اسی قانون کی تابعداری کرنے کا حکم ہے ۔ سورہ حشر

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ۔

اگر یہ قرآن اُتارتے ہم ایک پہاڑ پر تو دیکھتا تو دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ کے خوف سے ۔

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً (سورہ زمر)

تابعداری کرو اچھی طرح سے جو کہ تمہارے رب سے اُتری ہے قبل اسکے اچانک عذاب نہ آجاوے ۔

اس اظہار سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنی بڑی زبردست قانون کی کتاب مسلمانون کو علم دین واخلاق وتمدن سکھلانے کیلیے عطا کی گئی اور اسکے لیے خدا کی فہمائش ہے

خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

پکڑو جو کہ دیا ہم نے مضبوط کرکے اور یاد رکھو جو اس میں لکھا ہوا ہے اور اس پر عمل کرو شاید تم ڈرو خدا سے تاکہ بچو بہشت کا سوال ہے ۔

مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

جو کوئی حکم نہ مانے اُس چیز کا جو کہ اُتاری گئی (قرآن) پھر وہی گنہگار ہوئے ۔

یہ کتاب بطور دستور العمل کے ہے ۔ اور بالکل دارومدار اسی قانون پر ہی اسکی دفعات سے پوری واقفیت رکھنے کی ضرورت ہے اسکے واسطے خدا نے کہا ہے اُسکے مطابق کیا جاوے ۔

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ج ثُمَّ اِنَّ

قرآن پڑھا جاوے ٹھہر ٹھہر کر سمجھ سمجھ کر بیشک

عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (سورہ قیامت) مطلب تم پر ظاہر ہو جائیگا۔

بغیر اسکے عملی کارروائی نہین ہو سکتی ہے۔ خدا نے فرمایا ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ۔ | کیا قرآن پر غور نہین کرتے ہو۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حق تعالےٰ کا حکم ہے کہ صرف پڑھو نہین بلکہ مطابق ہدایتون کے عمل کرو۔ اور مثل یہودیون کے نہ ہو جاؤ وہ پڑھتے تھے مگر عمل نہین کرتے تھے۔ توریت مین آنحضرت صلعم کی تشریف آوری اور قرآن مجید کی اطلاع دیگئی تھی۔ مگر جانکر کے ایجاب نہین کیا۔ سود خواری کی ممانعت توریت مین موجود تھی مگر یہودیون نے نافرمانی کی اسلیے راندۂ باری تعالےٰ ہوئے۔ اسی طور سے بہتیری برائیان اس زمانہ کے مسلمان کر رہے ہین حالانکہ جانتے ہین کہ قانون ربانی مین ممانعت لکھی ہے۔ کیا مثل یہودیون کے راندۂ درگاہ ہونا چاہتے ہین؟ اب ضرورت ہے کہ معلوم کیا جاوے کتنے لوگ اس قانون کے دفعات سے اچھی طرح سے واقفیت رکھتے ہین۔ اور اسپر عمل کرتے ہین اسکی دریافت تحقیقات سے معلوم ہو جائے گی۔ گذشتہ زمانون مین اسقدر علم نہین تھا۔ علما واقفیت بہت کم رکھتے تھے۔ مگر سچے ماہرین اس کثرت سے تھے اور لوگون کا قلب اسقدر صاف تھا کہ ان ماہرین کی صحبت اور فہمائش کافی ہوتی تھی رہنمائی کیلیے۔ اس زمانہ مین انکی کمی ہو گئی اور لوگون کا قلب زنگ آلودہ ہو گیا اور قانون ربانی بالکل مساوات مین آگیا۔ اس زمانے مین علم زیادہ ہے مگر توجہ نہین۔ اس ملک ہندوستان مین سات کروڑ مسلمانون کی آبادی ہے انہین اوسط نکالا جاوے تو کتنے لوگ اس آبادی مین قانون سے واقف ہین۔ بیشک ٹھیک تخمینہ کرنا مشکل امر ہے۔ صحیح طور پر نہین ہو سکتا ہے

مگر ظاہرہ حالات واسباب کو دیکھکر ایک معمولی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ مختلف سُرخیون
مین علحدہ کیا جاوے ماہرین قانون ربانی کے۔ جوکہ اسپر پیرو ہین۔
(۱) صرف تلاوت قرآن بلا سمجھے ہوے روزانہ کرتا ہے شاید اُسکی تعداد
بیس فیصدی انتخاب مین آویگی۔ یہ وہ لوگ ہین کہ جو خدا تعالےٰ کے حکم کو
بجا لاتے ہین۔ خدا نے فرمایا ہے۔ تتلوا القرآن یہ حکم اسکے لیے ہے جسکی زبان
مادری عربی ہے وہ قرآن مجید کی عبارت کو سمجھتا ہے یا اُسکے لیے ہے جو زبان
سے ماہر ہے۔ اس ملک ہندوستان مین غیر مادری زبان ہے اس سے واقف
کم ہین۔ اس حکم کا مطلب ہے پڑھو اور سیکھو اور سکھلاؤ۔ تاکہ لوگ پابند ہون
اور فعل اسکے مطابق کرین۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے سورہ بقر رکوع ۱۴ مین
اَلَّذِیْنَ آتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ۔ جنکو کتاب دی گئی ہے
پڑھتے ہین جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے یعنے سمجھتے ہین اور اُسپر عمل کرتے ہین۔
بلا سمجھے تلاوت صرف خیالی جذبات کو حاصل کرتا ہے۔ مگر اصلی فائدہ جسکو خدا
چاہتا ہے وہ نہین حاصل ہوتا ہے۔ یعنے دل پر اثر نہین ہوتا ہے اور بُرائی کو
کرنے سے روکتا نہین ہے۔ اور خیال مین یا دماغ مین پیدا وار رحمانی نہین
ہوتی ہے مثلاً کنکر کو دور کرنے کیلیے یا زنگ کو برتن سے دور کرنے کے لیے
آلے کی ضرورت ہے۔ مثلاً زمین سے کنکر نکالکر پھینک دینے کے لیے دھار دار آلہ
کی ضرورت ہے۔ زنگ دور کرنے کیلیے تیزاب کی ضرورت ہے۔ روزانہ قرآن کی
تلاوت سمجھ کر ہی تیزاب ہے زنگ کے دور کرنے کیلیے۔ بغیر سمجھے ہوے تلاوت
کرنا زنگ کو دور نہین کرتا ہے اور نہ صیقل کرتا ہے۔ اسکے لیے کلام پاک کے

مطلب کو سمجھنا ضروری امر ہے اسی کو خداے تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ سورۂ اعراف رکوع ۲۰ مین۔

وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ۝

جنھون نے عمل کیا موجب اُس کے اور قائم رکھا نماز کو بیشک نیکی کا بدلہ ضائع نہین ہوگا یعنے صالحین کیلیے بھلائی ہے۔

کلام پاک کی تلاوت کی برکت ہے کہ اخلاق ظاہری و باطنی کو درست کردیتا ہے یہ تفرقہ ضرور معلوم ہوجاتا ہے جو تلاوت کرتا ہے سمجھ کرکے اور جو بلا سمجھے پڑھتا ہے۔ اسی سے صراط مستقیم حاصل ہوتی ہے اس فرمان الٰہی پر غور کیا جاوے

فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

قرآن کے علم سے دل نرم ہوتا ہے بیشک خدا راہ دکھاتا ہے مومن کو سیدھی راہ کی طرف اسکے ذریعہ سے۔

(۲) قرآن کی تلاوت سمجھ کر ترجمہ کے ذریعہ سے کرتا ہو ایسے لوگ شاید دس فیصدی پاے جائینگے۔ جو ترجمہ قرآن مین موجود ہے جہانتک مصنف نے دیکھا ہے مشکل ہوتا ہے عام لوگون کی سمجھ مین آنے کے لیے یعنے حصول مطلب ہوے یہ زنگ دور کرنے والی تعلیم نہین ہے مگر کچھ مفید ضرور ہے۔

(۳) اُن لوگون کی تلاوت قرآن جو کہ عبارت کو مثل مادری زبان کے سمجھتے ہین وہ شاید ہزار مین ایک شہرون کی آبادی مین ملینگے اگر دیہاتون کی آبادی مین ملایا جاوے تو شاید لاکھ مین ایک ہون ان حضرات مین سکتے ہین کہ مسلمانون کو اپنے علم سے فیض پہونچاتے ہین یعنے تبلیغ قرآن کرتے ہین۔ ان

تو بالتے ہین ایسے لوگ بہت کم پائے جاتے ہین اور اسی کی اشد ضرورت ہے۔

دوسرا درجہ استعمال قرآن کا کہ کتنے عمل کرنے والے ہین۔ انکی تعداد غربا اور متوسطین مین پائی جاویگی۔ امرا اور فارغ البال مین غائب ہے۔ غربا کو دائرہ تعلقات دنیا کا بہت کم ہے ایسے ہین کہ مطابق ہدایت قرآن چلتے ہین مگر انمین علم قرآن کی کمی ہے۔ اب تلاش کیا جائے جو کہ پابند ہین ہدایت قرآن کے بالکل مطابق یعنے تقوی القلوب۔ عملوا الصالحات۔ اخلاق ظاہری باطنی و استعمال نعماے الٰہی۔ وصلوۃ الخاشعین کے پیرو ہین۔ ایسے لوگون کی ہستی کا مصنف کو علم نہین ہے۔ شاید پوشیدگی مین ہون مگر ہونگے ضرور۔ اس زمانہ مین۔ اگر یہ فرضی تخمینہ صحیح ہے یا اگر صحیح نہین ہے تو ہر پڑھنے والا اس کتاب کا خود کر لیوے مگر تخمینہ ظاہر کرتا ہے کہ قرآن صرف درسی کتاب ہو گئی ہے کسی طرح سے عملی نہین ہے۔ دراصل بعض لوگون کا خیال ہے کہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ جسکا سمجھنا غیر ممکن اور سمجھانے کیلیے نبی کی ضرورت ہے۔ یہ کس قدر غلط خیال ہے چونکہ انکی ذہانت ایسی نہین ہے اسلیے انکا دماغ قاصر ہے۔ بیشک کلام پاک کی عبارت عمیق ہے اسمین بہت زیادہ استعارہ و تشبیہ و حوالہ ہین جو کہ عام ذہانت کیلیے مشکل عبارت ہے۔ مگر خدا کا دعوے ہے سمجھ کر پڑھنے والون کیلیے۔

لقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر۔	بیشک آسان کر دیا ہے سمجھ کر پڑھنے والون کو نہایت ٹھیک ہے۔

مگر جو دفعات ضروریات و ہدایات کے ہین کہ جس سے عمل کیا جائے وہ بہت صاف ہین۔ کل قانون کی عبارت عمیق ہوتی ہے۔

قرآن کی آیتین دو قسم کی ہین ایک محکمات کی ہین دوسری متشابہات کی ہین
محکمات کی عبارت آسان ہے جنکے سمجھنے مین کوئی مشکل نہین پیش آتی ہے -
بیشک متشابہات جو کہ قانونی الفاظ مین عبارت ہین جنکے مطلب بہت وسیع ہین
اُنکے بارہ مین خدا کا حکم ہے کہ البتہ اُنکے سمجھنے مین اختلاف واقع ہونگے (خدا
اسکو جانتا ہے) اس اختلاف کو خدا کے تصفیہ کے لیے تا وقت قیامت چھوڑ دیا
جاوے یعنے کوئی جھگڑا نہ کیا جاوے - بالکل شان الٰہی سے باہر ہے کہ ایسی مشکل
کتاب دیکر جو کہ انسان کی سمجھ سے باہر ہووے اور اُسمین امتحان لیوے - لوگون کا
خیال غلط ہے صرف حیلہ ہے نہین سمجھ کر پڑھنے کا - خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے
سورۂ انعام رکوع ۹ مین قرآن تمام جہان کے لیے نصیحت یا ہدایت ہے اِنْ هُوَ اِلَّا
ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ - ہدایت کو کیونکر جانینگے جب تک کہ ہدایت نامہ کو نہ سمجھین گے
ہر ملک کی زبان مین سمجھنے کیلیے حکم ہے - کہ پڑھیے اور سمجھیے اور سمجھائیے اور اسپر
عمل کیجیے یعنے ایسے عمل سے برکت غیبی حاصل کیجیے سورہ اعراف رکوع ۲۰ -

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ	اور تابعداری یا پیروی کی اس نور کی (وہ قرآن ہے) وہی لوگ فلاح پانیوالے ہین
هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ	خوشخبری ہے ہدایت کی ایسے مومن کے لیے
هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ	بیشک ہدایت اور رحمت ہے قوم مومن کیلیے (مومن کی تعریف گذشتہ ورقون مین بیان کردی گئی ہے)

اس فرمان سے ظاہر ہے کہ پڑھو سمجھو عمل کرو -

خدائے تعالے نے نافرمانون کے لیے فرمایا ہے جو کہ قرآن کو پڑھتے ہین اور سمجھتے ہین اور عمل نہین کرتے ہین اور اپنے فرائض کو ادا نہین کرتے ہین جیسا کہ چاہیے احکام الٰہی درج کیا جاتا ہے۔

تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ

بھولتے ہو اپنے آپ کو اور تم پڑھتے ہو کتاب کو یعنے احکامات سے واقف ہو اور پھر اسپر عمل نہین کرتے ہو۔

سورہ انفال رکوع ۴۔

(۱) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ

اور نہو جاؤ تم مانند ان لوگون کے کہ کہتے ہین کہ ہم نے سنا اور حالانکہ نہین سنا کیونکہ انکا عمل نہین ہے اسکے مطابق۔

(۲) اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

تحقیق کہ اللہ کے نزدیک بدترین حیوانات وہ ہین جو کہ بہرے اور گونگے اور کچھ نہین سمجھتے ہین۔

سورہ جمعہ رکوع ۱۔

(۳) مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ

ان لوگونکے مثل جنہون نے اٹھایا ہے توراۃ کو یعنے توراۃ کے مطابق عمل کرو پھر انھون نے نہین اٹھایا اس بوجھ کو یعنے جو ہدایت لکھی ہوئی تھی توراۃ مین اسکے مطابق عمل نہین کیا صرف پڑھتے تھے پھر انکی مثال گدھے کی ایسی ہے

آسفادۂ ۵ | انکی پیٹھ پر کتابیں لادی گئی ہیں۔

بیشک قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے مگر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ان سخت احکام کے ذمہ دار وہ ہو سکتے ہیں جو کہ زبان کو جانتے ہیں وہ شخص جو زبان کو نہیں جانتا ہے اس سے کیونکر خدائے تعالےٰ امید کریگا جبکہ کوئی شخص سنانے والا اور سمجھانے والا نہیں ہے۔

قانون الٰہی غیر مادری زبان میں ہے اور اس زبان کی تعلیم پوری نہیں ہے زبان مشکل ہے مکمل طور پر حاصل نہیں ہوتی ہے عام طور پر نتیجہ یہ ہے کہ رسم کو بجالانے کیلیے زبانی جو کہ مثل طوطے کے رٹا ہوا ہے اسی طور سے نمازیں دعائیں ادا ہو رہی ہیں جو زبان سے بولا جاتا ہے اسکو سمجھتا نہیں ہے اسکے قصور وار اگلے زمانے کے علما و صوفیائے کرام ہیں کہ عربی زبان کی تعلیم کیطرف ضروری امر نہیں سمجھا گیا لوگوں کو تعلیم بھی دی ہے اور کتابیں بھی لکھ دی ہیں اور ہدایت کی کہ بلا سمجھے عبادت کیا کرو مدعا حاصل ہو جائیگا۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے التائبون۔ عابدون۔ حامدون۔ خدائے تعالےٰ نے تمام کلام پاک میں فرمایا ہے کہ ہم دل کو دیکھتے ہیں زبان سے بولنے کی پرواہ نہیں کرتے ہیں یعلم ما فی الذات الصدور۔ عابد خدائے تعالےٰ کی حمد کرتا ہے غیر مادری زبان میں جسکو نہیں سمجھتا ہے وقت عبادت کے اسکا خیال بٹا ہوا ہے۔ کیا اسکا فائدہ ہے۔ خدائے تعالےٰ نے تمام جہان کے انسان کو پیدا کیا مختلف رنگ اور مختلف زبان کا۔ اور قانون اپنا عربی زبان میں دیا ہے اسلیے جہالت کی وجہ سے برائی ہوتی ہے۔ بیشک خدائے تعالےٰ نیت اور ارادہ کو دیکھتا ہے اگرچہ

زبان سے ادا کرتا ہے مگر اُسکو نہین سمجھتا ہے۔ جب وہ بولتا ہو وہ اسکی نیت ہے
خدا بڑا قدردان ہے وہ قدر ضرور کریگا۔ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ۔ اُس کی نیت
خدا کی اطاعت ہے بلا شرکت۔ اگرچہ اُسکا خیال بھٹکا ہوا ہے۔ لاعلمی زبان کی
وجہ سے بہتیرے بھلائیون سے محروم ہین خیال کیا جاوے کہ اس سے بڑھکر کے
خوشخبری جو نیچے درج ہوگی۔ ہم لوگون کو کیا ہو سکتی ہے۔ یہ بہت بڑی ہمت
دلانے والی اور اطمینان قلب دلانے والی قوت قلب بخش دوا ہے جو کہ مجرب
پائی گئی ہے۔ سورہ حجر رکوع ۵۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ

اور بیشک ہم نے دیا تجھکو ساتے بھی پڑھا ہوا (لوگون نے اسکا ترجمہ سورہ فاتحہ کا کیا ہے) قرآن جو کہ بہت بڑا اور بزرگ (اسکی بڑائی بہت بڑی ہے امت بھیر تو اپنی دونون آنکھون کو فائدہ اور عیش کیطرف جو بخشی دی ہے اور طرح طرح کی خوبیان لوگون کو دی ہین (کافر و مشرک و فاسق) اور غم نہ کر غریب مفلس مسلمانون کیطرف جو وہ تکلیف مین ہین اور اپنے بازو کو نیچا کر یعنے مہربانی کر مسلمانون کے ساتھ۔

تاریخ اس فرمان کی یہ ہو کہ سات قافلے اونٹ کے دولت و مال لیے ہوے
کافرون کے لیے مکہ مین پہونچے اسپر صحابہؓ نے کہا کہ اگر اسقدر مال و دولت
غریب مسلمانون کیلیے ہوتا توکسقدر بھلا ہوتا (اس رکوع کے اندر کافرون کو
خبرداری اور ڈر دیا جا رہا تھا کہ بیچ مین یہ آیت نازل ہوئی) خدا نے فرمایا ہے

سبعاً من المثانی جسکا ترجمہ سورۂ فاتحہ کیا ہے لوگون نے۔ سورہ فاتحہ ترجمہ کیا گیا ہے چونکہ اسمین سات آیتین ہین سبعاً من المثانی بہت زور سے قرآن کی صفت کو بیان کرتا ہے تاکہ قرآن مجید کے اوصاف ہر قسم کے ظاہر ہو جاوین۔ قرآن مجید کی برکت سے دنیا بھی حاصل ہوتی ہے۔ یہ فرمان ظاہر کرتا ہے بعد نزول اس آیت کے آنحضرت صلعم کو فوراً ہی بہت سی سلطنتین حاصل ہو گئی تھین اور اسکے بعد برابر حصول سلطنت کا سلسلہ قائم رہا۔ خدائے تعالےٰ نے جو وعدہ کیا یعنے (سبعاً من المثانی) سچا بنا کر دکھلا دیا۔ اور یہ سلسلہ دولتمندی کا عام طریقہ سے مسلمانون مین قائم رہا تیرھوین صدی ہجری تک۔ چودھوین صدی مین دولتمندی کم ہونی شروع ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اسلام غربت سے شروع ہوا ہے اور غربت مین ختم ہوگا۔ اس غربت کا احساس عام طریقہ پر عوام الناس کی تنگی رزق سے ظاہر ہو رہا ہے۔ المختصر قرآن مجید دنیاوی زندگی کی سیدھی راہ کو سکھاتا ہے اور بعد مرنے کے جو زندگی ہونیوالی ہے اُسکے راز کو بھی ظاہر کرتا ہے اور اُسی کی طرف خدائے تعالےٰ زیادہ متوجہ ہے اور جو شخص اُس زندگی کا خیال رکھکر اپنے دنیاوی اعمال کی رہنمائی کرتا ہے وہی اصلی مسلمان ہے اُسی سے خدا راضی ہے۔ قرآن کی برکت کا معجزہ جو کہ میری ذات کے ساتھ ظہور مین آیا ہے الحال اسکو حقیقت اخبار نے شائع کیا وہ درج کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک کا تازہ معجزہ۔ چند روز کا واقعہ ہے کہ جناب ڈاکٹر سید محمد وارث صاحب سول سرجن پنشنر بعد نماز ظہر اپنے کمرہ مین کلام پاک کی تلاوت کر رہے تھے اچانک ایک سفید بڑا کتا دروازہ سے اندر داخل ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب کے ملازم نے کہا

کہ بھاگیے پاگل کتا ہے، ڈاکٹر صاحب قرآن پاک ہاتھ مین لیکر کھڑے ہوگئے کتا بھی اپنے دونون پچھلے پاؤنپر کھڑا ہوکر ڈاکٹر صاحب پر حملہ آور ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے فوراً ہی قرآن مجید کو بیچ مین ڈھال بنا دیا خدا کی شان ہے کہ کتے نے مُنھ پھیر لیا اور کمرے کے باہر نکلکر باورچی خانہ مین پہونچا اور وہان وہ مار ڈالا گیا۔ یہ کلام پاک کا معجزہ ہے کہ دیوانہ کتا بھی جسکی عظمت کرنے پر مجبور ہوگیا۔ افسوس ہے کہ مسلمانونکے دلونمین قرآن پاک کی جو عظمت ہونا چاہیے وہ فی زمانہ نہین ہے۔

یہ واقعہ لکھنؤ مین بتاریخ ۱۳ مئی ۱۹۱۵ء پیش آیا۔

خدا نے فرمایا ہے اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ۔ وحشی جانورون کو (خونخوار اور نیک کو) اکٹھا کر دیتا ہے یہ معجزہ بالکل اسی کے مطابق ہے۔

فی الحقیقت جو کوئی شخص قرآن سے فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے تو وہ یقین کامل کے ساتھ خلوص دل سے کلام پر بھروسہ کرے جو چاہے حاصل ہوگا۔

تنگی رزق۔ اس زمانہ مین مسلمانون کی تنگی رزق کا مسئلہ بہت تکلیف دہ ہی دریافت سے ظاہر ہوتا ہے۔ وجوہات ایک تو تقدیر کے ساتھ نسبت کیا جا سکتا ہے دوسرا شخصی لاچاری وبیکاری اُس کے ساتھ تعلق کیا جا سکتا ہے۔ اس لاچاری و بیکسی کیوجہ سے افلاس کے بڑھنے کو گزشتہ ورقون مین بحث کر دی گئی ہے اس جگہ صرف تقدیری مسئلہ کی بحث ہے۔ مسئلہ تقدیر مولے کے حکم کے ساتھ تعلق رکھتا ہی اور لاچاری اور بیکاری خود اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے یا حالات بیرون کے ساتھ شامل کرتا ہے۔ خدا نے فرمایا ہے جو تقدیر مین لکھ دیا گیا ہے وہ ہوگا۔

سورہ قمر رکوع ۳۔ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۔ بیشک ہم نے سب چیز

بنائی ہے ساتھ اندازہ کے۔

(۱) خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا
کل شے کو پیدا کیا اور اندازہ مقرر کر دیا۔

(۲) كَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا
اللہ کا جتنا کام ہے تقدیری ہوتا ہے جو کہ روز ازل سے مقرر ہے۔

(۳) قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا
تحقیق کہ اللہ نے ہر شے کے لیے اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

سورہ مرسلات رکوع ۱۔

أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَكِينٍ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ
لوگو کیا ہم نے تمھین ذلیل پانی (منی یا نطفہ) سے پیدا نہین کیا کہ پھر ہم نے اس پانی کو ایک محفوظ جگہ (رحم مادر) مین ایک وقت مقررہ تک قائم رکھا پھر ہم نے اسکا ایک اندازہ مقرر کیا (ہم قدرت رکھتے ہین ایسا کرنے کی) ہم کیسے اچھے اندازہ مقرر کرنے کی قدرت رکھتے ہین۔

ان فرمانون سے ظاہر ہوا کہ خالق قبل پیدا کرنے انسان کے اندازہ مقرر کر دیتا ہے یعنے ایک تخمینہ ہر انسان کے لیے بنا کر اپنے دفتر مین درج کرکے رکھتا ہی تب دنیا مین اسی تخمینہ کے مطابق انسان کی زندگی چلائی جاتی ہے۔ تقدیر ایک حصہ ایمان کا ہے اپنا سب کام کرے کوشش سے باز نہ آوے اور خدا پر بھروسہ کرے اور اسی پر سونپے۔ آنحضرت صلعم سے ایک شخص نے کہا کہ مین لونڈی رکھتا ہون مگر یہ نہین چاہتا ہون کہ میری نسل خراب ذات مین ہوئے اسلیے لونڈی کے

ساتھ مین اپنے نطفہ کو روکتا ہون۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم کچھ کرو اگر عورت کے تقدیر مین بچہ لکھا ہوا ہے تو ضرور ہوگا۔ تھوڑے روز کے بعد وہ شخص پھر آیا اور کہا یا حضرت آپ نے سچ فرمایا تھا۔ باوجود ہمارے احتیاط کے وہ لونڈی حاملہ ہوگئی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس عورت کی تقدیر مین بچہ لکھا ہوا ہے تو تمہاری تدبیر کیا کام آسکتی ہے۔

ایک صحابہ نے دریافت کیا کہ تدبیر کرنا بالکل بیکار ہے تقدیر کے نزدیک آنحضرت نے فرمایا بات تو ایسی ہی ہے۔ مگر تدبیر یا عمل کرنا چاہیے اگر تقدیر مین لکھا ہوا ہے تو اسی تدبیر سے تمہاری کامیابی ہوگی۔ اسلیے تدبیر کا کرنا ضروری امر ہے مگر یہ نہ سمجھے کہ اس تدبیر سے کامیابی ضرور ہو جائے گی۔ خدا تعالے نے ہر بات کو اپنے قبضہ اختیار مین رکھا ہے۔ یہ انتظام خالق ہے کہ ہر شے کو تقدیر کے ساتھ وابستہ رکھا ہے اور تقدیر وہ ہے کہ روز ازل سے لکھ دی گئی ہے۔ انسان کا رزق بھی اسی کے مطابق ملتا ہے۔ پروردگار کا فرمان ہے ہر جاندار کے لیے رزق مہیا کرنے کا وہ ذمہ دار ہے ان فرمانون کو ملاحظہ فرمایا جاوے۔

(۱) اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ۔	اللہ رازق ہے۔
(۲) اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۔	اللہ ہی تم کو رزق دیتا ہے۔
(۳) نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (طٰہٰ)	رزق کی فکر نہ کرو۔ آخرت کے لیے پرہیزگاری کرو۔

انسان کو رزق کی کوئی فکر نہین کرنی چاہیے۔ پروردگار نے اپنے ذمہ لیا ہے

مگر حق تعالےٰ نے عاقبت کی فکر کرنے کیلیے کہا ہی یہ بھی ثابت ہوگیا کہ کل امور دنیا تقدیر کے ساتھ تعلق رکھتے ہین۔ اب سوال کمی بیشی و ذریعہ رزق کا ہے یہ امور بھی فرمان الٰہی سے معلوم ہوجاتے ہین۔ سورۂ زخرف رکوع ۳۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ

ہم نے روزی کو حیات دنیا مین درمیان لوگون کے تقسیم کردیا ہے اور ایک کے بڑھکر دوسرے کا درجہ بلند کردیا ہے تاکہ انمین لوگ ایک دوسرے کے مطیع رہین۔ (یہ نظم خدا ہے)

اس سے ظاہر ہوگیا کہ ہر شخص کا درجہ عزت مین یا معیشت مین برابر نہین ہے اور ایک دوسرے کو وابستہ کردیا ہے تاکہ اپنی روزی پاتا رہے اَللّٰهُ الْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ خدا دنیا کے بندون کو قائم رکھے ہوے ہی ہر نفوس کو اپنے عمل پر پھر خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورہ بقر رکوع ۴ مین کہا مَا كَسَبَتْ جتنا محنت کروگے اتنا پاؤگے۔ اور حکم ہے روزی کیلیے محنت کرنا۔ سورۂ جمعہ مین فرمایا ہے وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللّٰهِ خدا کے فضل کو تلاش کرو۔

اس سے یہ مطلب ہے کہ بیکار نہ رہو یہ حکم صاف کرتا ہے لوگونکے خیال توکل کو۔ توکل کا ہرگز یہ مطلب نہین ہی کہ تم کچھ کام نہ کرو اور تم کو روزی ملے۔ دنیا کیلیے کوشش وفکر معاش اور دین کے لیے مجاہدہ کرنے کا حکم ہے۔ دین و دنیا دونون کی خدمتین بجا لاؤ۔ اور اسکی کامیابی کیلیے خدا پر بھروسہ کرو مَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ۔ اسکی رضا پر چھوڑ دو۔ ناکامیابی اور کامیابی دونون اسی کیطرف سے ہے۔ کامیابی مین شکر کرو ناکامیابی مین صبر کرو اور مایوس نہو۔ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا جب پہونچتی ہے

آدمی کو سختی مایوس خدا ہوتا ہے۔ سب نبیون کو دیکھو کہ اپنے اپنے رزق کی کوشش کرتے تھے اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ سب کام اللہ کے ہاتھ مین ہے مگر ہم لوگون کو لازم ہے کہ اپنی کوشش سے باز نہ آوین۔ خدائے تعالےٰ کے فرمان پر غور کیا جاوے کہ روزی کی تلاش اور کوشش کرنے کا حکم ہے۔

(۱) وَالَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی۔	اور پیدا کیا تندرست اور توانا اور انھین لوگون کو روزی کے راستہ پر لگایا۔
(۲) فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ۔	پھر انسان اپنی روزی تلاش کرے۔
(۳) وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا	بنایا ہم نے دن کو واسطے تلاش معاش کے یعنے روزی پیدا کرنے کے لیے۔
(۴) كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ	خدا کے نزدیک ہر چیز کی حد مقرر ہے۔
(۵) لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ	جاری کرتا ہے اللہ اُسی کام کے ہونے کو جو تقدیر مین لکھا ہوا ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کام پھیرے جاتے ہین۔

اتنے احکام الٰہی کو مختلف جگہون سے قرآن مجید کے ایک جا اکٹھا کیا گیا ہی تاکہ پڑھنے والے کو معلوم ہو کہ تقدیر بھی ایک حصہ ایمان کا ہے۔ چونکہ ایمان اس زمانہ کے مسلمانون کا کمزور ہو رہا ہے۔ اسلیے تقدیر بھی خدائے تعالےٰ نے کمزور بنا دی ہے سب سے بڑھکر سزا آزمائش کی تقسیم روزی مین کی ہے اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہی۔

(۱) وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ۔	جب آزمائش کرنا چاہتے ہین تو پھر تنگ کرتے ہین اسکی روزی کو یعنے تنگدست اور محتاج بناتے ہین۔

(۲) فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ
رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۵
فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۵
وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ
فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ
رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۵

جب انسان کو خدائے تعالے آزماتا ہے دولت سے اور عزت سے اور نعمت سے اور اُسکا مقصد پُرا ہوتا ہے۔ پھر کہتا ہی میرے خدا نے عزت دی پھر انسان کو خدائے تعالے جانچتا ہے تنگی رزق سے اور محتاجی سے تب پھر کہتا ہے کہ خدا اسے تعالے نے مجھکو ذلیل کیا (یعنے خدا پر الزام لاتا ہے اور اپنے فعل کو نہین دیکھتا ہے۔)

اخیر کی آیت سے ظاہر ہوا کہ خدا پر الزام دیتا ہی بلکہ اُسکو خاموشی سے صبر کرے اور تحمل کرے۔ خدائے تعالے تنگی اور فراخی روزی سے آزمائش کرتا ہے کشادگی رزق مین اور کون صبر کرتا ہی محتاجگی اور افلاس مین دولتمندی اور عزت اور افلاس پر بحث نہین ہے مطلب یہ ہی کہ خدا کی کون اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے یعنے غنی ہونے مین ناشکری کرے اور محتاجگی مین بے صبری کرے۔ دونون ذلیل ہین خدا کے نزدیک۔ اس فرمان الٰہی سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اس زمانہ مین سخت آزمائش مسلمانون کی تنگی رزق سے کی جارہی ہے۔ کیا کرنا چاہیے۔ صبر و تقوے۔ بموجب حکم نائب احکم الحاکمین کے کرنا چاہیے۔

حدیث (مسلم عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ) قَدْ سَاَلْتَ اللّٰهَ لِاٰجَالٍ مَضْرُوْبَةٍ وَاَيَّامٍ مَعْدُوْدَةٍ وَاَرْزَاقٍ مَقْسُوْمَةٍ لَنْ يُعَجِّلَ شَيْئًا قَبْلَ حِلِّهٖ وَلَنْ يُؤَخِّرَ شَيْئًا عَنْ حِلِّهٖ وَلَوْ كُنْتَ سَاَلْتَ اللّٰهَ اَنْ يُعِيْذَكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ اَوْ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ كَانَ خَيْرًا اَوْ اَفْضَلَ۔ مسلم مین عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے خدا سے دعا مانگی ٹھہری ہوئی مدتون کی اور گنتی کی ہوئی دنون کی اور تقسیم کی ہوئی روزی کیلیے۔ خدا ہرگز جلدی نہ لاویگا کسی چیز کو اُسکے ٹھہرے ہوے وقت سے پہلے

اور نہ تاخیر کریگا کسی چیز مین اپنے مقررہ وقت سے۔ اگر تو خدا سے مانگتا کہ تجھ کو دوزخ کے عذاب سے یا قبر کے عذاب سے بچاوے۔ تو بہتر اور افضل ہوتا۔

اسکا مطلب یہ ہے موت یا زندگی اور رزق کے وقت مقرر ہین اور ہر شخص کیلیے خاص خاص مدت مقرر کی ہوئی خدا کے پاس لکھی ہوئی ہین۔ وقت مقررہ سے پہلے یا بعد نہین ہوتین۔ ایسی بات کیلیے دعا کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے کیونکہ خود بخود اپنے وقت پر ظہور مین آوینگی اگرچہ ایسی دعا کرنا منع نہین ہے۔ لیکن ایماندار کو چاہیے کہ اپنی مغفرت کیلیے زیادہ دعا مانگے۔

ملاحظہ کیا جاوے کہ خدا کے یہان وقت اور مقدار روزی کی مقرر کی ہوئی ہے جو کہ غیب مین ہے اور غیب کا جاننے والا صرف خدا ہے۔ مقابلہ کرنے سے اگلے زمانے والون کی تقدیر اور اس زمانہ کے پایا جاتا ہے بہت فرق۔ تقدیر مین لکھی ہے۔ اور تقدیر کا بنانیوالا خدا ہے لوگون کا خیال ہوگا کہ بری اور بھلی تقدیر دونون کا بنانے والا خداوند تعالی ہے۔ خدا کی ناخوشی ظاہر ہو رہی ہے تقدیر کی کمی سے۔ خدا از لطف اعمال کا انسان کے بموجب عمل دنیا کے بناتا ہے یعنے جو انسان دنیا مین عمل کریگا اُسکو قبل از وقت اپنے دفتر مین درج کر لیتا ہے۔ خدا نے انسان کو نفس دیا ہے اُسکے نفس کا بھی کوئی فعل ہونا چاہیے اُسی فعل کو خدا ے تعالے درج کرتا ہے اپنی غیبی واقفیت سے یعنے سوانحعمری انسان کی بنا کر ازل مین لکھدیجاتی ہے۔ بیشک خدا ے تعالے کا ذاتی فعل ہے موت اور عمر کا بنانا۔ خدا نے فرمایا ہے کہ کسی قوم وانسان پر ظلم نہین کرتا ہون۔ اُس انسان کا نفس ظلم کرتا ہے یہ فرمان الٰہی مصداق کرتا ہے ذاتی فعل کو نفس کے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّلٰکِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَہُمْ یَظْلِمُوْنَ یہ یقینی امر ہے کہ اللہ لوگون پر ظلم نہین کرتا ہے لیکن لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہین یعنے اسکا نفس مصیبت مین

ڈالتا ہے۔

خدائے تعالےٰ ظلم کو پسند نہین کرتا ہے۔ قوم فرعون بنی اسرائیل پر بہت ظلم کرتے تھے۔ بنی اسرائیل بھی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے تھے۔ غور کیا جاوے کہ بنی اسرائیل اور قوم فرعون دونون کی بہت سخت آزمائش کی گئی۔ اسی طرح سے فی زمانہ برائیان امت محمدی مین بڑھتی جارہی ہین اور آزمائش کی سختی بھی ہو رہی ہے۔ مگر لوگ ابھی بیدار نہین ہوئے ہین۔ اوپر لکھا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کی تاریخ دوھرا رہی ہے بنی اسمٰعیل یا امت محمدی کے ساتھ۔ خدا نے سورہ ہود مین فرمایا ہے۔

(۱) وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝	اگر آدمی کو چکھاتا ہے اپنی رحمت کو اور پھر چھین لیتا ہے اس سے تو بیشک مایوس ہو جاتا ہے اور ناشکرہ ہو جاتا ہے۔
(۲) وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝	اور اگر چکھاوین اپنی نعمت کو بعد سختی لاحق کے یا تکلیف کے تب کہتا ہے دور ہوئی مجھ سے برائیان (یعنے مصیبت اور تکلیف) تحقیق کہ خوش ہوا اور مغرور ہوا (نعمت نے غافل کر دیا شکر کرنے سے) جس کسی نے صبر کیا تکلیف مین اور نیک عمل کیا یعنے شکر کیا نعمت کا انھین لوگون کا گناہ معاف کیا جاتا ہے اور بدلے مین بڑا ثواب دیا جاتا ہے۔

مسلمانون کیا تم ایسا خیال کرتے ہو کہ دنیا مین فلاح پاؤگے اور جنت مین داخل ہو گے حالانکہ اگلون کی مثال ویسی حالت ابھی تمھاری کہان ہوئی ہے کہ جب وہ

مصیبتون و تکلیفون سے پریشان ہوتے تھے تو گھبرا کر رسول اور انکے ساتھی کو کہتے تھے کہ اللہ مدد کب کریگا۔ اللہ کا حکم ہوتا تھا۔ اللہ کی مدد نزدیک ہے۔ یہ حالت اور فہمائش خدا کی ان لوگون کیلیے تھی جو سچے مسلمان تھے۔ اس زمانے کے منہ بولے مسلمانون کیلیے خدا نے فرمایا ہے سورہ حدید رکوع ۲ مین "کیا مومنون کیلیے وہ وقت نہین آیا ہے کہ اللہ کے ذکر اور قرآن کی تلاوت سے جو برحق اترا ہے۔ انکے دل ڈرین اور ان لوگون (یہود و نصاریٰ) کیطرح نہو جاوین جنپر پہلی کتاب اتری پھر مدت کے گذر جانے کے بعد انکے دل سخت ہوگئے اور انمین اکثر نافرمان ہوگئے" یہ زمانہ بالکل موجود ہے۔

قرآن مجید ایک بڑی نعمت مسلمانون کے ہاتھ مین موجود ہے اس سے فائدہ نہین اٹھا رہے ہین۔ قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو کہ انسان کی زندگی کے غیبی بھید کو اور دنیا کے روپے کے بھید کو بالکل کشادہ کرتی ہے۔ یہ مسئلہ روز ہا سمجھنے والے کیلیے بالکل کافی طور سے حل کیا گیا۔ مسلمانون! ہر مسلمان کو لازم ہے کہ قرآن مجید کی روزانہ تلاوت کیجاوے مگر بغیر سمجھے ہوے پڑھنا بالکل بیکار ہے کچھ شاید ذاتی فائدہ مند ہو مگر ایسے پڑھنے سے قوم کو فائدہ نہین پہونچتا ہے۔ قرآن مجید کے دفعات کو سمجھنا اور یاد رکھنا اسکے مطابق اعمال کو رہنمائی کرنے کیلیے ضروری امر ہے۔ سورہ قیامت مین خدا تعالے کا حکم ہے کہ سمجھ کر قرآن کو پڑھو۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ "قرآن پڑھا جاوے ٹھہر ٹھہر کر سمجھ سمجھ کر۔ بیشک مطلب پڑھنے والے پر ظاہر ہوجائیگا۔

زبان عربی سے لوگ واقف عام طریقے سے نہین ہین۔ ترجمے کلام مجید اسوقت جو بازار مین مل رہے ہین وہ ضروریات کو نہین رفع کرتے ہین۔ بہتیرے مترجم قرآن مل رہے ہین

پیدا نہین ہے۔ نذیر احمد کے ترجمہ کی لوگ تعریف کرتے ہین اس ترجمہ مین نقص یہ
ہوا کی رنگینی عبارت مین (سلیس اردو) مطلب قرآن مجید کا خبط ہو گیا ہے اسوقت
ضرورت ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ ایسا ہو جو عام فہم ہو آسانی سے سمجھ مین آسکے مصنف کی
رائے ہے کہ اسوقت بہتیرے ماہرین علم دین موجود ہین۔ کلام مجید کا ایسا نسخہ تیار کرین
جو عام فہم ہو۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ لفظی معانی جیسے ہین ویسے رہین مگر ہر رکوع کے بعد
نوٹ مین عام فہم مطلب ظاہر کیا جاوے عام فہم زبان مین جسمین مشکلات استعارہ و
تشبیہات و حوالہ جات حل ہو جاوین اس طور سے تعلیم قرآن آسان ہو گی۔ مدرسون مین
اور درسگاہون مین قرآن مجید کے مطلب کا امتحان سخت لیا جاوے۔

مرض کے علاج کیلیے تدبیر بھی لازمی فعل ہے۔ اسپر بھی توجہ کرنا چاہیے۔

تدبیر۔ نرسنگ یا تیمارداری ذات سے اور دوسرون سے ہوتی ہے۔ تیمارداری امراض
باطنی کے لیے دو قسم کی ہے ایک **دعا** دوسری **تعلیم**۔

دعا۔ یہ بہترین طریقہ علاج کا ہے مگر لوگون کے اعتقاد مین بیماری آگئی ہے۔ اسکی
وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنی مصیبت مین یا اپنی خواہشات کیلیے دعا مانگتے ہین اور اُن کی
اُمید مین ناکامیابی ہوتی ہے۔ اب بطور مضحکہ کے ہو گیا ہے۔ بعض لوگون کے خیال مین
اسقدر بے وقعتی اور بے قدری ہو گئی ہے کہ مذاقاً جملہ بولا کرتے ہین۔ مین ایک جلسہ مین
موجود تھا کہ ایک حضرت نے اپنے دوست سے کہا کہ تمھاری دعا خدا تعالےٰ کے یہان
قبول نہین ہو گی اُنھون نے جواب دیا کہ دعا کی کوئی اصلیت بھی ہے۔ دعا سے کبھی کچھ
حاصل ہوا ہے صرف نام ہی نام ہے ہمارا کیا نقصان ہوگا۔ حالانکہ اُنھون نے بہت
بڑی بددعا کی مگر اُنھون نے پرواہ بھی نہ کی۔ مین نے کہا کہ تم خدا سے لاپروا ہو گئے ہو۔

خدا کے بندوں کو حکم ہے کہ دعا مانگو۔ ہم دینگے۔ مگر تم لائق بھی تو ہو دینے کے۔ نالائق کو
کوئی کچھ نہیں دیتا ہے۔

دعا کے کیا معنی ہیں۔ چھوٹے کا بڑے سے مانگنا۔ اس سے عاجزی ظاہر ہوتی ہے۔
خدا کا حکم ہے کہ تم ہم سے دعا مانگو ہم قبول کرینگے اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ دعا کا مانگنا
بہت بڑی عبادت ہے۔ خدا اپنے بندوں سے ایک خلوص دل کے ساتھ اپنی تعریف اور
بندہ کی عاجزی چاہتا ہے۔ بیشک بہت درست ہے خدا بندوں کو پیدا کرتا ہے اور پرورش
کرتا ہے پھر جو کچھ انسان دنیا میں کرتا ہے سب خدا کیطرف سے ہوتا ہے اگر اُسکا نفس
بدی یا برائی کیطرف رجوع ہے تو اُسکے نفس کو شیطان کی اطاعت میں چھوڑ دیتا ہے کیونکہ
خدا اُسکو معلوم ہے اُسکا رجحان۔ اگر کسی انسان کا نفس بھلائی کیطرف رجوع ہو تو خدا
تعالے اُسکو ہدایت دیتا ہے تاکہ اُسکا نفس زیادہ بھلائی کیطرف رجوع کرے۔
سمجھتا ہے انسان کے میلان طبیعت کو۔ دعا مغز ہے کل عبادتوں کا۔ جیسے انسان کے
جسم کیلیے سر ہے جسمیں مغز بھرا ہوا ہے اسکے بغیر جسم نہیں رہ سکتا ہے۔ اور مغز کے
حصہ میں خاص حصہ دماغ کا نکال لیا جاوے تو انسان بالکل بیکار ہے۔ مغز حاکم ہے
کل حرکات کا جسم کے۔ اسی طرح سے دعا جزو اعظم ہے کل عبادات کا۔ اس سے اُسکی عاجزی
ظاہر ہوتی ہے۔ جو شخص خدا کے سامنے دعا مانگتا ہے وہ اپنے کو نہایت ذلیل و خوار
و حقیر سمجھکر سائل ہوتا ہے۔ خدا بہت بڑا قدردان ہے۔ وہ قدر کرتا ہے۔ اس سے اُسکی
اطاعت ہوتی ہے۔ پھر دوبارہ کہا جاتا ہے کہ دعا بہت بڑی عبادت ہے۔ دعا کا
ضروری اپنی زبان میں ادا کرے۔ وہ جو مانگتا ہے خدا سے تب اُسکے قلب کی
صدا ہوگی۔ اور غیر مادری زبان میں اُسکے قلب کی گفتگو نہیں ہوگی۔ خدا تعالے

ذکر قلبی کو پسند کرتا ہے۔ اسی کو ذکر خالص کہتے ہین۔ اسلیے خدا کے نزدیک دعا سے
بڑھکر کوئی عبادت نہین ہے۔ انسان اپنی سختی اور بے چینی کے وقت خدا ہی سے
مناجات کرتا ہے۔ اور اُسکے قلب مین سکون اور تسلی پہونچتی ہے۔ بشرطیکہ خالص ہے
تب اُسکے دل کو سہارا اور ڈھارس بہت ہوتی ہے۔ خدا نے فرمایا ہے اُدْعُوا اللّٰہَ وَ اَنْتُمْ
مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ دعا مانگو اللہ سے ایسی کہ تم کو یقین ہوئے اُسکی قبولیت کا۔ اسی کو
دلی اعتقاد کہتے ہین۔ جسقدر آزمائش خدا تعالے کرتا ہے دنیا مین تاکہ انسان خدا کے
سامنے عاجزی کرے کلام پاک دعاؤن سے لبالب ہے اور دعائین وہ ہین جو مختلف نبیون
نے مختلف وقتون مین خدا سے دعا مانگی تھی۔ ان دعاؤن کے درج کرنے کی کوئی ضرورت
نہین تھی۔ ہم لوگون کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی دعا قرآن مجید مین درج نہین
ہے۔ کیون نہین درج ہے۔ چونکہ وہ زندہ تھے اور اپنی اُمت کو وہ دعا سکھاتے تھے۔
خدا تعالے نے گذشتہ نبیون کی دعاؤن کو درج کیا کہ بندے ان دعاؤن کے ذریعے سے
اپنے پروردگار کو مخاطب کرین۔ الفاظ ان دعاؤن کے ضرور مرغوب خاطر ہونگے۔ گویا
بندون کو سکھانے کے لیے۔ جتنے بزرگان دین نے دعائین عربی زبان مین تصنیف کی
ہین اُنھین اُصول پر یعنے خدا کی تعریف اور بندے کی عاجزی۔ دعا کیلیے ضروری امر ہے
کہ نیک بندہ ہوئے ہر اوصاف سے۔ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ہوئے تَقْوَی الْقُلُوْب رکھتا ہو صرف
نمازون سے نیک بندہ نہین ہوسکتا اور نہ دعا کی قبولیت کا مستحق ہوسکتا ہے۔

طالب دعا۔ دعاے مغفرت اور دعاے حاجت کا خواستگار ہوتا ہے۔ دعاے مغفرت
کیلیے ہمیشہ کا حکم ہے اور یہی آنحضرت صلعم کا بھی حکم ہے۔ جب وقت مغفرت کا آویگا اُسوقت
دعا کا خیال ضرور کیا جاویگا۔ دعاے حاجت رزق کیلیے یا آفات ناگھانی سے بچنے کیلیے

ہوتی ہے۔ دعا کے اذکار خدا نے تعالےٰ نے تمام کلام پاک میں جابجا فرمایا ہے اتقوا الله وعملوا الصّٰلحٰت جو حضرات ان دو اوصاف کے عامل ہیں اُنکی حاجتیں خود بخود پوری ہوتی جاتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا نے وعدہ کیا ہے فلاح پانے کا۔ وہ ضرور پاتے ہیں۔ سورہ بقر رکوع ۲۲۔

اُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ○

قبول کرتا ہے خدا نے تعالےٰ یا سنتا ہے دعوت دعا کو جبکہ کوئی دعا مانگتا ہے پھر قبول کرتا ہے اسکی دعا جو کہ حکم پر خدا کے چلتا ہے اور سچا ایمان رکھتا ہے اسطرح نیک راہ انکو ملجاتی ہے۔

اس حکم پر غور کیا جاوے کہ قبولیت دعا کیلیے خدا نے تعالےٰ نے شرط لگا دی ہے ایک فرمانبردار خدا ہونا چاہیے۔ دوسرے سچا ایمان رکھنا چاہیے کیا فی زمانہ اطاعت یا فرمانبرداری ہے؟ آزمائش کے زمانہ میں خدا کی رضا کی تلاش کی کوشش میں ہے اور یہ نیک کرداری سے حاصل ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں زیادہ تعداد لوگوں کی باطنی بیماری کے اثر میں ہے یعنے صاف نے بان میں ہر شخص کا دل و دماغ ماؤف وملبوس ہو رہا ہے بُرائیوں سے ایسے شخص کا ایمان کیونکر سچا ہو سکتا ہے۔ ایسے لوگ کیونکر قبولیت دعا کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ مقدم ہے کہ اپنے کو لائق بناوے۔ خدا نے تعالےٰ نے قبولیت دعا کے بارے میں فرمان دیا ہے۔ وہ درج ہے۔

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ ۚ

سورہ بقر رکوع ۲۲۔

پس جب خدا چاہتا ہے تب دعا کو قبول کرتا ہے جس چیز کیلیے مانگتے ہو۔

وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(جس چیز کیلیے دعا مانگتے ہو) اور شاید وہ چیز کہ جس کو تمہارا دل چاہتا ہے وہ چیز بری ہے تمہارے لیے۔ اور خدا سے تعالے جانتا ہے۔ اور تم نہیں جانتے ہو۔

مثلاً ایک بیمار بچہ دودھ کیلیے چینخا ہے اور چلاتا ہے مگر اُسکی ماں دودھ نہین دیتی ہے چونکہ معالج نے منع کیا ہے کہ دودھ مضر ہوگا۔ خدا کا رشتہ ویسا ہی ہے انسان کے ساتھ جیسے بچہ کو اپنی ماں کے ساتھ اور ماں کو بچہ کے ساتھ۔

لوگ خدا سے دعا مانگتے ہین اور مراد کے نہ پورے ہونے پر گھبرانے لگتے اُسکے بارے مین خدا نے فرمایا ہے۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝

انسان دعا مانگنے لگتا ہے برائی کی جبکہ دعا کی قبولیت مین دیری ہوتی ہے جیسے دعا بھلائی کی مانگتا ہے انسان بہت جلدی باز ہے۔

خدا کی فہمائش ہے کہ قبولیت دعا مین دیری ہو تو اسمین گھبرانا نہ چاہیے یعنے اسمین جلدی نہ کرنا چاہیے۔ خدا سے تعالے کے انتظامات بہت بڑے وسیع ہین اور وہ دعا جو مانگی جاتی ہے شاید خلاف انتظام ہو۔ اسلیے اُسکی رضا پر چھوڑنا چاہیے۔

خدا سے تعالے حاجتمندون کی اور مضطر کی و مظلوم کی دعا ضرور قبول کرتا ہے۔

ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ خدا کو کہان پاؤنگی آنحضرت نے فرمایا کہ بیقرارون اور قرضدارون کے پاس ہوتا ہے حضرت سیدہ نے اپنا مال واسباب سب خیرات کردیا سوائے ایک وقت کی غذا کے اور کچھ نہین رکھا۔ اور تمام وقت عبادت مین اور تضرع مین صرف کرنے لگین اس خیال سے کہ خدا میرے نزدیک

ہوگا۔ خدا تعالے نے سورۂ اعراف مین فرمایا ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ
خُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ
اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ
طَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ
مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر (رو رو کر) اور چپکے چپکے دعا مانگو خدا کو بھلا نہین معلوم ہوتا ہے جو کہ حد سے اپنی دعا مین بڑھ جاتا ہے۔ ملک مین فساد مت مچاؤ اصلاح ہو جانے کے بعد۔ اور پھر دعا مانگو اللہ سے ڈر کر کے اور امید کر کے پس تحقیق کہ خدا کی رحمت قریب ہوتی ہے نیک عمل کرنے والے کے۔

یہ فرمان سکھاتا ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔

(۱) عاجزی سے دعا مانگو۔

(۲) دعا حد سے یا اعتدال سے بڑھکر نہ مانگو۔

خدا تعالے نے حدین بنادی ہین جو کہ یہ ہین۔ ایک تو اپنے احاطہ حد مین رکھا ہے دوسرے [illegible] کیلیے حد بنادی ہے۔ فرض کیا جائے کہ انسان دعا مانگے کہ ایک لاکھ روپیہ [illegible] ملجائے [illegible] اسکو خدا نہین پسند کرتا ہے ایسی دعا کو خدا کبھی نہین قبول [illegible] [illegible] شریعت نے منع کردی ہین انکی دعا ہرگز قبول نہین ہوگی۔ دوسری مثال کوئی طالب علم دعا مانگے کہ سول سروس کے امتحان مین اول ہو [illegible] یہ دعا احاطہ حدود خدا تعالے کے ہے۔ ایک رزق کا تعلق ہے مگر اندر سوال کے ہے یا اسکے لیے اسقدر رزق لکھا گیا ہے یا نہین دوسری بات کہ اس قوت کی نعمت اسکے دماغ مین عطا ہوئی ہے یا نہین اگر اس حد کے اندر ہے تو اسکی دعا ضرور قبول ہوگی پھر خدا تعالے اعتدال سے باہر کی بات کو پسند نہین کرتا ہے یعنے جو شخص ہمیشہ

نافرمانی خدا مین رہا اُسکی دعا قبول نہین ہوگی جبکی موت کا دن وقت مقرر ہے اُس سے
بڑھکر زندگی کی دعا نہین قبول ہوگی۔ دعا کے ناکامیاب ہونے سے مایوس نہونا چاہیے
خدا کی مصلحت اور رضا پر چھوڑنا چاہیے۔

(۳) خدا نے سکھایا کہ جب ملک مین امن اور دین اسلام کی تعلیم پوری ہوگئی تب بیدینی
پھیلانے کو منع کیا ایسی حالت مین بھی دعا قبول نہین ہوگی۔ اس زمانہ مین بالکل بے دینی
پھیلتی جا رہی ہے مثلاً شراب خواری۔ سود خواری۔ زناکاری۔ دروغگوئی۔ خیانت
وغیرہ وغیرہ حد سے زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ بالکل مایوسی کی حالت مین ہے اور افسوس
کا وقت ہے تب قبولیت دعا کی اُمید کیونکر ہوسکتی ہے۔ سورۂ مومن رکوع ۴ مین ہے
وَمَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۔ دعا نافرمانون کی قبول نہین ہوتی ہے۔

(۴) پھر خدا تعالےٰ نے سکھایا ہے کہ خدا سے طلب کرو کسی بات کو دل مین
خوف خدا رکھکر اور پانے کی اُمید خدا سے رکھکر جیسے بیٹا اپنے باپ سے مانگتا ہے وہ اپنے
باپ کا خوف بھی رکھتا ہے اور اُمید بھی رکھتا ہے پانے کی۔

جسکے دل مین درد اسلام ہے اُسکے دل مین ضرور افسوس کا اثر پیدا اسکے پڑھنے کے
بعد ہوگا۔ کہ ہائے۔ ہم لوگ اپنی بُری خصلتون کی وجہ سے اس لائق بھی نہ رہے کہ خدا
ہماری دعا بھی قبول کرتا۔

(۱) لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ٥	قوم فاسق کو گمراہی مین چھوڑ دیتا ہے۔
(۲) لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ (سورہ مریم ۴)	خدا راہ نہین دکھاتا ہے سیدھی اُسکو جو کوئی حد سے زیادہ جھوٹا ہو۔

دو احکام الٰہی جسمین خدا تعالےٰ نے صاف کردیا ہے اسوقت کی حالت کو۔

سورۂ نور۔ رکوع ٦۔

(١) جو لوگ کہتے ہین ہم ایمان رکھتے ہین اللہ اور رسول پر اور اطاعت کرتے ہین اور پھر اسکے بعد انہین سے ایسے لوگ ہین جو اپنی قوم سے مُنھ پھیرے ہوے ہین۔ وہ مومن نہین ہین۔ چونکہ اطاعت اُنکی ظاہری ہے اللہ تمھارے اعمال سے خوب واقف ہے

(٢) جو لوگ اللہ کے حکم سے لاپرواہ ہین اُنھین ڈرنا چاہیے کہ اُنپر آفت نہ آئے یا عذاب الیم نازل نہو۔ تم جس روش پر ہو اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔ جب لوگ اللہ کے پاس واپس بُلائے جائینگے تو اُنھین اُنکے اعمال سے آگاہ کردیگا۔ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

ایسے ہی بُرے لوگ آجکل ہوگئے ہین مُنھ بولے مُسلمان ہوگئے۔

مسلمانو۔ اگر تمھارے دل مین درد اسلام باقی ہے۔ اور اگر درحقیقت اسلام کی بقا چاہتے ہو جو کہ اپنی جہالت کی وجہ سے۔ چونکہ دستور العمل غیر مادری زبان مین ہے اور ملاؤن نے غلط تعلیم دیکر توجہ کو نجاست مین ڈبو دیا ہے اسلیے عزت، دولت، سلطنت، لیاقت و علم، قوت دماغ یا ذہانت، قسمت غرض سب کچھ کھو یا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ	خدا کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا جبتک وہ قوم خود نہ بدل ڈالے حالت کو غیر راہ علی کر۔

اب بھی بیدار ہو اور نجاست کو دھو ڈالنے کی کوشش کرو۔ اور اب بھی اصلاح کرو۔ اگر خدا کے سامنے سرخرو اور نیک بندہ بنا چاہتے ہو خدا کے حکم کو بجالاؤ۔

لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔ قریب نہ جاؤ بُرائی کی طرف جو کہ ظاہر اور باطن مین ہے۔

مجرب نسخہ واسطے استعمال کے دیا جاتا ہے۔ اسکے استعمال کرنے سے ساری نجاست دور ہو جاوے گی۔ قبل اسکے کہ نسخہ بتایا جاوے خدا کے حکم کو سب سے پہلے بجا لاؤ۔ خدا کا حکم ہے سورۂ نور رکوع ۴ مین۔

تُوبُوا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

سب کے سب ملکر اللہ کے حضور مین توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

سب ملکر توبہ کرو تب نفع ہوگا صرف تنہا توبہ کرنے سے اپنی ذات کیلیے مفید ہوگا۔ مگر دنیاوی فائدہ حاصل نہین ہوگا اسکے لیے سب جمع ہوکر توبہ کرنے کی ضرورت ہے جب ہی فائدہ کی اُمید ہو سکتی ہے۔ دوسرے حکم پر خیال کیا جاوے سورۂ نسار رکوع ۲۰ مین۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

مگر جنھون نے توبہ کی اور اپنی حالت درست کرلی اور اللہ کو مضبوط پکڑا اور اللہ کیلیے اپنا دین خالص کرلیا تو پھر یہ لوگ مومنین کے ساتھ رہینگے۔ اللہ مومنون کو بدلہ بہت بڑا دین و دنیا مین دیگا۔

خدا کے پاس دین و دنیا دونون ہے اور دونون کی خواہش کرنی چاہیے۔ اگر سب مسلمان ملکر شرع پر چلنے لگین اور ہمیشہ اُسپر قائم رہین تو خدا دونون چیزین عطا کریگا۔ خدائے تعالیٰ نے سورۂ نور رکوع ۷ مین وعدہ کیا ہے۔

(۱) جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہین اور اللہ سے ڈرتے ہین اور پرہیز کرکے چلتے ہین وہی مراد کو پہونچتے ہین۔

(۲) لوگو۔ تم مین جو مومن نیک عمل کرتا ہے اُن سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ ... کی بادشاہت دینے کو (لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ) حاکم ملک کا انھیں اُس طرح دیگا جس طرح

اُن سے پہلے کے لوگون کو عطا کیا تھا۔ بیشک یہ حکم ثابت ہوا کہ کتنی سلطنتین آنحضرت صلعم کے وقت اور اُن کے بعد حاصل ہو گئی تھین۔ بھائیو۔ تم بھی خواہش کرو حاصل کرنے کی۔ دیکھو حکم سورۂ فرقان رکوع ۴۔

(۱) اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○	مگر جس نے توبہ کر کے ایمان کو درست کیا اور نیک کام کرنے لگا تو اللہ اُسکی بُرائیون کو بھلائیون سے بدل دیگا اللہ بخشنے والا مہربان ہے جو شخص توبہ کر کے نیک کام کرنے لگتا ہے پس وہ پھرتا ہے اللہ کے ثواب کی طرف بہت اچھی طرح۔ یعنی رجوع ہو کر۔
(۲) اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○	جو لوگ نمازون کے پابند ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین (یہ مالدار کیلیے ہے) اور آخرت پر یقین رکھتے ہین یہی لوگ ہدایت پاتے ہین اپنے رب سے اور یہی لوگ فلاح پانے والون مین ہین۔

اس زمانہ کے اعتقاد مین کیا نقص ہے۔ لوگون کو یقین آخرت نہین ہے یعنے خوف سزا و جزا آخرت کا دل مین نہین ہے یہ قوت اعمال شریعت سے حاصل ہوتا ہے۔

شریعت کیا چیز ہے۔ سب لوگ اس لفظ سے واقف ہین یعنے احکام الٰہی اور ہدایات رسول کے مطابق عمل کرنا یعنے ہر حرکات و سکنات و افعال شریعت کے مطابق پیرو رہنا۔ احکام الٰہی قرآن مجید مین ہین۔ ہدایت رسول کی معتبر حدیثون مین ہے۔ اگرچہ اسمین بہت سی حدیثین ہو گئی ہین مگر تو بھی معتبر حدیثین موجود ہین۔

نسبت ربانی یا شریعت ہے۔ اسی کے استعمال سے زنگ یا سیاہی جو قلب مین

ہو گئی ہے اُسکو دور کردیگی۔ بیعت شریعت سے مطلب ہے کہ خدا کی حضوری میں عاجزی سے اقرار کرے اور معاہدہ کرے۔ اور اسپر اپنی زندگی کا بالکل دارومدار مضبوطی سے رکھے اور قائم رہے۔ قبل درج کرنے الفاظ بیعت شریعت کے فرمان الٰہی جو اسکے بارے میں ہے درج کیا جاتا ہے۔ سورۂ مائدہ رکوع ۷۔

(۱) لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا
وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً
وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي
مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ط
إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ
جَمِيْعًا ٥

سبھوں کیلئے ہم نے شریعت کا کھلا ہوا راستہ مقرر کر دیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی گروہ بنا دیتا۔ لیکن وہ اپنے دیئے ہوئے احکام میں تم کو آزمانا چاہتا ہے پس اے مسلمانو تم نیک کاموں کیطرف سبقت کرو یعنی شریعت کے پابند ہونے کی خواہش کرو۔ اللہ ہی کیطرف تم سب کو جانا ہے۔

(۲) أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ (سورہ لقمان ۲)

قائم رکھو نماز کو کام کرو شریعت کے مطابق اور برائیوں سے صبر کرو مصیبت میں۔

یہ نسخہ بیعت شریعت ہے جسکے لیے حکم خدا تعالیٰ ہی جو کہ ہمیشہ صحیح ہے۔ اسی سے تمام دین و دنیا اور ساری زندگی کے مطلب حاصل ہوتے ہیں۔ خدا نے فرمایا ہے۔

وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ
وَالْقُرْآنِ ط وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ
اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ
بَايَعْتُمْ بِهٖ ط وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ٥ (سورہ توبہ)

اللہ کا وعدہ سچا توریت و انجیل و قرآن میں درج ہے اللہ سے بڑھکر اپنے وعدہ کا پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے اس بیع کے سودے پر جو تم نے اللہ کے ساتھ کیا ہے اس سودے پر خوشی کرو یہی سودا تم کو مراد کو پہنچانے والا ہے گا۔

بیعت شریعت

مسلمانوں یہ الفاظ ہیں بیعت کے وقت پڑھنے کے جبکہ خدا کے سامنے پڑھتے ہیں۔

(۱) اے پروردگار۔ اپنے ایمان میں اور تیرے رسول کی اطاعت میں اور قرآن پاک میں کچھ فرق نہیں کرینگے کلام پاک کو اپنا نصب العین رکھینگے۔ تیری رضا کو ہمیشہ حاصل کرنے میں کوشاں رہینگے۔ تیرے کسی حکم و ہدایت کی بے وقعتی یا نافرمانی نہیں کرینگے۔ اور احکام شریعت کے پابند رہینگے حصول دنیا میں رزق طیب حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور بدعات و رسومات غیر شریعت جتنے دین میں داخل کر دیئے گئے ہیں اور تیرے نام کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں اُنسے بچتے رہینگے۔

(۲) اے خدا۔ زبان سے نہیں نکالیں گے غیبت۔ بدگمانی۔ دروغگوئی۔ شکوہ و شکایت چغلخوری۔ بدگوئی۔ بہتان۔ سخن چینی سے۔ جتنی اخلاق بُرائیاں ہیں اُنسے بچتے رہینگے

(۳) اے خدا۔ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں کہ تو بچا مجھ کو نفاق۔ حسد۔ کینہ۔ شک۔ گمراہی۔ بدباطنی۔ غفلت۔ مقدمہ بازی مسلمان سے اور خیانت دینی و دنیاوی۔ چوری۔ دغابازی فریب۔ وعدہ خلافی۔ ناحق دل آزاری۔ بددیانتی سے۔

(۴) اے خدا۔ بچا لاپرواہی دین کے اعمال سے اور پست ہمتی اعمال دین کے بجا لانے سے۔

(۵) اے خدا۔ میرے دل کو زیادہ مستقل بنا۔ خلوص دلی میں نیک فطرت اور توکل صبر شکر۔ رضا۔ قناعت۔ حیا۔ بردباری و تحمل میں۔

(۶) اے خدا تجھکو حاضر ناظر سمجھکر اقرار کرتا ہوں کہ تیرے حکم کی پوری تابعداری کرونگا ان باتوں میں محبت اعزا و اداکی حقوق [illegible]

بیکسون پر رحم۔ قصورون کی معافی۔ مسلمانون کے اصلاح حال کی کوشش حتے المقدور۔ اور مسلمانون کی بہی خواہی حتے المقدور۔ مسلمانون کے آپس کے تنازعات مین صلح کرانا۔

(۲) مستورات بھی اسی طور سے اپنی جماعت قائم کرکے بعیت شریعت کا معاہدہ کرین مگران کے لیے مزید معاہدہ کی ضرورت ہے۔

(ا) اے خدا پناہ دے حیلۃً یا صراحۃً شرک سے۔ رسومات شادی خلاف شرع سے اور اعزا کے مرنے پر چیخنے و چلانے سے بجز آنسو بہانے و صبر کے۔

(ب) اے خدا ہم اپنے کو ملزم نہ بنائینگے مزارون کی پرستش مثلاً چادر پھول یا کپڑے کی چڑھانے سے اور مزارون کا چلّہ مزارون پر باندھنے سے اور گالیان یا بدزبانی خلاف شرع سے

(ج) اے خدا ہم کو مرتکب گناہ نہ بنا آوازدار زیور کے پہننے سے (سورہ نور) اسلامی پردہ توڑنے سے۔ بُرے فعل و اعمال کے کرنے سے۔

(د) اے خدا باز رکھ شوہر کی نافرمانی کرنے سے۔ شوہر کو ناخوش کرنے سے جو کہ باعث ناخوشی تیری ہو اور اُس افعال سے کہ جس سے شوہر کی ناخوشی اور رنجش پیدا ہووے اور بیوہ بہنون کے دوسرے نکاح کرنے مین مضحکہ کرنے سے اور روکنے سے۔ بعیت شریعت کیلیے اپنے دل کو خالص بنانا ضروری و لازمی ہے بغیر اسکے بالکل بیکار ہے خلوص دلی اپنے دل مین ساتھ خوف خدا کے پیدا کرے۔ یہ خیال کرے کہ دنیا مین آزادی ہے مگر آخرت بھی ہے وہان کی حالت کا خوف رکھے۔ سمجھ کر کہ آخرت آخری ہے جہان ہمیشہ رہنا ہے۔ اس دنیا مین دنیا مین جبتک زندگی ہے تب ہی تک ہے۔ بعیت شریعت کیلیے مضبوطی قلب کی ضرورت ہے کیسی ہی حالت ہو جاوے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہینگے اسی کو خدا نے تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اُنکو نصب العین رکھے۔ سورہ جن رکوع ۱۔

وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ
حَطَبًا لا وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى
الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا لا
لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ
ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ
عَذَابًا
صَعَدًا لا

جنھوں نے اپنے اوپر بے انصافی کی برائیاں کرنیگے
دوزخ کے ایندھن آگ مین جلینگے ۔ اور جبکہ مضبوط قائم
ہین سیدھی راہ دین اسلام پر تو ہم انکے کھیت کو پانی
کی کثرت [illegible] سیراب کر [illegible] آزما دیکھیے ہم انکو
کشادگی رزق سے ۔ اور جو کوئی منھ پھیرے رب کی یاد سے
(یعنے قرآن [illegible] پڑھنے سے) منھ پھیرتا ہے
تو اسکو عذاب مین داخل کرینگے ۔

دینی بھائیو اور بہنو ۔ دنیا کے لغو حیلے و لذات و خواہشات وغیرہ جو کہ ایک دوسرے کے دیکھنے سے پیدا ہو رہا ہے انکو چھوڑو ۔ انکی طرف توجہ نہ کرو ۔ خدا کا خوف دل مین پیدا کرو ۔ دین کو خالص بناؤ اور مضبوط پکڑے رہو ۔ فرمان خدا کو یاد کیے رہو (خدا نے فرمایا ہے لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا) سرسبز کر دیا نام لیوا مسلمان جو عبادت مین مشغول ہو ۔ عبادت درحقیقت ایمان تصدیق [illegible] اعمال صالح کا نام ہے وہ بعبیت شریعت سے حاصل ہوتی ہے ۔ خدا کا وعدہ ہے بھلائی کرنے کا بھلائی تابعداری سے حاصل ہوتی ہے ۔ خدا کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے ۔ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۔ جو وعدہ لیا گیا ضرور واقع ہوگا ۔

وعدہ خدا

(۱) اَنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ
مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اے نبی لوگون کو سمجھاؤ اگر اللہ تمہارے قلوب مین
نیکی اور ایمان پائیگا تو [illegible]
اور [illegible]

الرَّحِيْمُ ٥	اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔
سورہ نسا رکوع ۲۴ ۔	
(۲) فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ٥	وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہین اللہ کے ساتھ اور مضبوط پکڑے ہوے ہین قرآن کو (یعنے اسپر عمل کرتے ہین) تو ہم داخل کرینگے اپنی رحمت اور فضل مین ۔ اور راہ دکھا دینگے اُنکو سیدھی راہ کیطرف ۔
(۳) يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ط وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ٥	خدا ہر ایک کو غنی کر دیگا اپنی بخشش سے بیشک خدا فراخی بخشنے والا زبردست ہے ۔
(۴) اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ	وعدہ کو پورا کرو تب ہم وعدہ کو پورا کرین ۔

اس کتاب مین صراط مستقیم کی ہدایت پانے کے مضامین لکھے گئے ہین یہ فرمان نمبر۲ ظاہر کر دیتا ہے کہ ہم لوگون کو صراط مستقیم کی ہدایت نہین مل رہی ہے چونکہ ہم لوگ قرآن پر عمل نہین کر رہے ہین اور نا فرمان خدا ہو رہے ہین ۔ خدا نے فرمایا ہے ۔

فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٥ پھر دور ہوتی ہے خدا کی رحمت قوم بے ایمانون سے ۔

مشاہدہ ۔ اس زمانہ آزمائش مین ہم لوگون کو چاہیے کہ صبر کے حکم کو پورا ادا کرین اور بحیثیت شریعت کے مطابق اپنی رفتار کو رکھین ۔ اور یہ بھی یاد رکھین کہ خدا نے فرمایا ہے

يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ٥

بے جا بحث نہین ہوگی اگر گذشتہ زمانہ یعنے دو تین سو برس قبل کے مسلمان اور اسکے قبل کے مسلمان یا ابتداے اسلام کے مسلمان کیلیے یہی دستور العمل تھا جو آجکل کے مسلمانون کو ہے ۔ تو پھر قسمت مین اس صدی کے مسلمانون نہین کیون اسقدر تغیر واقع ہوا ہے

تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانے کے مسلمانون کی قسمت اور تقدیر بہت اچھی تھی۔ ہر امر مین آسانی اور کامیابی دینی و دنیاوی دونون صورت مین تھی۔ اب وہ بات حاصل نہین ہے۔ اگلے زمانے کے لوگو نمین باطنی بیماری نہین تھی۔ اس زمانہ کے مسلمان بالکل باطنی بیماریون سے ماؤف ہورہے ہین اگر ایسی ہی حالت رہی اور بڑھتی گئی بغیر رکاوٹ کے تو آئندہ کی نسلین بالکل بے دین ہوجائینگی۔ مسلمانون کا زمانہ آنحضرت کے وقت اور بعد اُسکے دیکھا جاوے کہ جسوقت اسلام شروع ہوا نہایت غربت سے شروع ہوا اُسوقت مسلمان ہونا کوئی آسان اور معمولی بات نہین تھی۔ ہر قسم کی تکلیفات جان سے مال سے نقصان اُٹھاتے تھے اور صبر کرتے تھے۔ خدا اور رسول کی محبت دل و دماغ مین بسی ہوئی تھی۔ خدا و رسول پہ قربان تھے۔ اپنے کل کامون مین صادق تھے۔ خدا پہ بھروسا اور توکل کرتے تھے۔ اطاعت اور اسلامی خدمات کے سوا اُنکا کوئی کام نہ تھا۔ اُس زمانہ مین اس نئے مذہب داسلام کے سارے جہان کے لوگ دشمن ہورہے تھے۔ ان حملون کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔ خدا نے کہا ہے صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ۔ اُنکے صبر کے اجر مین آگے کی آنیوالی نسلون نے فائدہ اُٹھایا۔ اُنکے صبر کے اجر مین اُسی قسم کی تقدیر کو خدا بناتا تھا۔ برعکس اسکے جو موجودہ صدیون مین ہورہا ہے۔ اگلے کے نافرمانی کیوجہ سے رفتہ رفتہ تقسیم رزق و تقدیر کو گھٹاتا گیا اس زمانہ مین کمی تقدیر کا احساس ہورہا ہے۔ اور جیسے جیسے زمانہ بے دینی کا گذرتا جائیگا ویسے ویسے تقدیر مین کمی ہوتی جائیگی۔ خدا تعالےٰ منافق کو یا فاسق کو پسند نہین کرتا ہے۔ حضرات دنیا پرست کا اعتراض ہے کہ خدا تعالےٰ تقسیم رزق مین درمیان مومن و غیر مومن (کافر، مشرک، فاسق) مین تفرقہ نہین ڈالتا ہے۔ بیشک قابل قبول اعتراض ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہین کہ اُمت محمدی

صرف مُنہ ہوسے یا رسمی مسلمان ہوگئے ہین اور خدا کو اسلام کا مٹانا منظور نہین ہے اسلیے رسمی مسلمانون کا تدارک کر رہا ہے۔ تاکہ بیدار ہو وین۔ حق کو پہچانین۔ اپنی درستی کرین اور حقیقی مسلمان بنین۔

مسلمانو ہمارے لیے یہ بدبختی کا زمانہ ہے یعنے شدت کی آزمائش کا زمانہ ہے ہر جگہ کے مسلمانون کی بدبختی کی نشانی کا اظہار ظہور مین آرہا ہے۔ جنکو زینت دنیا حاصل ہے وہ لوگ بھی دوسرے قسم کی آزمائش مین مبتلا ہین۔ یہ مصلحت خدا خاص کر نبی کی [illegible] کے ساتھ ہے جو کہ مطلب سے خالی نہین ہے۔

اگر مسلمانون کی حالت کی اس زمانہ مین جو کہ مثل سیلاب کے بڑھتی جا رہی ہے اور نہایت خرابی کی حد کو پہونچ چکی ہے اگر تخمینہ کیا جاوے تو غالبًا پچھتر فیصدی آبادی مسلمانان ہند مین مفلسی و محتاجگی و رنج و غم و دُکھ و ذلت و رسوائی و مختلف قسم کے مصائب مین مبتلا پائی جاوے گی اسی سبب سے بہتیرون کے دلون سے ایمان مثل تیر کے کمان سے نکلا جا رہا ہے۔ جو حضرات نعمت الٰہی یعنے زینت دنیا سے مشرف ہین اُنکے دل مین شعبۂ ایمان بھی نہین ہے بوجہ عیش و عشرت و تکبر و دنیاوی آؤ بھگت کے شغل مین محو ہونے سے اسلیے نعمت ہندہ کے احکام سے غافل ہو رہے ہین۔ بیشک کچھ لوگ ایسے بھی ہین کسی حالت مین ہون مگر قدر ملت ابراہیم حنیفا کا ضرور اُنکے دل مین موجود ہے اور خدا کی رضا کی تلاش مین رہتے ہین جنکی وجہ سے روشنی اسلام کی روشن ہے۔

بجنسہٖ یہی حالت بنی اسرائیل کی قوم مین گذری تھی جسکے بارے مین خدا نے فرمایا ہے

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ... [illegible]

بیشک یہ پہونچی ہے مصیبت آزمائش کی اور ڈالا اُنکے اوپر ذلت اور افلاس کو۔

قبل کے زمانہ مین یہ آزمائش قوم بنی اسرائیل کے ساتھ کیگئی تھی اب یہی آزمائش
امت محمدیہ کے ساتھ موجود ہوگئی ہے۔ تاریخ دہراتی ہے تاریخ کو یہ مصلحت خدا داد
جتانے اور ہوش کو درست کرنے کیلیے ہورہی ہے۔ مثل بنی اسرائیل کے امت محمدیہ بھی
نافرمانی خدا اور رسول مین آگئی ہے بے انتہا برائیون سے لپٹے ہوسے ہین بلکہ لوگون نے
اپنے کو مبتلاے فسق و فجور کیاہے۔ عیب کو عیب نہین سمجھتے ہین بلکہ ہنر سمجھکر کرتے ہین ایسے
سخت سزا مین مبتلا ہین تاکہ ایمان کو درست کرین اور بہکے ہوسے [illegible] خدا کی طرف
رجوع کرین خالص بناکر اور برائیون کیطرف سے متنفر ہون اور بالکل اپنے قلب کو خدا ہی
کیطرف ہر اعمال مین متوجہ کرین بلاشرکت کے خدانے فرمایا ہے۔

أَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ ط

سختی ویرانی و تنگی یا مقامی [illegible] تاکہ [illegible]
یا عاجزی کرین خدا کے سامنے۔ [illegible]
مین مبتلا دین [illegible] کی جگہ [illegible] خوشحالی دی

اسکو قبول کرلینا چاہیے جیسے یہی ہم لوگون کے ساتھ ہورہا ہے۔ خدا اتنا مہربان ہے
کہ علاج بھی اپنے محبوب نبی کی امت کو بتادیا ہے۔ عمل کا اقتضا ہے نسخہ یہ ہے فرمان الٰہی

إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

جب گروہ دشمن سے [illegible] مصائب کا سامنا ہو
پس ثابت رہو یعنی صبر کیے رہو اور [illegible] خدا کو کثرت سے
شاید تم کو فلاح نجات یا ثبات پاؤ۔

مسلمانو جو کہ مصیبت زدہ ہو اسی نسخہ کو ساتھ اعتقاد کے اور ہمیشہ استعمال کرو
ضرور و حتمی و لازمی فائدہ مند ہوگا۔ اس آزمائش کو مثل کڑک و چمک بجلی کے سمجھو
(تجلی پروردگار ہے) یہ بجلی پہلے بہت بھیانک اور [illegible] والی معلوم ہوتی ہے مگر

بعدہٗ راحت حاصل ہوتی ہے۔ یعنے نعمت بارش کی ملتی ہے جس سے عافیت ملتی ہے
اور زراعت مین مفید ہوتی ہے۔ اپنی آزمائش کو بالکل اسی کے مشابہ سمجھنا چاہیے لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ
صَبَّارٍ شَکُوْرٍ نشانیان ہین خدا کی قدرت کی صبر کرنیوالون اور شکر کرنے والون کیلیے
خدا کسی کو تکلیف نہین پہونچاتا ہے اُسکی قوت یا گنجائش سے باہر جیسا کروگے ویسا پاؤگے
اللہ لاپرواہ ہے مگر صاحب رحمت بھی ہے اِنَّ رَبَّکَ غَنِیٌّ ذُو الرَّحْمَۃِ خدا کے عطیہ نسخہ کی
قدر کرو فائدہ ضرور حاصل ہوگا مگر ایمان خدا کی طرف دل سے ہونے۔ اسلامی عمل منحصر کرتا ہے
ایمان پر خدا کا کوئی کام انسان کیلیے بغیر ذریعے کے نہین ہوتا ہے بہتیرے قسم کے ذریعے مسلمانون
کی تباہی کے لیے ہوسکتے ہین۔ ایک ذریعہ اس زمانہ مین نکل پڑا ہے واسطے سیاسی بہبودگی
مسلمان کے۔ وہ سیاسی لیڈران (راہ نما) اس زمانہ کے ہین۔ یہ سر سید احمد خان سے
شروع ہوا۔ اُسوقت تک نہایت ٹھیک تھا اس زمانہ مین سیاسی لیڈران جنکے دماغ مین
قوت فہم سیدھی راہ دکھلانے کی بہت کم ہے یا عقل پر پردہ پڑا ہوا ہے عَلٰی قُلُوْبِہِمْ اَکِنَّۃً
غریب مسلمان جو کہ مغربی سیاست سے ناواقف ہین آنکو اپنا ذریعہ بہبودگی بنا رہے ہین صرف اپنے
ذاتی اغراض کے حاصل کرنے کیلیے انکو کوئی پرواہ نہین ہے عام مسلمانون کے نقصانات کا۔ یہ
لوگ بالکل مثل دغاباز و فریبی کے ہین۔ ظاہرا اپنے کو بہی خواہ مسلمان دکھلا کر عوام الناس مین
نکلے ہین۔ دراصل اُنکا مطلب اندرونی ذاتی فوائد ہین۔ مثلاً کوئی اپنی ناموری کا خواہشمند ہے
کوئی وقتی مشغلہ سمجھ کر دلچسپی لیتا ہے۔ کوئی حصول مال یا شان اعزاز کا طلبگار ہے۔ ایسے
لیڈر ظہور مین ہین۔ فی الواقع کوئی ان مین بہی خواہ عام مسلمانون کا نہین ہے ایسے لوگون کی
تقریرون و کتابت سے عام مسلمانون کو نقصان پہونچ رہا ہے اور پہونچا اور پہونچیگا اس کا
احساس کسی کو نہین۔ بعض اشخاص ان لیڈرون مین ایسے بھی ہین جو کہ اصلیت کو دکھلاتے ہین

مگران کی طرف کوئی توجہ نہین ہے۔ چونکہ خدا کا ہاتھ قہر کا مطیع الشیطان مسلمانون کی طرف
کھل گیا ہے۔ اسلیے دغاباز لیڈر کی راہ بتائی ہوئی کو پکڑتے ہین۔ ان دغاباز لیڈر کی تقریر
تحریر قابل اعتراض ہین سچے مسلمانون کیلیے۔ غیر مذہب کی نگاہ مین مسلمانون کو حقیر بنالیے
ہین۔ دوسرے افلاس کے بڑھانے کا ذریعہ بن رہے ہین۔ تیسرے قلیل اسلامی فرقہ کی
تعداد کا حیلہ لیکر اور کمزور دکھلا کر دشمن اسلام کو مضبوط اور زور آور بناتے ہین۔ خدا نے فرمایا
ہے جو دشمن اسلام کا مددگار ہو وہ بھی اسی مین گردانا جاتا ہے۔ مسلمان ہرگز کمزور نہین ہین
صرف منافق کمزور ہوتے ہین خدا نے فرمایا ہے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ تم
ہی غالب ہو اگر مومن ہو۔ مسلمانون کبھی خوف نہ کرو یہ صرف دغابازون کا لغو اور مصنوعی حیلہ
ہے۔ تمام دنیا مین مسلمان قلیل تعداد مین رہے مگر زور آور رہے۔ خدا نے حکم دیا پہلے ایک کا
دس پر بعد اسکے ایک کا دو پر حکم ہوا ہے یہ حکم قائم ہے اس پر ایمان ٹھیک رکھو اے ایمان
ایمان والو۔ لیڈرون کی دغابازی اور فریب مین نہ آؤ تمہارے ایمان کو خراب کرتے ہین۔
کوئی ڈر کی جگہ نہین ہے اگر سچا ایمان رکھتے ہو۔ خدا کے پاس دوزخ و بہشت دونون ہین۔
مسلمانون اپنے ہمسایہ کو ناخوش کرکے کبھی نہین آرام سے رہ سکتے ہو خدا اور رسول نے منع
کیا ہے (بوجہ طول ہوجانے کے احکام نہین درج کیا جاتا ہے) غیر مذہب کے لوگ تمہارے
ہمسایہ ہین تمہارا کاروبار انسے ملا ہوا ہے جو کہ ذریعہ فلاح کا ہے۔ پڑوس کے فرقہ کو ناخوش
بناکر مالی فلاح نہین پاسکتے ہو۔ کسی دغاباز کے فریب مین نہ آؤ وہ اپنا ذاتی فائدہ چاہتا ہے
خدا تعالے نے دغاباز کو نہین پسند کیا ہے چونکہ شیطانی غلطیات بہت زیادہ ہوتے ہین
اسلیے دغاباز بھی زیادہ پیدا ہوگئے ہین۔ دغاباز کے بارہ مین خدا نے فرمایا ہے۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ	نہ پرواہ کرو انکی طرف دا پنے لیڈرن نا سکتے ہین

يَخْتَانُونَ اَنْفُسَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيمًا ۝	(دل کے دغاباز شخص) بیشک خدا دوست نہین بناتا ایسے شخص کو جوکہ دغاباز یا دل کا خیانت کرنے والا بدکار ہے ۔

دینی بھائیون تم سے بڑھکر کوئی قوم نہین ہے خدا کی نگاہ مین اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ تم ہی غالب ہو اگر تم مومن ہو ۔ مگر تم نے اپنے ہاتھون سے اپنے کو خراب کر دیا ہے تمھارے ہاتھ مین احکام الٰہی اور ہدایات رسول مقبول موجود ہے دین و دنیا کی ہدایات انمین موجود ہین اور ہم لوگون کے سردار جو عامل احکام قرآن تھے جنھون نے دین و دنیا دونون کو ساتھ ساتھ لیکر زندگی گذاری یہی مصلحت خدا اور نبی آخر الزمان کے ظہور مین آنے کی تھی کل افراد جوکہ برائے نام مسلمان ہین انکو انھین کے مطابق اپنے کو چلانا چاہیے دغابازون کے فریب سے بچین ان لوگون کے بارہ مین خدا نے کہا ہے مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ (سورہ نساء) یہ لوگ درمیان کفر اور اسلام کے ہین (مذبذب) اسلیے محبت اسلام نہین بلکہ نقصان رسان ہوتے ہین ظاہرا نتیجہ ظہور مین آرہا ہے کہ ایسے ہی لوگ صاحب مرتبہ اس سلطنت مین بنائے جاتے ہین اور جو کہ مستحقین ہین وہ بالکل تاریکی مین پڑے ہوئے ہین چونکہ عمل و دغابازی کا نہین کرتے ہین ۔ تاریخ شاہد ہے کہ دغاباز ہر زمانہ مین آگے بڑھے ہوئے ہوتے ہین چونکہ انکو سچائی و ایمان کی پرواہ نہین ہے ۔ خدا نے فرمایا ہے يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِينَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ خدائے تعالے ذلت مین چھوڑ دیتا ہے گمراہون کو جو خدا چاہتا ہے وہ کرتا ہے ۔

مسلمانون آجکل کی مصیبت کے زمانہ مین جنکے ہاتھ مین جھنڈا اسلام کا ہے انکو لازم ہے کہ خدا کی عبادت مین اپنے دل کو خصوصیت کے ساتھ رجوع کرین اور کثرت سے تضرع و گریہ زاری

مشغول ہین خدا نے فرمایا ہے اسکو نہ بھولے آخر اس سزا پر بھی اپنے [illegible] نہ کرتے تو خدا کا حکم ہے سورہ مومنین رکوع ۴ مین ۔

لقد اخذنٰھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما یتضرعون حتی اذا فتحنا علیھم بابا ذا عذاب شدید اذا ھم فیہ مبلسون ۰	ہم لوگون کو مبتلا ساتھ عذاب کے کرتے ہین پھر بھی اپنے رب کے حکم کیطرف مائل ان سے نہین ہوتے ہین اور نہ عاجزی و گریہ وزاری التجا سے کرتے ہین ۔ ویسے ہی رہتے ہین یہانتک کہ جب ان پر عذاب سخت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اسوقت اس عذاب مین ناامید اور بے بس ہوتے ہین یا ہونگے ۔

درخواست

دینی بھائیو اور بہنو ۔ درخواست ہے کہ بیعت شریعت مین جوق جوق داخل ہون اور عملوا الصلحٰت بنین ۔ یدخلون فی دین اللہ افواجا ۔ ہر مسلمان جنکے دل مین درد اسلام ہے ترغیب دلائے اپنے بھائیون اور دوستون کو دین کہ حقیقی اسلام کی بیعت مین داخل ہون اور پابند شریعت بنین اپنا حق ادا کرین حکم خدا کا بجا لاوین ۔ بیشک شروع مین مشکلات پیش ہونگے ۔ مگر ہر مشکل کے بعد آسانی ہے خدا نے فرمایا ہے فان مع العسر یسرا ۰ ان مع العسر یسرا ۰ بیشک مشکلات کے بعد آسانی ہے بیشک مشکلات کے بعد آسانی ہے ۔ اپنی طبیعت کو پابند شریعت بنائین ۔ اسلامی اعتقاد کی ہوا گندی ہوئی ہے یہانتک نوبت پہونچگئی ہے کہ مذہبی تذکرہ یا گفتگو لوگون کی جماعت مین بجبر ہوتی ہے ۔ اس بری ہوا کو صاف کرکے سمجھ کرائین اور یہ صفائی مذہبی تعلیم سے ہوگی ۔ تعلیم بہت ضروری ذریعہ ہے ۔

تعلیم ذریعہ علاج مرض

تعلیم ہماری ای میں داخل کی گئی ہے۔ تعلیم بہت بڑا رکن ہے دماغ کے میدان میں پیداوار کا کھیت بنانے کا جیسے بیج پھل حاصل ہوتا ہے۔ تجربہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ خالص انگریزی تعلیم دین کے بیج دل میں گھن لگا رہی ہے اور اسکی جڑوں کو اکھاڑتی ہے اور بے دینی کی ہوا پھیلاتی جارہی ہے اور باطنی بیماری کو بڑھاتی جاتی ہے۔ باطن کو خیال سے تعلق ہے اور خیال دماغ کے میدان سے اگتا ہے۔ میدان میں جیسا کھیت بنایا جائیگا ویسی پیداوار ہوگی تعلیم انسان کیلیے زینت و زیور ہے بغیر اسکے حیوان و انسان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ آنحضرت صلعم نے بعد ہجرت قیام مدینہ میں سب سے پہلے تعلیم کیطرف توجہ فرمائی اور بچوں کی تعلیم آغاز کی تعلیم مثل درخت کے ہے اسکے لیے اچھی زمین ہونی چاہیے تاکہ اچھے پھل حاصل ہوں زمین کی عمدگی انسان کی کوشش سے ہوتی ہے۔ اگرچہ فطرت کا بھی تعلق ہے مگر زمین کے بنانے سے بہت کچھ حسب منشا پھل ملتا ہے۔ تعلیم کی زمین بچہ کا دماغ ہے جیسا بچپن سے دماغ کی زمین بنائی جائیگی ویسا پھل ملیگا۔ دماغ کے میدان کا کاشتکار بچے کی ماں ہے۔ بچہ اپنی ماں سے سیکھنا آغاز کرتا ہے اسلیے ماں کا لائق ہونا بہت ضروری ہے۔

اس ملک ہندوستان میں غیر ملکی زبان میں تعلیم ہمیشہ سے چلی آرہی ہے اسلامی حکومت میں فارسی و عربی میں تعلیم ہوتی تھی۔ حکومت برطانیہ میں انگریزی زبان میں تعلیم ہو رہی ہے اسلیے دو قسم کی درسگاہیں قائم ہو گئی ہیں۔ بعض مقام پر ایک اسلامی درسگاہ دوسرا اسکول و کالج۔

اسلامی درسگاہ - اسلامی تعلیم چھوٹے بچوں کی جو پرانے طریقہ پر ہو رہی وہ بہت موزوں مسلمان بچوں کیلیے ہے۔ یہی طریقہ مذہبی خیال کی زمین دماغ میں بناتی ہے۔ چھوٹے

بچوں کو انگریزی اسکولوں میں داخل کرنا مذہبی خیال کی پیدائش کیلیے بہت مضر ہے۔ تجربے
ظاہر ہو رہا ہے جنہوں نے اپنے بچوں کو تعلیم مغربی اصول پر یا ممالک مغرب میں دی ہے
اُنکے مذہبی اخلاق پر بہت افسوس آتا ہے بالکل غیر اسلامی و نازیبا ہوا ہے۔

ابتدائی تعلیم کیلیے مکتب خانے کثرت سے قائم کیے جاویں مکانوں میں یا مساجد
میں ہر محلے اور دیہات میں قائم کیے جاویں۔ ابتدائی مدرسہ یا اسکول ہر جگہ کثرت سے
قائم کیے جاویں ان جگہوں میں تعلیم اردو زبان میں دیجاوے جیسے جیسے بچہ کی عمر بڑھتی
جاوے ویسے ویسے غیر مادری زبان عربی و انگریزی شروع کرائی جاوے یہ ابتدائی مدرسہ
اسکول مڈل تک ہووے۔

ابتدائی تعلیم کیلیے نصاب کی بہت ضرورت ہے۔ اسکی بہت کمی ہے کتابیں ابتدائی تعلیم
کیلیے تصنیف کیجاویں کتابیں ایسی تصنیف کیجاویں جسمیں بچوں کا زیادہ وقت صرف نہ ہو [illegible]
جو اسوقت کتابیں پڑھائی جاتی ہیں وہ پرانے چراغ ہیں وہ اندھیری [illegible] روشنی دے رہے ہیں
انمیں بچوں کا وقت بہت صرف ہوتا ہے اسوقت کوئی ابتدائی کتاب اچھی نہیں ہے۔

عربی مدارس۔ جا بجا قائم ہیں مگر اُن کا عمدہ پھل ظہور میں نہیں آرہا ہے کیا وجہ ہے
نقص ضرور ہے مصنف انکی ماہیت سے [illegible] ہے اسلیے کوئی رائے نہیں دیسکتا ہے مگر ماہرین کی
زبان سے سنا گیا ہے کہ مدارس کی تعلیم حسب منشا نہیں ہوتی ہے۔ صرف درسی تعلیم ہوتی ہے
کلام پاک کی تعلیم نہیں ہوتی ہے جس سے ماہرین قانون الٰہی ہوں نمایاں معلومات حاصل
ہوں ظاہر ہے مذہبی کیفیت دماغ میں نہیں بنتا ہے صرف دنیا حاصل کرنے کیلیے ہے۔

اسکول و کالج کی تعلیم۔ یہاں انگریزی تعلیم ہوتی ہے اس تعلیم نے مسلمانوں پر بہت
ڈالا ہے [illegible]

زمانہ کی نسلیں بھگت رہی ہیں جسوقت حکومت برطانیہ نے اس ملک میں اپنے قدم کو مستحکم کیا
تو انکو زبان کی مشکلات پیش آئیں اپنی آسانی کیلیے اپنی زبان کی تعلیم کی بنیاد ڈالی۔
ہندوستانی ایسے کمزور دماغ تھے کہ اس تعلیم کو قبول کر لیا۔ انکو ہرگز لازم نہیں تھا قبول کرنا
یہ بہت بڑی فاش غلطی کی آئندہ کی نسلوں کے لیے جسکو ہم لوگ بھگت رہے ہیں۔ ایکسو
برس سے زیادہ ہوا کہ تعلیم انگریزی زبان میں ہو رہی ہے مگر ابھی تک نگاہوں میں نائب حکومت
برطانیہ کے ہندوستانی بمقابلہ اُنکے دماغ کے لائق نہیں سمجھے جاتے ہیں۔ کس کا قصور ہے۔
تعلیم حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ قوم لاچار و بیکس ہے پھر تعلیم کا قصور یا تعلیم دینے والے
کا قصور ہے۔ شرم شرم۔ چھی چھی۔ اس مسئلہ کی بحث بہت طویل ہے اور اس کتاب کے
اغراض سے باہر ہے۔

نو تعلیم یافتہ جوانو تعلیم تمکو راہ پر لائی ہے۔ شائستہ بنایا ہے مگر یہ سمجھ لینا چاہیے
تعلیم صرف راہ پر لائی ہے۔ اب چلنے والے کو چاہیے کہ راہ اچھی بنا لے۔ سڑک کو چکنا
اور صاف بنا لے۔ علم کے حصول کیلیے لازمی اور مقدم ہے کہ جیسی دماغ میں قوت
عطا ہوئی ہے اسکو سیدھی راہ پر لاوے موجودہ تعلیم سے دماغ کی پرورش ضلالت و
غلامی پر ہوتی ہے۔ مگر اسکو دور کر سکتے ہو اپنے دماغ سے۔ بذریعہ ذاتی تحصیل اسلامی
کتب بینی کے ذریعے اسی کی کتب بینی کرو۔ گذشتہ ورقوں میں لکھا گیا ہے کہ ڈاکٹر روس نے
اپنی تقریر میں کہا ہے کہ صرف خواہشمند محرر اور منشی بننے کے ہیں کیسی کتب بینی سے لیاقت
نہیں ہے۔ مگر اسلامی کتابوں کے آداب اخلاق بالکل مسلم کیلیے دینی کھیتی بنانیوالی
دماغ کے میدان میں ہے۔ انگریزی اخلاق کی کتابیں صرف تین چار سو برس سے پیدا
ہوئی ہیں۔ اُنکے مصنف بہت بڑے شیکسپیر و چوسر یا اُنکے تھوڑے زمانے قبل کے

مصنف کے اخلاق و آداب کا مقابلہ کیجیے اسلامی کتابون سے جو کہ تیرہ سو برس سے آرہی ہین یا دہ اسوقت بھی وہ کتابین ذخیرہ کے کتب خانون مین موجود ہین ان کتابونکا ترجمہ انگریزی زبان مین کرو جسکی بہت ضرورت ہے اسلامی کتابون کی کتب بینی سے اسلامی اخلاق و تہذیب با درست ہوتے ہین۔ اسلامی کتابون کی تعلیم سے پیداوار کا کھیت بنتا ہے تا کہ دماغ کے کھیت مین پیداوار اچھے پھل کی ہو۔ بعد اختتام یونیورسٹی کے اپنے دماغ کو دوسری تعلیم کیطرف لگاؤ جسکو جسکی طرف رجحان ہووے اسکو حاصل کرے مثلاً آداب صنعت حرفت وغیرہ بہتیرے صیغے ترقی کرنے کے ہین۔ ترقی کیلیے کوشش کرو۔ ممالک مغربی نے سائنس مین لاجواب ترقی کی ہے اسی کو سیکھنا چاہیے۔

نوجوانو۔ دنیا کے حاصل کرنے مین بالکل غرق ہو اور اسی خیال مین تم دین کو کھو رہے ہو۔ اور دنیا بھی حاصل نہین ہو رہی ہے۔ ہر مسلمان کو خیال کر لینا چاہیے کہ بغیر دین کے پکڑے ہوئے کسی قسم کی ہرگز ترقی نہین ہوسکتی۔ منافقانہ حالت مین رہکر ترقی نہین کر سکتے ہو۔ آیا بالکل کفر مین ترقی ہے یا خالص دین مین رہکر۔ درمیانی حالت کو خدا تعالے نہین پسند کرتا ہے یہ بالکل مکاری ہے۔ آجکل مسلمانون کی حالت بالکل درمیانی ہو رہی ہے۔ تعلیم انگریزی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ تعداد ضرور زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ مگر اوصاف کچھ نہین۔ اسکے دماغ مین اتنی قوت حاصل نہین ہوئی ہے کہ حق کو یا راہ راست کو پہچان سکین۔ نوجوانون تم اپنی دنیاوی ترقی کیلیے ضرور کوشش کرو۔ اسمین کسی قسم کی غفلت نکرو۔ خدا کا حکم ہے۔ اسکو بجالاؤ۔ مگر اپنی کوشش مین خدا کی مدد [illegible]
ہوتی ہے۔ اگر غیب کے بادشاہ کا [illegible]

اسکے لیے اپنے دل کو خالص بناؤ۔ اور خالص دل صرف زبان کے بولنے سے نہین ہوتا ہے
اعمال سے پیدا ہوتا ہے۔ تم ہمیشہ شریعت کے پابند رہو تم کو غیبی مدد ملیگی کَانَ حَقًّا عَلَيْنَا
نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ یہ خدا کا وعدہ ہے اور خدا کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ خدائے تعالے نے
اپنے بندون کی روٹی مہیا کرنا اپنے ذمہ لی ہے اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ دوسرا حکم ہے
وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا زمین پر جو چلنے والے ہین انکا رزق اللہ کے
ذمہ ہے۔ ان حکمون کو برابر یاد رکھو۔ فکر و پریشانی سے تم پاک رہوگے۔ اور خوب سمجھ لو
کہ انسان کی قسمت سر کی وسعت مین ہے۔ جیسی وسعت ہے ویسی ہی دنیاوی کوشش
کیطرف راستہ دکھلاتی ہے اور کامیابی خدائے تعالے کیطرف سے ہوتی ہے اِنِ الْحُكْمُ
إِلَّا لِلّٰهِ سر کی وسعت کو خدا ہی بنانے والا ہے۔

اس زمانہ مین مسلمانون کی حالت بالکل انگریزی مثل کے ہے یعنے درمیانی حالت
مثل ہے "درمیان شیطان اور گہرے سمندر" اگر شیطان کی ترغیب کیطرف جاتے ہین
تب بھی غارت جاتے ہین اگر سمندر مین گرتے ہین اسمین ڈوب جاتے ہین اور ڈوب کر
ختم ہو جاتے ہین۔ تب پھر ہم لوگون کو کیا راستہ پکڑنا چاہیے۔ قرآن مجید آپ کی رہنمائی کی
کتاب آپکے ہاتھ مین ہے۔ اسکی بتائی ہوئی راہ کی طرف چلنا چاہیے۔ اسوقت بعض
مین ایمان خالص ہے مگر اطاعت نہین ہے اسی کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ پھر
آپ ہی آپ ہونگے کچھ پرواہ نہ کرنا چاہیے کہ دوسری قوم کے لوگ کیا کرتے ہین یہ محض
بیوقوفی ہے اگر خیال ایسا کیا جاتا ہے ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ
ادہر کے رہے۔ ہائے افسوس اس زمانہ مین اطاعت خدا نہین ہے۔ فقہی مسئلہ مین قدرے
باقی رہگیا ہے انکو برتتے ہین۔ مگر اطاعت روزانہ کے عمل دنیاوی مین بالکل نہین ہے

اور اسی کی شدید آزمائش مین خدا مسلمانون کو مبتلا کیے ہوسے ہے۔ سلامت روی کی چال پر چلنا چاہیے۔

ہمارا ذاتی خیال ہے کہ موجودہ حالت مسلمانون کی ویسی ہی ہوتی جاتی ہے جیسی بنی اسرائیل کی ہوئی تھی وہ امت بگڑتی تھی اور خدا کے آزمائشی مصائب سے سنبھلتے تھے یہی تاریخ کہتی ہے۔ خدا نے اطلاع دی ہے اِنْ اَصَابَ مُصِیْبَةٌ فِتْنَةٌ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ بیشک آزمائش کی مصیبت پہونچائی انکو ذلیل و محتاج و مفلس بنا کر۔

تم لوگ سمجھ لو کہ تمھاری ذلت و محتاجگی خدا کی طرف سے ہے اس حکم سے ظاہر ہوتا ہے۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

بہت قریب ہین قبل کے لوگونکے مثال ہین چکھائین گے مزہ بداقبالی و بدقسمتی کا انکے اعمال و افعال کیوجہ سے عذاب و درد مصائب کا دنیا مین وہ مبتلا ہونگے۔ موجودہ حالت ظاہر ہے۔ ہم لوگ رسول مقبول کے اثر سے بہترین امت بنائے گئے خدا کے نزدیک مگر اب بہترین سے بدترین ہوگئے اپنے قصورون کیوجہ سے۔ جاگو۔ جاگو۔ زمانہ کو اپنے ہاتھ سے نہ کھو۔ یہ فہمائش ہے۔ دنیا کو ضرور حاصل کرو یہ حکم خدا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا
فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا
بَصِيْرًا

جو کوئی چاہتا ہے بھلائی دنیا کی پھر خدا کے پاس بھلائی دنیا و دین دونون کی ہے۔ خدا سنتا ہے اور دیکھتا ہے یعنے سب کی باتون کو سنتا ہے اور سب کے کامون کو دیکھتا ہے۔

لوگون اس حکم سے ظاہر ہے کہ سب لوگ ملکر شرع پر اپنے چلن کو رکھین تو دین و دنیا دونون حاصل ہون۔ خدا دونون کو پسند کرتا ہے صرف شخصی عمل سے اسکو تمھارا فائدہ

حاصل ہوگا اور جبکہ ہر مسلمان یکسان عمل کرے تب پوری قوم کو فلاح حاصل ہوگی۔
خدا نے رزق کو تقسیم کر دیا ہے دنیا مین ایک بڑھکر دوسرے کو۔ اسلیے بڑھا کر تقسیم کیا ہے کہ ایک دوسرے سے فائدہ مند ہون مختلف طریقہ پہ۔ شرع کیا چیز ہے؟ حکم خدا حکم ظاہر کرتا ہے کہ ہر ایمان والے آپسمین ملت و التفات رکھین۔ یہی طریقہ فائدہ مند ہونے کا ہے۔ تجربہ سے ظاہر ہے جتنی قومیت عروج مین ہین وہ کل قوم آپس کے قومی اتحاد سے ہوئے ہین مسلمانون کیلیے جو شرعی عمل کی کڑیان ہین زنجیر کی بندش کیلیے اسلیے ضروری امر ہے کہ انکا پابند ہو۔

تعلیم نسوان۔ عورتون کی تعلیم کی ضرورت کو صاحبان دانشمند نے بہت احساس کیا۔ بہتیری تقریرین اور تحریرین ظہور مین لائی گئی ہین مگر مسلمانون کی توجہ بالکل اسطرف نہین ہورہی ہے۔ حالانکہ بہت بڑی ضروری شے مردون اور عورتون کی زندگی کیلیے ہے۔ سبب اسکا بھی مسلمانون کی خودغرضی کیوجہ سے ہے یعنے لڑکیون کی تعلیم کے لیے خرچ کرنے سے بھاگتے ہین اور ملاؤن نے خوف دلا دیا ہے کہ عورتون کی تعلیم خلاف شرع ہے انکو اسقدر پڑھا دینا چاہیے کہ کلام پاک کی عبارت کی تلاوت کرلین بلا سمجھے۔ اور نمازون کو ادا کرلین۔ اور انکو لکھنا نہین سکھانا چاہیے کیونکہ ناجائز خط و کتابت غیر مردون سے کرینگی۔ اور لڑکیان دوسرے گھر کی ملکیت ہین صرف جہیز دیکر شادی کر دینا جو کہ والدین پر فرض ہے۔ اور عورتین اپنے رزق کے لیے روپیہ نہین کمائینگی۔ ان تمام بدخیالات کیوجہ سے لڑکیون کی تعلیم کی طرف سے غفلت و لاپرواہی ہورہی ہے۔ مزید بران حکومت جبکہ غیر قوم ہے اسکی بھی لاپرواہی ہے۔ وہ اپنے فرض منصبی کو نہین ادا کرتی ہے حالانکہ لڑکیون کی تعلیم گاہین اسلامی حکومت مین کثرت سے تھین۔ ان درسگاہون کے معدوم

ہونے کی وجہ سے لڑکیون کی تعلیم غائب ہوگئی۔ حکومت برطانیہ نے لڑکون کی تعلیم کیلیے اسکول قائم کیا اپنی خود غرضی سے حکومت کو فائدہ پہونچتا ہے اور لڑکیون کی تعلیم سے حکومت کو کوئی نفع حاصل نہین ہوتا ہے اسلیے اسکول کے قائم کرنے مین خرچ کرنا ناپسند ہے۔ جسوقت اسلامی حکومت تھی کثرت سے اسکول لڑکے اور لڑکیون کے تھے اور عورتون کی تعلیم کے سلسلے برابر اسلامی حکومت مین جاری تھے تعلیم ایسی تھی کہ شہزادی نورجہان بیگم وغیرہ کا نام عورتون مین مشہور ہے۔ بوجہ اسکول کے نہونے اور ملاؤن کی غلط فہمائش سے لوگون کے خیال مین لڑکیون کی تعلیم کیطرف سے لاپرواہی آگئی۔

مسلمانون تم جانتے ہو کہ جسوقت آنحضرت صلعم نے مدینہ مین قیام کیا لڑکون اور لڑکیون کی تعلیم گاہین قائم کین اور انکی تعلیم ہوتی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کمسنی مین بیاہ کر کے آئی تھین انکو درسگاہ مین واسطے تعلیم کے داخل کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم صغرسنی سے شروع کردی گئی تھی۔

مسلمانو۔ اس سنت کو ادا کرو۔ درسگاہین قائم کرو جیسا کہ تمھارے سردار نے کیا۔ زمانہ خراب ہے اسلیے لڑکیون کی علیحدہ درسگاہ قائم کرنے کی ضرورت ہے صرف کوشش و توجہ کی ضرورت ہے۔ ہر صوبہ مین احساس لڑکیون کی تعلیم کا ہو رہا ہے۔ مگر صوبہ بہار۔ اس پٹنہ مین ایک اسکول لڑکیون کا حکومت کیطرف سے قائم ہے مگر یہان کے لوگون مین نقص بیپروائی کا مادہ بہت زیادہ ہے اسلیے اس اسکول کی توہین بیحد ہورہی ہے اور کوشش اسکے بھلائی کیطرف نہین ہے بوجہ بے توجہی لڑکیون کی تعلیم کے اور نہ توجہ [illegible] قائم کرنے کی۔

مسلمانو۔ زمانہ قریب آنیوالا ہے کہ لڑکیون کی شادی مین مشکلات واقع ہونگی [illegible]

لوگون کو احساس معلوم ہوگا۔ لوگون کے خیال مین نہین آتا ہے کہ بچے کی تربیت اور تعلیم کا
بڑی معاون اسکی مان ہوتی ہے بچہ بولنا بھی شروع نہین کرتا ہے کہ اسکی مان اُس سے
گفتگو کرتی ہے اور بچے کے دماغ کی حالت بناوٹ اور بڑھاؤ پر ہوتی ہے اور جو اپنی مان
سے سُنتا ہے وہی اُسکے دماغ مین سماتا ہے۔ اور دماغ اُسکا اُسی طور سے بنتا جاتا ہے جبکہ
مان تعلیم یافتہ نہین ہے اُسکی گفتگو بالکل جہالت کی ہوتی ہے اور بچے کے دماغ مین اثر پہونچتا ہے
لڑکے آپس مین جھوٹ کو بُرا نہین سمجھتے ہین گویا نافرمانی خدا بچپن سے سکھائی جاتی ہے اس
قصور کی ملزم مان ہوتی ہے اور یہ وجہ مان کے جاہل ہونے سے ہے۔ عورت گھر کی بہت بڑی
رُکن مرد اور بچے کیلیے ہے۔ اسوقت کی موجودہ عورت کی کیا حالت ہے۔ صرف آبادی کی بڑھانے
والی مشین۔ مگر افسوس یہ ہے کہ آبادی بھی نہین بڑھتی ہے بوجہ بچون کی اموات اور بیماری کی
کثرت جو کہ عورتون کی جہالت کیوجہ سے ہے اس کثرت بیماری کیوجہ سے مرد اور عورت کی جوانی
کمزور ہوتی ہے۔ مرد دنیاوی امور کے مقابلہ مین نہین ٹھہرتے ہین لڑکیون کی شادی جب بموجب
حکم شرع ہوتی ہے مگر جسمین اُنکی شادی ہوتی ہے وہ عمر بوجہ جسمانی کمزوری کے موزون نہین ہے
تجربہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ فوراً بعد شادی کے مرد آفت مین مبتلا ہو جاتا ہے بوجہ اپنی بیوی کی
بیماریون کی کثرت سے۔ یہ بھی تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہ شادی کردہ لڑکیون کی اموات کثرت سے
ہوتی ہین غرضکہ بچون اور شادی کردہ عورتون مین اموات بہت زیادہ ہین اسلیے اسلامی آبادی کی
زیادتی نہین ہے بلکہ کمی ہے۔ اس زمانہ مین ایک متوسط درجہ کے آدمی کیلیے بال بچے صورت
تباہی کی ہے۔ بوجہ جہالت عورت کے مرد کو کوئی مدد نہین ملتی ہے۔ بلکہ مردونکی ترقی بوجہ جاہل بیوی کے
رکتا ہے سدِّ راہ ہوتی ہے۔ بالکل ظاہر ہے کہ روز بروز نسلین کمزور ہوتی جا رہی ہین۔ اس زمانہ کی عورتین
جاہل جو پائی جاتی ہین اُنکا شمار بہت ہے شریعت کے احکام سے واقف نہین طہارت کا بالکل خیال نہین

نمازونکے ادائگی کی پرواہ نہین ۔ حالانکہ نماز کسی حالت مین معاف نہین ہے ورنہ خارج اسلام ہوتا ہے اسی ادائگی نماز سے اسلام کے شمار مین شخص آتا ہے اور حکم ہے کہ نماز دین کو خالص بنا کر ادا کرو ۔ بہتیری عورتین نمازین ادا کرتی ہین مگر انکی نمازین مریض ہوتی ہین کیونکہ زبان سے کلام پاک کی عبارت نکلتی ہے مگر دل انکا کسی اور طرف ہے یعنے نماز کی حالت مین دل و زبان دو طرف ہے ۔ ایسی عبادت مین شرک داخل ہے ۔ یعنے بوقت یاد خدا ساتھ ساتھ دوسری یاد کیجاتی ہے خدا کی عبادت دل سے نہین ہوتی ۔ اسی کو خدا نے فرمایا ہے سورہ مومن مین ۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝	فلاح مین ہونگے مومن جو اپنی نماز مین خدا کا ڈر رکھتے ہین یعنے نماز کو خوب غرق ہوکر ادا کرتے ہین یعنے ادائگی نماز مین آگے پیچھے کی خبر نہ رکھے بجز خدا کے ۔
عْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ (سورہ زمر ۱)	خدا کی عبادت ، خدا کیلیے دین کو خالص بنا کر کیا کرو ۔
اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ (سورہ روم ۴)	نمازین پڑھا کرو ایسی جو کہ نہ ترک صلوٰۃ ۔ اور مت ہو مشرکون کی گنتی مین ۔

بی بی مرد کیلیے بہت بڑی شریک حال رنج و دکھ ہوتی ہے اور بہت بڑی تسکین اور تسلی و مددگار ہوتی ہے اسی کو خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے سورہ روم رکوع ۳ مین ۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلَقَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ	یہ قدرت کی نشانی ہے کہ تمہاری جنس سے بیبیان پیدا کیگئی ہین تاکہ تمہین انسے آرام ملے اور تم دونونکے درمیان مین محبت اور خصوصیت پیدا کرادی ہے ۔

یہ فرمان الٰہی لائق بی بی کیلیے ہے لیاقت مندی تعلیم سے ہوتی ہے ۔ جاہل بی بی ۔ بدمزاج

حقیدتن بہت دھرم۔ کم فہم مرد کیلیے وبال جان ہے۔ بی بی کو اطاعت شوہر ویسی ہی فرض ہے جیسے فرض نماز۔ بلکہ بی بی کیلیے حکم ہے کہ جسوقت شوہر اپنی بی بی کو بلاوے اور بی بی حالت نماز مین ہو تو سوائے فرض کے چھوڑکر شوہر کے حکم کو بجا لاوے۔ یہ اسکی عبادت مین داخل ہوگا۔ اس زمانہ مین بی بی اور میان کی نا اتفاقی کے قصے بہت سننے جاتے ہین۔ صرف بی بی کے جاہل ہونیکی وجہ سے شوہر کی اطاعت نہین ہوتی ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے (حدیث) وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ اور عورتین اکثر بدخواہ اور بداعتقاد ہوتی ہین اسیوجہ سے کثرت سے دوزخی ہوتی ہین صحابہؓ نے دریافت کیا کہ عورتین نماز پڑھتی ہین قرآن پڑھتی ہین تو پھر کیون دوزخی ہین حضور والا نے جواب دیا کہ جہالت ورا جڈپنے کیوجہ سے اپنے شوہر کی نافرمانبردار ہوتی ہین۔ اس نافرمانی کیوجہ سے نمازین مددگار نہین ہونگی۔ ایک بہت بڑی نافرمانی خدا کی ہو رہی ہے کہ خدا کا حکم ہے کہ بی بی دیکھکر کرو اور مہر کم کرو اور اسکو ادا کردو اس ملک مین بالکل خلاف ہے۔ یہ خلاف شرع رواج کیونکر جاری ہوا ہے اسکی تاریخ سے مصنف کو آگاہی نہین ہے خیال کیا جاتا ہے چونکہ عورتون سے بوجہ جہالت مرد کی تابعداری مین فرق ہوتا ہے اسلیے سختی یہ پابندی قائم رکھنے کیلیے ہے یہ بالکل خلاف شرع خیال ہے۔ عورتون کو مثل جانور رکھنے کے ذمہ دار مرد ہین بیشک قصوروار ہین مرد لڑکون کی تعلیم کیطرف بہت توجہ کرتے ہین لڑکیون کی تعلیم کیطرف بالکل توجہ نہین یہ اسلامی کارگزاری مین لکھا کرتے ہین مرد صرف شادی کردینا ضروری سمجھتے ہین اور دماغی درستی کیطرف کوئی پرواہ نہین۔ کسقدر خام خیالی ہے۔ یہ سمجھ مین نہین آتا کسقدر قوم کی دینی و دنیاوی ترقی مین رکاوٹ پڑ رہی ہے آدھی آبادی قوم کی مکان کے اندر بیکار بند ہے اس سے کوئی مدد نہین پہنچتی ہے۔ اسلیے مسلمان روز بروز پیچھے گرتے جاتے ہین ترقی مین قوم کی ترقی مرد اور عورت دونون سے ہوتی ہے پہلے کے زمانہ مین ترقی تہذیب اخلاق و معاملات آبادی مین عورتین برابر

شریک حال اور مددگار ہوتی تھیں چنانچہ جہاد میں عورتیں آپ کے ساتھ جاتی تھیں اور پانی پلاتی اور زخمیوں کے مرہم اور پٹی لگاتی تھیں مجروح کی پوری تیمارداری کرتی تھیں ایک بار عورتیں لڑائی میں شریک نہیں ہو سکیں تب عورتیں بہت مغموم ہوئیں اور شکایت آنحضرت صلعم سے کی کہ ہم لوگ اس بار ثواب سے محروم رہ گئے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دوسری بار ضرور شریک کیا جاؤ گی۔

عورتوں کا ہوشیار اور لائق اور عقلمند ہونا بہت ضروری امر ہے اور یہ صفات تعلیم سے حاصل ہوتے ہیں اسکے لیے بچپن سے تعلیم دینی بہت ضروری ہے اسلیے لڑکیوں کی تعلیم ویسی ہی ضروری سمجھی جاوے جیسے لڑکوں کی تعلیم اس زمانہ میں اسکول و استاد کی کمی ہے حکومت کو کون توجہ نہیں ہے کہ اپنے فرض منصبی کو ادا کرے ایسی مجبوری کی حالتیں کیا کرنا چاہیے مثل مشہور ہے کہ جب دل ہے تب راہ بھی نکل آتی ہے۔ خانگی طور پر گھر کے اندر لڑکیوں کا مکتب خانہ قائم کیا جاوے۔ استانی تعلیم یافتہ جس مقام پر میسر نہیں ہیں دوسرے صوبوں میں ہیں انسے بلا لی جاویں انکی تنخواہ چندہ سے مقرر کیجاوے جا بجا ایسے خانگی مکتب خانے زیادہ نہیں ہی قائم کیے جاویں چھوٹی لڑکیاں چھوٹے لڑکوں کے ساتھ پڑھ سکتی ہیں بچپن میں جب استعداد قرآن مجید اور اردو پڑھنے کی ہو جاوے تب قرآن مجید با ترجمہ پڑھایا جاوے جب لڑکیاں سیانی ہو جاویں تو کتابیں تعلیم نسواں کی جیسے دینی تواریخ اور قصے ہیں پڑھائی جاویں۔ لڑکیوں کی سلائی کی تعلیم کا بھی خیال رکھا جاوے۔ انکی ورزش کا بھی خیال رکھا جاوے کہ جسمانی قوت و دماغی قوت دونوں کی تعلیم حاصل ہو جو بہت ضروری ہے یہ سلسلہ کتب ہر تین کا رکھا جاوے اسپر جو خرچ کیا جاوے ان باتوں میں بغیر ترغیب کے لاتا ہے اور رغبت پیدا کرنا اہل بستی کا فرض ہے اور ذاتی تجربہ سے یہ بہت مفید ہے عقائد درست ہونگے عبادت خالص ہوگی عورتیں زیادہ شکایت آنے دیں انکے خیالات نماز میں نہ بھٹکیں گے خالص عبادت کا فائدہ ملا۔ دماغی دعا میں بخوبی خبر کیلیے

باعث قبول دربار الٰہی ہونگی۔ ان کی دعا اولاد کیلیے بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہر گھر کیلیے ہے۔ اس گھر مین برکت الٰہی ظہور مین آتی رہیگی۔ متوسط درجہ کیلیے یہ غیبی مدد بہت بڑی نعمت ہوگی مستورات اندر مکان رہکر اسلام کا کام بہت کچھ کر سکتی ہین۔ تبلیغ شریعت کا اعلان بہت کچھ کر سکتی ہین۔ ہمسائی عورتین ایک مکان مین جمع ہوکر تبلیغ قرآن کر سکتی ہین۔ بدعتی رسومات کو رد کر سکتی ہین۔ اور اسراف اور زیورات کے پہننے سے پرہیز کر سکتی ہین۔

ہدایت تعلیم نسوان کیطرف خیال کرو۔ اسلام مین کمزوری آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے لڑکیون کی تعلیم کا خیال نہ کیا۔ لڑکیون کی تعلیم کا خیال ویسا ہی کرو جیسا کہ لڑکون کیلیے کرتے ہو۔ اطاعت رسول کرو۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون۔ آنحضرت صلعم لڑکیون کی تعلیم کیطرف بہت خیال رکھتے تھے۔ اہل بیت کی مستورات سب تعلیم یافتہ تھین۔ کل مسلمان عورتون کو اہلبیت کی مستورات کے قدم بقدم چلنا چاہیے۔ عورتونکو دنیاوی قصے سے پاک رہنا چاہیے۔ انکا شغل بالکل دینی ہونا چاہیے۔ اس زمانہ مین لوگونکو طعام ولیمہ کی سنت کا بہت بڑا خیال رہتا ہے اور اسکے لیے بیجا اسراف کرتے ہین۔ مگر بہتیرے سنت کے کام ہین انکی طرف کچھ خیال نہین ہے ان مین ایک طلب علم عورتون اور مردون کیلیے سنت ہے۔ یہ حدیث پیش کیجاتی ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ علم کا طلب کرنا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر۔ اس فرض اور سنت کے بجا لانے مین خرچ کرنے سے انکار کرتے ہین حالانکہ مردون کیلیے حکم قطعی ہے عورتین بیچاری مردون کے تصور سے بہتیری عورتین روتی ہونگی۔ یہ خیال رکھو عورتین دوسرے کے گھر کی نبھانیوالی ہین اسلام مین کسقدر بڑا خیال ہے۔ حکم خدا ہے کہ ہر مسلمان ایک دوسرے کے مددگار اور ہمدرد رہین اور دینی بھائی کے ساتھ بھلائی کرنا ہر مسلمان پر لازم ہوتا ہے۔ اسکے خیال سے عجب قوم کی ترقی ہوتی ہے۔

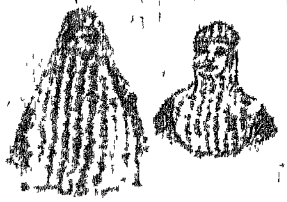
دینی بہنو - تم لڑکیون کی زیادہ نافظ ہو - تم غور کرو کہ تم جاہل رہکر کتنا قوم کی ترقی مین
مضر ہو رہی ہو - بچہ تمھاری گود مین پلتا ہے تمھارے خیالات کی تعلیم پاتا ہو اسکے جسم و دماغ
کی بناوٹ تمھارے ہاتھ مین ہے اگر بچہ کی نگرانی واقفیت سے ہوگی تو بیماری سے محفوظ رہیگا تمھاری
جہالت کیوجہ سے بچے کثرت سے بیمار ہوتے ہین خوب جان لو کہ جتنا بچہ بچپن مین بیمار ہوگا اتنا ہی
جوانی کمزور ہوگی خاصکر دل و دماغ - دل کی کمزوری سے عمر کی کمی ہوگی - دماغ کی قوت
تندرستی سے آتی ہے اسکی ذہانت مین کمی ہوگی - اسلیے تم اپنی لڑکیون کی تعلیم کو ضروری سمجھو -
اپنا مشغلہ دینی رفاہ کیلیے بناؤ - مکتب خانہ گھر مین قایم کرو جبتک مکتب خانے قایم نہ ہون
لڑکی کے باپ پر زور دو کہ خود پڑھائین اسکو مقدم اور لازمی سمجھو - اس بات کو مان لو کہ جیسے
جیسے تعلیم کی ترقی لڑکون مین بڑھتی جائیگی ویسے ویسے خیالات مین فرق آتا جائیگا -
تعلیم یافتہ لڑکے تعلیم یافتہ بی بی چاہینگے غیر تعلیم یافتہ لڑکیون کی شادی مشکل سے ہوگی
بی بی کے جاہل ہونے کے سبب سے تکلیفات کو محسوس کرنا شروع کر دیا ہے کیونکہ انکی ترقی مین
رکاوٹ پہونچتی ہے پھر تمکو توجہ دلاتے ہین کہ تم اپنے حق کو بجا لاؤ اور سنت نبوی کو ادا کرو -

لاولد بیوہ بہنو - تم اپنی جائداد ون کو لڑکیون کے مدرسہ یا اسکول کیلیے وقف کرو
تمکو ایک تہائی جائداد کے وقف کرنے کا شرع سے حکم ہے - یہی صدقہ تمھاری اولاد ہوگی جو کہ
قیامت مین کام آویگی اصلی اولادین نہین کام آئینگی یہ صدقہ جاریہ وہ اولاد ہوگی کہ قیامت
مین آتش دوزخ کیلیے سپر ہوگی ایسے کار خیر سے اپنے کو باز نہ رکھو اور محروم نہ رہو خدا نے فرمایا ہے
اَلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصّٰبِرِينَ عَلٰى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وہ لوگ کہ جب خدا کا نام لیتے ہین تو انکا دل خوف خدا سے ڈرتا ہے
اور مصیبت مین صبر کرتے ہین ایسا جو کہ منہ سے شکایت نہین نکلتی ہے - اور روزی جو کہ

خدا نے دی ہے انہیں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں یہ سمجھکر کہ یہ خدا کیلیے۔ لڑکیوں کے مدرسے قائم کرنے کا خرچ خدا کی راہ میں ہوگا اور یہ صدقہ جاریہ ہوگا جو کہ آخرت میں بیش از بیش کی ہوگی۔

پردہ مستورات۔ خدا نے فرمایا ہے سورۂ احزاب کے رکوع ۷ میں۔ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ۔ جب انکی بیبیوں سے اے مومنوں کوئی چیز مانگو پردہ کی اوٹ سے۔ جبکہ یہ آیت اتری اسوقت آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ عورتیں مردوں سے چھپا کریں بجز محرم مردوں کے۔ پھر خدا نے فرمایا إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا۔ یعنے جو شخص ستاتے ہیں نافرمانی سے اللہ اور اسکے رسول کی اسپر خدا کی لعنت یا غضب ہے دین و دنیا میں اور تیار کیا ہے انکے لیے عذاب خوار اور خراب کرنے والا۔

اس زمانہ میں جہلا کی بوچھار مستورات کے پردہ پر ہو رہی ہے۔ شرعی پردہ عورتوں کا مردوں سے علیحدہ رکھنے کا ہے۔ اسی کو پیغمبر صلعم برتتے تھے۔ شرعی پردہ کیا ہے اسکو سمجھنا چاہیے پوشاک کا پردہ ہے۔ یعنے سر سے پیر تک ایک پوشاک ایسی ہونا چاہیے جو کہ باہر نکلنے کے وقت اوڑھی جاوے اس پوشاک میں وہ حصہ چہرے کا اسقدر کھلا ہونا چاہیے کہ جس سے ہوا لیجا سکے منہ ناک۔ آنکھیں۔ اور مردوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ باہر نکلنے کو منع نہیں کیا گیا ہے۔ احکام الٰہی قانون ربانی میں صاف ہے۔ مگر جو کہ مرض القلب میں مبتلا ہیں انکو خدا کے حکم کی لاپرواہی ہے۔ پردہ کے خلاف دلائل پیش کیے جاتے ہیں کہ عورتوں کی تندرستی خراب ہوتی جاتی ہے جسکا اثر نسلوں پر پڑ رہا ہے۔ ایسی دلیل کرنیوالے احکام الٰہی سے بالکل ناواقف ہیں۔ چونکہ خدا غیب میں ہے مگر سب کو وہ دیکھتا ہے مگر اسوقت کچھ نہیں



کرتا ہی اپنی نافرمانی پر۔ اس دلیل کے جواب
مین چند احکام الٰہی پیش کیے جاتے ہین وہ
کافی ہونگے جواب مین۔ سورہ نور رکوع ۴۔

(۱) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔

آگاہ کرو مسلمان عورتون کو کہ وہ اپنی آنکھین نیچی کرین جبکہ غیر محرم مرد کا سامنا ہووے۔ اور نہ کھولین اپنی شرمگاہ کو یہ کام ہے اور اپنے مقامات زینت (سینہ) کو نہ دکھلاوین بجز اُن اعضا کے جو کہ کھلے رہتے ہین (آنکھین۔ ناک وغیرہ) یہ اعضا ہوا کھلانے کیلیے ہین۔

(۲) وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ۔

اور چاہیے کہ وہ اپنے گریبان (سینہ) پر اوڑھنیان پاکیزہ ڈالے رہین۔ اپنے مقامات زینت کو اپنے شوہر اپنے باپ اپنے سسر اپنے بیٹون اور اپنے شوہر کے بیٹون اپنے بھائیون اپنے بھتیجون اپنے بھانجون مسلمان عورتون اپنی لونڈی غلامون یا ایسے غلام جو مرد [illegible] نہین رکھتے یا ان لڑکون [illegible] جو کہ عورتون کی خواہش نہین رکھتے ہین۔ اور اپنے پاؤن [illegible] اس طرح نہ مارین کہ اُن کا زیور چھپا گھونگھرو وغیرہ معلوم ہو [illegible] نہ بجے اور ایسے زیور سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۳) قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ

آگاہ کرو مسلمان مردون کو کہ وہ اپنی آنکھین نیچی کرلین (بہتر ہے کہ بند کرین) جبکہ غیر محرم عورتون کا

ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

ساتھ ہوئے۔ اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرین یعنے زنا کا خیال اُنکے دلمین پیدا ہوگا اس سے بچین اسمین انکی صفائی ہے اللہ بیشک جانتا ہے جو لوگونکے دل مین خیال گذرتا ہے۔ یعنے حلال اور حرام کو۔

یہ احکام الٰہی مسلمان مرد و عورت کو سکھاتے ہین۔

(۱) عورت اپنی آنکھین بند کرے جب غیر محرم مرد کو دیکھے۔

(۲) بدکاری سے بچتی رہین۔

(۳) پردہ کی پوشاک اوڑھکر باہر نکلین اکثر اعضاے بیرونی کھلا ہو۔

(۴) جسوقت اندر مکان کے ہون بغیر پردہ کی پوشاک کے ہون مگر اپنے کپڑے کو سنبھالے رکھین۔ لاپرواہ اپنے کپڑے کو سنبھالنے سے رہ سکتی ہین اُن اشخاص کے سامنے جنکے لیے خدا تعالےٰ نے حدود بتا دیے ہین۔

(۵) مرد کو بھی وہی حکم ہے کہ اپنی آنکھ کو بند کرلین جب غیر محرم عورت کو دیکھین تاکہ انکی آنکھین غیر استعمال نعمت الٰہی کا ہونے سے یعنے آنکھونسے دیکھنے سے دلمین بُرا خیال پیدا ہوتا ہے۔

یہ احکام قانون بانی مین ایسے ہی صاف ہین جیسا کہ دفعات قانون بانی مین ترک و نکاح کا جسکی بہ تمام مسلمان برتتے ہین ویسا ہی حکم پردہ کا عورتون اور مردون کیلیے مساوی ہے۔ مرد تو مگر باہر نکلنے سے منع نہین کیا گیا ہے۔ جو عضو واسطے زندگی کے لازمی ہے وہ کھلا ہوا بہ اعتبار نکل سکتی ہین۔ ایسا پوشاکی پردہ اسوقت "دوش" عورتونمین جو کہ ایک فرقہ نصارےٰ کا ہے پایا جاتا ہے شاید انجیل مین ہو۔ اس زمانہ مین ہندوستانی تہذیب کی کیا حالت ہے ذلیل کرنیوالے پردہ شکن کے سمجھتے ہین کہ فی زمانہ باطنی اخلاقی بیماری کی مردون مین

زیادتی ہو رہی ہے جسوقت غیر عورت کا سامنا ہو جاتا ہے اس عورت کو گھورنے لگتے ہین اسکے بعد اوپر کا نمبر ۲ حکم خدائے تعالے کا ہے مردون کیلیے۔ کیا اس حکم کی فرمانبرداری کیجاتی ہے؟ جبکہ بمقدار نافرمانی خدا کی کثرت ہو رہی ہے جسوقت عورتین کثرت سے باہر نکلنا شروع ہونگی نافرمانی کی کثرت ہو جائیگی۔ اور غیر مذہب کے لوگون کی صحبت ہو رہی ہے جنکے اخلاق مین مذہب کی روک تھام بالکل نہین ہے تب کیا حالت ہوگی۔ عورتین اسلامی جگہون مین باہر نکلتی ہین مکان کے اندر بند نہین ہین مگر اپنی ضروریات کیلیے اسلامی پوشاک مین باہر نکلتی ہین۔ اس ملک ہندوستان مین رواج نہین رہا گیا دو وجہون سے اول تو صحبت غیر مذہب جو کہ شرعی حکم سے واقف نہین ہے جنکے مردون کو عورتون کی عزت کرنا لازمی امر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مسلمانون نے بعد پانے سلطنت کے عیش و آسائش آگئی سیاہ نکلنا اور انکا شان امارت کے خلاف سمجھا گیا خیالات پیروی ہو گیا ... اور اب جیسا ضرورت تحقیقات سے ظاہر ہوا ہے وہ گذشتہ زمانہ مین نہ تھا۔

دوسرا اعتراض خرابی تندرستی نسوان و نسل جنکے بارے مین گذشتہ ورقون مین بحث کیگئی اور دکھلایا گیا کہ یہ خرابی بوجہ جاہل رہنے عورتون کے ہے۔ دوسرا فرمان عورتون کے بارے مین خدا تعالے کا ہے وہ درج کیا جاتا ہے۔ سورۂ احزاب رکوع ۴۔

(۱) إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا	عورتون اگر تم متقی ہو تو کسی سے نرم باتین نہ کرو تاکہ دل مین عیب رکھنے والی امید نہ کرے ... اور باتین سیدھی کیا کرو۔

عورتون کو غیر مرد سے ضرورت کی باتین کرنے کی اجازت ہے، وہ بھی صرف ضرورت ہی کی باتین کیجاوین اور ہنسی کرکے اور لبھانے والی باتین نہ کیجاوین۔

(۲) وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ	عورتو اپنے گھر مین رہو اور نکلا نہ کرو جاہلیت کے مثال پر

تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى ۔
(۳) وَأَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ
أَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ
عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۃ
(۴) فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا
حَفِظَ اللّٰهُ ط

زینت کو نہ دکھاتی پھرو۔
نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت
کرو۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم کو نجاست سے دور رکھے اور
تم کو گناہوں سے پاک کرے۔
نیک عورتیں اپنے شوہروں کی فرمانبرداری کرتی ہین اور
نگہبانی کرتی ہین بے شبہ پیچھے خدا کی نگرانی سے۔

قبل زمانہ نزول آیت اوپر کے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانہ کے بھی قبل دستور تھا کہ عورتین بناؤ سنگار کرکے باہر مردون کو دکھلانے کے لیے نکلتی تھین۔ اس زمانہ مین بالکل ہما مغرب مین ہی ہو رہا ہے۔ خدا نے فرمایا ہے کہ گھر کے اندر رہنا بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ اپنا بناؤ سنگار کرکے مردون کو دکھلانے کیلیے باہر نکلا جائے۔ اپنی ضرورت کیلیے باہر جانے سے ممانعت نہین ہوئی۔ یعنے بلا مطلب بے ضرورت باہر نہ جاؤ۔ اس زمانہ مین پردہ شکن کا مدعا انگریزی تہذیب کے تتبع ہی اور یہ بالکل خلاف ہے۔

خدائے تعالےٰ نے چتا دینے والا فرمان دیکر ڈرایا ہے وہ یہ ہے۔

(۵) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا
قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ
الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

کسی مرد و عورت مومن کو روا نہین جب اللہ اور اللہ کا
رسول کوئی فیصلہ کر دے تو پھر وہ اپنے کاموں میں اختیار
نہین رکھتا ہے جسنے اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کی
وہ بالکل گمراہی مین ہے (بلکہ ذلت مین ہوگا)

یہ فیصلہ مسلمانون کیلیے لازمی و ضروری ہے کسی قسم کی ترمیم نہین کیجا سکتی ہے۔
قبل نزول ان احکام کے عورتین اور مرد دونون ایک جا ہوکر مسجد مین نماز و ذکر ادا کرتے تھے

حیثیت سے احکام نازل ہوئے فوراً آنحضرت صلعم نے عورتوں کا آنا مسجد مین موقوف کردیا عورتین بالکل گھر کے اندر رہنے لگین آنحضرت صلعم نے اپنی ازواج کیلیے مختلف درجے مکان مین قائم کیے صحابہؓ دروازے پر پکار کر باتین کرنے لگے آنحضرت نے فرمایا جتنے فسادات برپا ہوتے ہوتے ہین عورتون کیوجہ سے ہوتے ہین۔ انکی علحدگی بہت اچھی ہوئی بیشک تجربے ظاہر ہوا ہے کہ عورتون کیوجہ سے زیادہ فسادات وقتل ہوتے ہین۔ امید کیجاتی ہے کہ درمیان پردہ شکن کو یہ احکام آلہی اطمینان دہ ہونگے انکی بدخیالی کو دور کرنے کیلیے رسالے زنی کی جگہ باقی نہین رہی ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اخلاقی برائی سے بچنے کیلیے یہ رسالے بتائی ہے۔ بندہ کو اختیار ہے۔ خدا کا کوئی نظم مصلحت وحکمت سے خالی نہین ہے۔ جوان عورتون کیلیے پردہ کا حکم ہے جنسے خوف فسادات کا ہوتا ہے ضعیف عورتون سے فسادات کا خوف نہین ہے اسلیے انکے لیے پردہ کا حکم نہین۔ سورۂ نور رکوع ۸ ۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ
نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ
ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ ؕ
وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ
لَّهُنَّ ؕ

ضعیف عورتین یا جو نکاح کی امید نہین رکھتی ہین گھر مین بیٹھنے والی۔ وہ اپنے کپڑے کو بیشتر حیا سے لاپرواہ ہون تو انپر کوئی گناہ نہین ہے اگر اس سے انکو مقامات زینت کا دکھانا منظور نہو۔ اگر ایسا مطلب ہے زینت دکھانا یا نکاح کرنا تب بہتر ہے انکے لیے پردہ۔

امیر امان اللہ گذشتہ امیر کابل جو کہ بعد واپسی سفر یورپ کے نقالی مین مغربی تہذیب آگئے ہین۔ مغربی تہذیب کی بندش صرف انسانی صحبتی قانون کے مطابق ہے۔ اسکے وہ لوگ بہت زبردست پابند ہوئے ہین مسلمانون کیلیے تہذیب اخلاق احکام الٰہی پر بنیاد ہے۔ امیر کابل صاحب نے اپنے ملاؤن کے اعتراض پر جواب دیا جو کہ انگریز

اخبار مین پڑھا گیا ہے اس جملے کے معنے یہ ہین "رحیم اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے" یعنے غربا
مین پردہ نہین ہے اور احکام الٰہی غریب و امیر مین کچھ فرق نہین کرتے ہین پھر غریبون کو
کیون حکم نہین دیا جاتا ہے۔ اسکا جواب بہت صاف ہے غربا مین خواہشات شیطانی پیدا نہین
ہوتی ہے بوجہ افکار رزق کے مرد و عورت دونون کا دل و دماغ مشغول رہتا ہے حصول رزق
مین۔ اسلیے انکا دل و دماغ اندھا ہوتا ہے۔ برعکس اسکے کہ امرا مین خواہشات شیطانی کا
وجود بہت زیادہ ہوتا ہے۔ انکا دل و دماغ خواہشات و لذات کیطرف زیادہ راغب ہے۔ وہ
زیادہ برائیون کے مرتکب ہونیوالون مین ہین۔ خواہشات دل سے پیدا ہوتے ہین آنکھ سے
تعلق نہین ہے۔ مثال ظاہر کیجاتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلعم سے
دریافت کیا کہ جس وقت قبر سے لوگ نکالے جائینگے کس پوشاک حالت مین ہونگے۔ حضور
پرنور نے فرمایا مرد و عورت دونون ننگے ہونگے مگر انپر خوف اسقدر طاری ہوگا کہ ایک دوسرے
کو نہ دیکھین گے۔ جب دلمین خوف ہے آنکھین بے مصرف ہین۔ کوئی شے دیکھی جاتی ہے اور اگر
دل اسکی طرف رجوع نہین ہے تو اسکا دیکھنا بالکل ہیچ ہے ویسا ہی غربا مین پردہ ہونا۔ ایک
دوسرے کو نہین دیکھیگا۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی سلطنت کا پیشوا نافرمانی خدا کی
طرف راغب ہوا۔ کتنی اسلامی سلطنتین بوجہ نافرمانی خدا کے غائب ہوگئی ہین۔ گذشتہ
صفحون مین اسکے بارے مین فرمان الٰہی درج کیا گیا ہے یعنے سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲۔

یعنے جب کوئی ملک تباہ ہوتا ہے اسکے پیشوا یا سردار کی نافرمانی کیوجہ سے۔

یہی خاص وجہ امیر امان اللہ کے تنزل کی ہوئی ہے۔

پردہ شرعی مسلمانون کیلیے لازمی ضروری ہے۔ یہ ضرور قائم رہیگا اور ہمیشہ رہیگا۔ صرف
کافر و مشرک و فاسق مین نہین رہیگا۔

افسوسناک زمانہ۔ اب زمانہ آگیا کہ ہر امام بعد نماز جمعہ کے اسلام کی بہبودی کیلیے خدا تعالے کے دربار مین مناجات کرے۔ درد والے مسلمانون کو چاہیے کہ جو کچھ کوشش ہوسکے اسلام کی بہبودی کیلیے اپنے نفس کے جہاد کرنے سے غافل نہ رہے۔

مصنف اس لائق نہین تھا کہ کوئی مذہبی اصول پر کتاب تصنیف کرے مگر خدا تعالے کی مدد محنت مین ملتی گئی اور ہمت بڑھتی گئی جسکا خدا تعالے کا شکر گذار ہے۔

اسوقت ظاہری عبادت ہے جس سے اسلام کا نام قائم ہے۔ مگر باطنی اعتقاد نہین ہے جس سے ایمان ظاہر ہو۔ خلوص دلی نہین ہے جس سے احسان معلوم ہو۔ یہ کل اوصاف اگلے زمانے کے لوگو نمین تھے اسلیے خدا راضی تھا۔

مناجات

فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۔ وہ خدا بہت بڑا ہے۔ اسکی بادشاہت جیسی چاہیے ویسی ہے ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ کوئی بندگی کے لائق نہین ہے سوائے اسکے۔ اسکا کوئی شریک نہین ہے۔ وہ مالک ہے عرش بزرگ کا۔

وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۔ اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ جتنے جانور زمین پر ہین سبھون کیلیے رزق مقرر ہے اللہ ہی ہمکو اور سبھون کو رزق دیتا ہے وہ سنتا ہے پکار کو اور جانتا ہے حالتون کو۔

(۱) اے خدا تیرے سامنے ہاتھ اٹھا کر سائل ہون اور مناجات کرتا ہون مسلمان بھائیون اور بہنون کے واسطے جنھون نے اپنی جانون پر ظلم کیے ہین انکی آہ کو سناتا ہون تو فریاد رس ہے فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ۔

(۲) اے خدا امت محمدی ایجابی باطنی عوارض مین مبتلا ہے اُن کو اس بیماری سے شفا دے۔ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۔

(۳) اے خدا اپنے پیارے رسول کے صدقہ مین مسلمانون کی ایمانی حالت کو بدل دے اور ایمان صالح عطا فرما۔ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ۔

(۴) اے خدا اسلامی درد دل کی بیماری اُنکے دلونمین زیادہ محسوس ہورہی ہے جنکے ہین تونے ہدایت دی ہے اُن مسلمانون کے ایمانی حالت پر غور و فکر کرنیسے جو کہ گمراہی کی ہاپکڑے ہوے ہین اس بیماری کا علاج تیرے اختیار مین ہے اس درددل سے نجات دے ؟

(۵) اے خدا مسلمانون نے اپنی غفلت سے اور تیری نافرمانیون سے بیخ اسلام مین گھن لگادیا ہے اے خدا تو غَنِيٌّ الْحَمِيْدُ ہے۔ بیشک تو لا پرواہ ہے تیری کیا مرضی ہے کیا تیری مرضی یہی ہے کہ اسلام کا درخت گر پڑے اور دشمن اسلام اسکے تنہ و شاخون اور پتون کو جلادے یہ بہت صدمہ اور ماتم کا مقام ہوگا تو ذُوالرَّحْمَة ہے۔ رَبَّنَا نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ ۔

(۶) اے خدا۔ بیشک مسلمان خطاوار اور قصوروار ہین مگر تو معاف کرنے کو دوست جانتا ہے معاف کرد ے اصلاح کردے حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۔

(۷) اے خدا مسلمانون کے دل مین اپنی محبت حقیقی عطا کر اور اسلام کو پھر حقیقی حالت مین بدل دے اپنی ہدایت سے ۔

(۸) اے خدا مسلمانون کے ایمان کی درستی کردے تاکہ اسلام کو نئی زندگی حاصل ہو۔ جس غرض سے تونے آخری کتاب مبارک کو اسقدر حفاظت سے قائم رکھا ہے (گرچہ الفاظ نہین بدلے گئے ہین مگر فہم کو اُسکے ضرور بدلدیتے ہین) هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا اسکے ذریعے سے اسلام کو پھر از سر نو عروج بخش۔

(۹) اے خدا ہم مسلمانان ہند کی زبان عربی مادری نہیں ہے تیرا کلام بلیغ ہے اس لیے آسان نہیں ہے اور تیرے فرمان کی کتاب ہم لوگوں کی مادری زبان سے سوا ہے ۔ لاعلمی کی وجہ سے البتہ قصوروار اور نافرمانیوں کے مرتکب ہوتے رہے ہیں انہیں معاف کر دے اور درگذر کر دے ۔ تعفوا و تصفحوا و تغفروا ۔ فان اللہ غفور الرحیم ۰

(۱۰) اے خدا مسلمانوں کے دل و دماغ غافل ہو گئے ہیں انکو جگا دے اور اپنی محبت اور خوف انکے دل و دماغ میں ڈالدے ۔

(۱۱) اے خدا مسلمانوں کے قلب میں سیاہی یا زنگ اور سختی آگئی ہے ران علی قلوبہم دور کر دے ۔ تیرے اختیار میں ہے ۔ قلب کی صیقل کر دے اور نور ایمان کی روشنی سے چمکا دے

(۱۲) اے خدا تیری رضا کے بندہ ہیں اگر یہی رفتار اسلام کی رہی تو تیری یاد کرنے والے تنہا تنہا کر باقی نہیں رہینگے اس زمین پر رحم کر رضوان من اللہ اکبر ۔ ذلک ھو الفوز العظیم ۔ اے رب اپنے پیغام کو پورا کر ۔

(۱۳) اے خدا تیری طرف رجوع کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کا اس دنیا میں کوئی والی و وارث سوائے تیرے نہیں ہے وما لھم من دونہ من وال ۔ ایسی بیکسی بے بسی و لاچارگی پر توجہ کر اور صراط مستقیم پر چلا دین و دنیا دونوں کو یا ذا الجلال والاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین ۰

رب زدنا علما و فهما و محبة في قلوب عبادك واجعلنا عزيزا

في عيونهم واجعلنا وجيها في الدنيا والآخرة ومن

المقربين وصلى الله على خير خلقه محمد وآله

وأهل بيته وأصحابه أجمعين

آنحضرت صلعم

اس دین اسلام کو نائب خدا نے کس طرح محنت و مشقت و ایذا سے قائم کیا اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ - انکی برکت اور جذبات سے ہر ٹکڑے
آبادی زمین میں یہ دین اسلام اسا تھ فروغ کے اب اس دین کی اتباع کرنیوالوں میں
ایمان کی کمزوری آرہی ہے۔ اے خدا تو نے ضرور اپنے وعدہ کو سچا کرکے دکھلا دیا چونکہ
بدبختی ہم لوگوں میں آگئی اسلیے ہم لوگ بہک گئے ہیں - اسکی سزا میں ایمان کی بیماری میں
مبتلا ہوگئے جسکے علامات تشخیص مثل علاج یہ کتاب ظاہر کرتی ہے یہ سب تیرے حکم کے اندر
ہے جو کہ ہمارے حد علم میں آیا کوئی اضافہ و مبالغہ نہیں کیا گیا ہی اگر غلطی لاعلمی سے ہو تو اسکو
معاف کردے تو غفور الرحیم ہے تیرا کلام پاک نسخہ ہے بیعت شریعت تدبیر علاج ہے۔ علاج
کیلیے دوا اور دعا دونوں کی ضرورت ہے - اسلیے تیرے سامنے اسلام کی بہبود کی مناجات
کیگئی ہے۔ سورہ مومن میں تو نے فرمایا ہے کہ تم پکارو ہم تمہاری دعا کو قبول کرینگے اُدْعُوْنِیْٓ
اَسْتَجِبْ لَکُمْ رَبَّنَا تَقَبَّلْ دُعَآءِ خدا کی تعریف اپنی بولتی زبان میں خدا ہی کے کلام کے ذریعہ سے جائز
سورہ لقمان - لوگوں اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جب نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آویگا
اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کام آویگا - اللہ کا وعدہ بیشک سچا ہے - دنیاوی زندگی تمہیں فریب میں
نہ ڈالے اور نہ کوئی فریب دینے والا تم سے (شیطان) اللہ کو بھلا دے بیشک اللہ ہی کے پاس
قیامت کا علم ہے وہی مینھ برساتا ہی اور وہی ماؤں کے رحم میں لڑکا یا لڑکی جو کچھ ہوتا ہی سکے
بھی وہی جانتا ہے کسی کو معلوم نہیں کہ کل وہ خود کیا کریگا اور نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ وہ کس
زمین پر مریگا اللہ ہی کو ان باتوں کی خبر ہے وہی جاننے والا ہی اور خبر رکھنے والا ہے۔

اے خدا اس کتاب کی تبلیغ مین مدد کر تا کہ مسلمانان اپنے قصور کو سمجھین اور درستی کیطرف راغب ہون - بعد پڑھنے اس کتاب کے -

ذاتی التجا

مسلمان بھائیون اصول اسلام کو پکڑو اور اصول اسلام شریعت انبیا ہے فروعات نہین - انکا اصول کو آنحضرت صلعم نے سکھایا ہے اور اسی اصول پر بعد وصال کے انکے پیروون نے عمل کیا جس سے کامیابی حاصل ہوئی دین اور دنیا دونون کی -

فروعات کو لوگون نے زیادہ پکڑ لیا ہے چونکہ غیر معتبر کتابین صرف دنیا حاصل کرنے کیلیے لکھدی گئین اسلیے دین کو مشکل بنا دیا اس سبب سے اصلیت بالکل تاریکی مین آگئی اور ایمان خدا اور رسول مین کمی آگئی اور نافرمانی خدا شروع ہونے لگی صرف شریعت اس نافرمانی سے بچاویگی - اسی کا لباس پہنو اور فروعات کو چھوڑو - اس حکم الٰہی کا خیال رکھو اور ڈرو یہ حکم الٰہی ہے (سورہ بقر) لَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا مت اڑاؤ خدا کی آیتون سے احکام کو ہنسی اور مذاق مین یعنی حکم کے بجا لانے مین غفلت و سستی نہ کرو ورنہ خدا سمجھیگا - یہ ہماری نصیحت ہے - ہم لوگ مسلمانون کا ایمان کل انبیا پر ہے - اسلیے باب دوم مین شریعت محمدی کو نبیون سے مقابلہ کرکے دکھلائینگے - وہ ضرور پڑھا جاوے جب اس کتاب کے سبق سے پورا فائدہ معلوم ہوگا -

خادم

سید محمد وارث